یا اللہ! ہمیں خدمت دین کی توفیق نصیب فرما!

شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت جانشین مخدوم عالم پناہ رئیس الاتقیاء امام الکشف حضور شیخ المسلمین حضرت العلام مولانا الحاج شاہ سید حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات گل افشاں، خدمات دل آرا اور کمالات نشاط افزا پر مشتمل کتاب مستطاب



مسمّٰی باسم تاریخی

اِنقلابِ شیخ المسلمین

نور اللہ مرقدہ 2026ء

المعروف باسم جلی

چاند سا انساں

المؤلف

محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری

ناظم اعلیٰ
دار العلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ رضویہ
رحمت نگر، برپنور، آسنسول مغربی بنگال

منیجنگ ڈائریکٹر
الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی
سیت پہاڑی، چھیلا پاتھر، دمکا، جھارکھنڈ



زیر اہتمام

الرحمان اسلامک تحقیقاتی مشن خانقاہ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار

یا اللہ! ہمیں خدمت دین کی توفیق نصیب فرما!

شہزادہ خلیفہ اعلیٰ حضرت جانشین مخدوم عالم پناہ رئیس الاتقیاء امام الکشف حضور شیخ المسلمین حضرت العلام مولانا الحاج شاہ حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات گل افشاں خدمات دل آرا اور کمالات نشاط افزا پر مشتمل کتاب مستطاب

مسمّٰی باسم تاریخی

انقلاب شیخ المسلمین

نور اللہ مرقدہٗ 2026ء

المعروف باسم جلی

چاند سا انسان

المؤلف

محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری

منیجنگ ڈائریکٹر
الحجا کلیۃ البنات اکیڈمی
سیت پہاڑی، جھیلا پاتھر، دمکا، جھارکھنڈ

ناظم اعلیٰ
دار العلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ رضویہ
رحمت نگر، برنپور، آسنسول، مغربی بنگال

زیر اہتمام

الرحمان اسلامک تحقیقاتی مشن خانقاہ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : انقلاب شیخ المسلمین/چاند سا انسان

مؤلف : محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری

نظر ثانی : حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد عرفان احمد کاوش منظوری صاحب

حسب فرمائش : حضرت العلام علامہ مولانا مفتی سید الشاہ محمد شاہد رضا قادری مصباحی رحمانی صاحب سجادہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار الھند

پروف ریڈنگ : ڈاکٹر سید نوشاد احمد قادری رحمانی کیری شریف، و قاری غلام محمد نور رحمانی و حضرت مولانا زین العابدین رحمانی کیری شریف.

آئینۂ بہجت : حافظ محمد ثاقب شہاب، محمد محاسب شہاب و محمد مشارب شہاب

کمپوزنگ : مصباحی ٹائپ (7488135156)

تعداد صفحات : ۳۹۲

سن طباعت : ۱۴۴۷ھ/۲۰۲۶ء

زیر اہتمام : الرحمان اسلامک تحقیقاتی مشن (خانقاہ رحمانیہ کیری شریف، بانکا، بہار، الھند)

ملنے کے پتے

- مدرسہ خانقاہ رحمانیہ، کیری شریف، بانکا
- الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی، چھیلا پاتھر، دمکا
- مدرسہ اشرفیہ رضویہ، برن پور، آسنسول
- فاروقی مسجد، شاستری نگر، ٹاٹا جمشید پور
- مدرسہ رضائے غوث، دُدھانی، دمکا
- نوری مسجد، جرواڈیہ، دمکا (جھارکھنڈ)

فہرست مشمولات

❑❑❑

شرف انتساب

- رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
- شہید اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- سلطان اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- محدث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- مجدد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- مجاہد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- مرشدِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بالتخصیص ماں کی ممتا، باپ کا پیار، بھائیوں بہنوں کی ہمدردی اور راحتِ جاں کے نام جن سے خون کا رشتہ، دل کا رشتہ، روح کا رشتہ اور ایمان کا رشتہ قائم ہے۔

محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری

کلمات تحسینات

از قلم: نبیرۂ مخدوم عالم پناہ، شہزادہ وجانشینِ حضور شیخ المسلمین،
حضرت علامہ و مولانا **مفتی سید شاھد رضا مصباحی** صاحب قبلہ
سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ، کیری شریف، بانکا (بہار)

الحمد لله والصلاة والسلام على أشرف رسل الله

اللہ رب العزت نے شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مخدوم عالم پناہ حضرت علامہ و مولانا سید الشاہ محمد حسنین رضا قادری المعروف بہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کو دنیاے تصوف اور جہان ولایت میں بے مثال شخصیت کی حیثیت سے پوری دنیا میں متعارف کیا، جن کی تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کے بعد یہ انکشاف ہوتا ہے کہ آپ کے خانۂ دل میں رحم، طبیعت میں سادگی، احساس میں خلوص، سوچوں میں سچائی کے چمکتے ستارے تھے، آپ نے اللہ رب العالمین کی مرضی حاصل کرنے کی لوگوں کو دعوت دی۔ کتنے گندے دل کو صاف کیا، آپ "بے مثال روحانی طبیب" تھے، آپ نے بے شمار مردہ دلوں میں زندگی کا رنگ بھرا، آپ اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے روشن چراغ اور ماہ کامل تھے، آپ حضور ﷺ کے تقسیم وراثت کے تحت امت محمد ﷺ کو صراط مستقیم اور جادۂ حق پر چلانے کا ذریعہ بنتے رہے۔ اور نور ہدایت کو اکناف عالم میں پہنچانا آپ کا اولین مشغلہ تھا۔

آپ کی امتیازی خصوصیات:

(ا) آپ علمی پختگی میں باکمال صلاحیت کے "جبل شامخ"، آسمان علم و فضل کے چاند، دینی درس گاہ کے نسیم بہار، اور چشمۂ علم کے "مائے صافی" اور علمی دل آویزیوں کے آبشار تھے، جس کا ثبوت آپ کی تصنیفات اور باصلاحیت علماء کی جماعت باکرامت ہے۔

(۲) معمولات دلنشیں: آپ شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے، اتباع کتاب و سنت پر تا دم حیات کامل یک سوئی کے ساتھ مصروف رہے، شب و روز، سفر و حضر ہر لمحہ دین اسلام پر سختی سے عمل پیرا رہے، کبھی بے وضو نہیں رہے، جب تک آپ وضو نہ کرتے تب تک بستر استراحت پر نہیں جاتے۔ آپ کے معمولات میں کلام الٰہی، حزب البحر اور دیگر اوراد و وظائف کی پابندی شامل رہی۔ کتاب الٰہی اور سیرت مصطفیٰ پر عمل کے سلسلہ میں اعلیٰ ترین انسانی اقدار میں اپنی مثال آپ تھے۔

(۳) اسلام کی خدمت اور تبلیغ اسلام کا جذبہ: آپ نے بڑے شہروں، دولت مند علاقوں کو منتخب کرنے کے بجائے پسماندہ اور گمنام علاقہ "کیری شریف" کو تبلیغ اسلام کے لیے اپنا مرکز بنایا اور روحانی و علمی فیضان سے لالہ زار کیا، جہاں داخلی مشکلات، سیاسی و سماجی دشواریاں، اور علاقائی وہابیت زدہ طوفانوں کا تن تنہا مقابلہ کیا، اپنی مستقل مزاجی اور ناقابل تسخیر عزم کے طفیل ان تمام مرحلوں سے سرخرو نکلے۔ نتیجتاً آج کیری شریف امن، محبت، علمی شہر اور گلشن روحانیت کی صورت سے اکناف عالم میں شہرہ آفاق کی حیثیت سے تابندہ ہے۔

(۴) تعلیمات شیخ المسلمین: آپ خود اعتمادی کی تعلیم دیتے، کہتے کہ اس کے بغیر نہ تو دنیا بن سکتی ہے اور نہ آخرت کی تعمیر ہو سکتی ہے۔ علم کے حصول اور علم کے فروغ کی دعوت دیتے، گہری واقفیت، مطالعے کی وسعت، دور اندیشی کے حصول کے لئے حوصلہ افزائی کرتے۔ وہ علم جو انسان کی شخصیت نہ بدلے، خیالات و افکار میں پاکیزگی پیدا نہ کرے تو کہتے کہ ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگو، "علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است" دور حاضر کے تقاضوں کو سمجھنے پر زور دیتے، اخلاق کی قدر و قیمت سمجھاتے، امن عالم اور انسانیت کا درس دیتے، نفرتوں کو مٹا کر محبت و پیار کے سبق کو عام کرتے جس کی آج کے معاشرے میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آپ کی تعلیمات کا ایک وسیع باغیچہ ہے جسے پیش نظر کتاب میں

آپ ملاحظہ کریں گے۔

(۵) آپ امام الکشف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں پیار کا جوہر ودیعت فرمایا؛ آپ کہتے ہیں کہ انسان اس جوہر محبت والفت کو دیدہ زیب مکانات اور دل ربا نین ونقوش لگا دے اور خدا سے غافل ہو جائے ایسی صورت میں انسان جانوروں کی صفت میں کھڑا ہے جو محبت اللہ کو چھوڑ کر مخلوق سے منسلک ہو اور ہوش وہواس میں محبت الٰہی کی کوئی جھلک نہ ہو تو سچائی یہ ہے کہ یہ محبت نہیں، نفس پرستی اور خواہش پرستی ہے۔ حقیقی محبت اور انسان کا امتیاز تو یہی ہے کہ اس کا ہر کام خدا رخی ہو، ہر کام میں اللہ رب العالمین کی محبتوں کے شعلوں کی تپش کا اظہار ہو پھر یہی محبت برانگیختہ کرتی ہے طاعت کے لئے جیسی محبت ہوگی اسی قدر اطاعت ہوگی اور جب یہ محبت دائمی کیفیت بن جاتی ہے تو گردش زمانہ اور گرداب بلا اس کو متاثر نہیں کر سکتی ہے تو اس کیفیت کو نسبت کہتے ہیں اور اسی کا دوسرا نام سکینہ ہے، اور جو اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے اس پر علوم ومعارف، اسرار وحقائق کشف والہام کے دروازے کھلتے ہیں اور یہی نسبت روحانی ترقی کا ذریعہ اور منازل سلوک کو طے کرنے کا زینہ ہے۔

حضور شیخ المسلمین سے کشف وکرامات کے کثیر واقعات اور گواہان آپ کے محبت الٰہی میں راسخ، سیرت مصطفیٰ اور قوانین اسلام پر سختی سے عمل اور اعلیٰ روحانی منازل پر فائز ہونے کی کھلی دلیل ہے۔

خطیب دین محمدی ﷺ حضرت مولانا شہاب الدین صاحب نے حضور شیخ المسلمین کی حیات پر اپنی نگارشات کو قلم بند کر کے تمام مریدین، تلامذہ اور وابستگان کی جانب سے شکریہ کے حق دار ہیں۔ اللہ رب العالمین ان کے علم، عمل اور خدمات میں برکت عطا فرمائے۔

❑❑❑

''چاند سا انسان''تصوف کے آئینے میں

ادیب شہیر، ماہر قلم حضرت **مولانا سلطان محمود چشتی** صاحب
تحصیل گوجر خاں، ضلع راول پنڈی (پاکستان)

ہر گز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شُد بہ عشق
ثبت اَست بہ جریدۂ عالم دوامِ ما

''اُسے ہر گز موت نہیں آتی جس کا دل عشق کی تاثیر سے زندہ ہو گیا غور سے دیکھ دُنیا کے دفتر پر ہمارے زندہ وجاوید ہونے کی مُہر ثبت ہے''۔ (حافظ شیرازی)

مسافرانِ راہِ سلوک جب عشقِ حقیقی کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں تو اللہ رب العزت اِن کی منیر و معنبر زندگیوں کو دوامِ ابدی عطافرما دیتا ہے۔ اِن کا وجودِ مسعود، عالمِ ہستی کے لیے سراپا خیر بن جاتا ہے۔ تشنگانِ معرفت انھی کے فیضانِ معرفت سے راہنمائی لیتے ہوئے راہِ سلوک کی منازل طے کرتے ہیں۔ قربِ خداوندی کو پانے کے لیے اہلِ تصوف کے ہاں دو ہی راستے ہیں جن پر چل کر منزل حق کے راہی قربِ خداوندی کی منزل تک پہنچتے ہیں۔ علم و معرفت کے انھی پُر انوار راستوں کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے کے دو ہی راستے ہیں پہلا راستہ قربِ نبوت سے تعلق رکھتا ہے اور یہی اصل الاصل ہے۔ اس راستے کے واصلان انبیاء علیہم السلام، اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور تمام اُمتوں میں جن کو بھی وہ اِس ذریعہ دولت سے نواز نا چاہیں

اُن میں شامل ہیں۔دوسرا راستہ قربِ ولایت کا ہے جس کے ذریعے اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء وعام اولیاء واصلِ باللہ ہوتے ہیں۔ ''راہِ سلوک'' اسی کو کہتے ہیں۔واصلین کے پیشوا اور اُن کے فیض کا منبع جنابِ حیدرِ کرار بابِ مدینۃ العلم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اورآپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اِس مقام پر فائز ہیں۔تمام واصلین آپ رضی اللہ عنہم ہی کی روحانیت کے توسل سے منزلِ مقصود تک پہنچتے رہے،اِن کے بعد یہ منصب علی الترتیب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو تفویض ہُوا اور پھر بعد دیگرے ائمہ اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم اس مقام پر فائز ہوئے۔اِن سے ماسوا جن کو بھی مذکورہ مقامات عطا ہوئے اِنھی حضرات علیہم السلام کے توسل سے ہوئے حتیٰ کہ حضور غوثِ الاعظم رضی اللہ عنہ کا دور آنے پر منصبِ قطبیت کبریٰ آپ کی ذات سے مختص کر دیا گیا۔اب جس کسی کو بھی اس راستے سے فیض و برکات حاصل ہوتے ہیں وہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے توسط سے ہوتے ہیں۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''لمعات'' المقالۃ الوضیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ تمام ولایت کے فاتحِ اوّل سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور آپ کے بعد آنے والے ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بھی اِسی نسبت کے اقطاب ہیں اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اِس مقام میں ایک خصوصی شان ہے۔مشاہیرِ اُمت محدثین وائمہ مجتہدین کے اقوال کی روشنی میں دیکھا جائے تو اب یہ منصبِ عالی ظہورِ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ تک حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہے گا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ عالی مرتبت سے چلنے والا سلسلۂ طریقت در حقیقت ''سلسلۂ قادریہ'' کہلاتا ہے۔دُنیا بھر میں جتنے بھی سلاسلِ طریقت ہیں اُن کی نسبتِ فیض کسی نہ کسی حوالے سے سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے جا ملتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ

کو ''پیرانِ پیر'' اور ''سرتاجِ اولیاء'' بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے فیضانِ علم و معرفت سے ایسی حسین شعاعیں پھوٹیں جن کی روشنی سے عالمِ اسلام کا ہر خطہ منیر و معطر دکھائی دے رہا ہے۔ گلستانِ ولایت کے فیض یافتگان دُنیا بھر میں جہاں بھی پہنچے اپنے بزرگوں کی روایت کو زندہ کرتے ہوئے دینِ اسلام کی ترویج میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ جس کی عملی تصویر تاریخ اسلام میں بالخصوص برصغیر میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اسلام کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے برصغیر میں سب سے نمایاں کردار ادا کرنے والی ہستی کو آج دُنیا خواجۂ خواجگان سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک نام سے پہچانتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی نگاہِ کیمیا گر نے نوے (۹۰) لاکھ ہندوں کو کلمۂ حق پڑھا کر اسلام کی دولت سے سرفراز کیا۔ جس کی مثال آج تک نہیں ملتی۔ تمام سلاسلِ طریقت کے بزرگانِ دین نے اسلام کے فروغ کے لیے گراں قدر خدمات پیش کیں جو ناقابلِ فراموش ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''چاند سا انسان'' انھی روحانی، نورانی اور وجدانی سلسلوں کی ایک کڑی ہے۔ جسے کیری شریف کی خانقاہ عالیہ رحمانیہ سے نسبت رکھنے والے ممتاز مذہبی سکالر، شاعر و ادیب علامہ محمد شہاب الدین نقی القادری زیدہ مجدہ' نے انتہائی جانفشانی سے مرتب کیا۔ راقم الحروف کو آپ کی تصنیفِ لطیف ''تجلیاتِ شیخ المسلمین'' کا مسودہ ''مخدوم و مکرم عظیم مذہبی سکالر علامہ ڈاکٹر منصور فریدی مدظلہ' العالی کی وساطت سے موصول ہُوا۔ جسے پڑھ کر دلی مسرت ہوئی۔ آپ کا اپنے پیر و مرشد کے ساتھ انتہائی مودبانہ و مخلصانہ اظہارِ عقیدت و محبت ہر لحاظ سے دیدنی ہے۔ محترم ڈاکٹر منصور فریدی صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے زیرِ نظر کتاب پر چند سطور بطورِ سعادت مندی سپردِ قرطاس کر رہا ہوں

جنہیں اپنے لیے توشہ ءعافیت سمجھتا ہوں۔

زیر نظر کتاب میں علامہ صاحب نے تذکرہ نگاری کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے سلسلۂ طریقت کی اجمالی تاریخ کے ساتھ اپنے پیرو مرشد، کشتۂ عشق و محبت، بحرِ علومِ طریقت، گلستانِ معرفت، یادگارِ اسلاف، ماہر علوم دینیہ، امام الکشف، شیخ المسلمین حضرت سید حسنین رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات، تعلیمات، احوال و افکار کے علاوہ آپ کے آباء و اجداد کا ذکرِ خیر بھی انتہائی احسن انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ علامہ صاحب نے حضور شیخ المسلمین رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو انتہائی خوب صورت الفاظ کا جامہ پہنا کر ایسا حسین و جمیل گلدستہ پیش کیا جسے پڑھنے والا حلاوتِ ایمانی سے سرشار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ علم و ادب کے ساتھ روحانیت کی عنبریں خوشبوئیں اِن کی درخشاں سوچوں کی عکاس بن کر اِن کے قلم سے جبینِ قرطاس پر دیوانہ وار جگمگاتی دکھائی دیتی ہیں۔ ان کے پُر انوار اثرات اور روحانی کیفیات نے قاری کے قلوب و اذہان کو مہکا رکھا ہے۔ اربابِ علم و دانش ان کی پہلی تخلیقی کاوش کے جوہرِ نایاب میں اُن کے رہوارِ قلم کا جلوہ دیکھنے میں مگن ہیں۔ اِن کی پُر تاثیر تصنیفِ لطیف "تجلیاتِ شیخ المسلمین" خوشبوئے تصوف کے آہنگ میں ڈھل کر ہمارے سامنے جلوہ فگن ہے۔ اس پُر تاب، پُر تاثیر کتاب کی کامیاب تکمیل پر اہل فکر و فن آپ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کے قلم کی رعنائیوں کو مزید توانائیاں عطا فرمائے۔ آمین!

زیر نظر کتاب میں سلسلۂ قادریہ رحمانیہ کے پُر انوار اسرار و تجلیات کے دل کُشا مناظر جا بجا دکھائی دیتے ہیں۔ سلسلۂ قادریہ رحمانیہ کے بے شمار عقیدت منداس روحانی سلسلے سے منسلک ہونے کے سبب اپنی ایک الگ پہچان رکھتے ہیں بے شمار علمی، ادبی شخصیات بھی اسی علمی روحانی مرکز سے ہمہ وقت اپنی قلبی پیاس بجھانے میں منہمک ہیں،

جن کے لیے زیر نظر کتاب "چاند سا انسان" ایک نایاب تحفے کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس سے قاری کی طبیعت میں انبساطِ علمی کے ساتھ روحانی کیفیات کا جہان بھی آباد ہو تا ہے۔ علم تصوف اور صوفیا کی حقیقت قرآن و سنت کی روشنی میں عیاں ہوتی ہے۔ علامہ صاحب نے اپنے شیخ طریقت کے شجرۂ نسب، علومِ ظاہریہ و باطنیہ کی تکمیل و ترویج، علومِ دینیہ کی اشاعت کے لیے مختلف شعبہ جات کے قیام کا تذکرہ، فنِ خطابت، درس و تدریس، صوم و صلوٰۃ، ریاضت و مجاہدہ، زہد و تقویٰ، اخلاقیات، کرامات، قلبی واردات، مریدین اور عقیدت مندوں کی خبر گیری، سفرِ حرمین شریفین، سفرِ زیارتِ مقدسہ بغداد و اجمیر شریف اور پُر تاثیر بیانات آپ کے زریں اقوال کے علاوہ آپ کی ذاتی تصانیف کا تذکرہ بھی انتہائی احسن انداز میں کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے عہد کے ممتاز علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے آپ کی علمی، ادبی اور تخلیقی خدمات کے اعتراف میں عالی قدر القابات و خطابات سے نوازا، جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، عملی اور فکری زندگی نکھر کر سامنے آتی ہے۔

الغرض علامہ صاحب نے زیر نظر کتاب میں اپنے پیر و مرشد کے اذکارِ خیر کو مختلف عنوانات سے عبارت کیا جس سے قاری کو پڑھنے میں دقت محسوس نہیں ہوتی۔ ہر موضوع کا الگ عنوان زیب قرطاس ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی عین ترجمان تھی۔ آپ کو اپنے والدِ گرامی حضور عالم پناہ، خلیفۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، مفتی کامل علامہ عبدالرحمن بیتھوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ عالیہ قادریہ، چشتیہ، مجیدیہ، برکاتیہ اور رضویہ کے تمام سلاسل طریقت کی خلافت و اجازت بھی حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی کا شجرۂ نسب حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے چوتھے بیٹے حضرت محمد مامون دیباج رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے حضرت علی جعفر رحمۃ اللہ

علیہ سے ملتا ہے۔ حضور شیخ المسلمین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال کیری شریف میں انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت قبلہ علامہ شہاب الدین نقی القادری کی اِس سعیٔ جمیلہ کو اپنی بارگاہِ صمدیت میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور آپ اسی طرح علم وادب کی آبیاری کرتے ہوئے اپنے شیخ طریقت کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین!

❑❑❑

ایک مرد خدا شناس

از: صاحب زبان و بیان حضرت علامہ و مولانا
مفتی محمد عرفان احمد کاوش منظوری
شاستری نگر، ٹاٹا جمشید پور جھارکھنڈ

بلا شبہہ عنایت ربانی نے اس عالم پر رنگ و بو بحال رکھنے کے لیے مقدس ولیوں کا گلشن آباد کیا ہے جن کے گلہائے فیض و عرفان سے زمانے بھر کے مشام جان مربوط ہیں، زبان صداقت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیوں کے مدارج اجاگر کرتے ہوئے فرمایا "قلوبھم مصابیح الدجی" (ان کے دل تاریکیوں کے چراغ ہیں) گویا ان کا وجود ناز کسی مینارۂ نور ہدی سے کم نہیں ہوتا۔ منبع انوار سالت اور سرچشمۂ تجلیات غوثیت سے ولایتی عظمتوں سے معمور ہو کر شیخ المسلمین امام الکشف پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الشاہ سید حسنین رضا قادری علیہ الرحمہ نے مقام کیری بانکا بہار کو اپنے وجود سے ایسا شرف بخشا کہ اسے کیری شریف بنا دیا۔

خطیب الہند، شاعرِ سخن طراز، نازش علم و ادب، استاذ الشعراء خلیفۂ برادر تاج الشریعہ، محب و محبوب شیخ المسلمین حضرت العلام مولانا و مفتی محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری کے اس قلم پر اپنا دل وار دوں جس نے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کی حیات مستطاب پر ایک مبسوط اور گراں قدر دستاویز بنام تاریخی "انقلاب شیخ المسلمین" المعروف باسم جلی "چاند سا انسان" تیار کر کے نظر کی میز تک پہنچا دیا ہے۔

متذکرہ کتاب کے ہر ایک لفظ کے روزن تابدان سے حضور امامُ الکشف علیہ الرحمہ کے شمائل و خصائص منکشف ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ بین السطور اور بین

التصورات کے تقابل کے بعد آپ کی ایک معنوی تصویر قلوب و اذہان پر مرتسم ہو جاتی ہے۔

یہاں پر "مشتے از خروارے" کے طور پر دو اقتباسات کے نمونے پیش کیے جاتے ہیں جن کے مطالعے سے کتاب کی قدر کا تعین کرنا قدر شناسوں کے لیے آسان ہو جائیگا۔

ایک مقام پر حضور مخدوم عالم پناہ سید عبد الرحمان بیتھوی علیہ الرحمہ کے نانا جان کی شان استغنا کے بارے میں کچھ یوں رقم طراز ہیں:

"سید عبدالحق علیہ الرحمہ کا جھرنا پہاڑ (بانکا بہار) کو خود کے روحانی فیضان سے محروم نہ کرنے کا خیال اور جھرنا پہاڑ کی جدائی پر آمادہ نہ ہونے کی ضد اس بات کی طرف ایما ہے کہ آپ اس علاقے کی بنجر زمین پر نخل سادات کا بیج بو کر فاطمی فیضان کی فصلوں سے بہار و جھارکھنڈ کی بے یار و مددگار فضاؤں کو لالہ زار کرنا چاہتے تھے"۔

طریق انشائیہ پر افسانوی رنگ نے تحریر کو دو آتشہ بنا دیا ہے۔

یوں ہی ایک اور مقام پر آپ کے فصاحت آشنا قلم سے ایک روحانیت افروز فضا کی عکاسی دیکھ کر دل پرکیف ماحول میں ڈھل گیا، لکھتے ہیں:

"سوداگرانی فضاؤں سے مسلکی خوشبوئیں اور امام عشق و محبت کا مشربی رنگ لے کر آنے والے مرد درویش، آفتاب تصوف، گل گلزار فاطمیت حضور مخدوم عالم پناہ سید الشاہ عبد الرحمٰن البیتھوی کی تقویٰ شعاری اور مذہبی و ملی خدمات نے پورے کیری کو محور عشق و وفا بنا دیا، دیکھتے دیکھتے یہ چھوٹا سا محلہ ایک بڑی سی آبادی کی دھڑکن بن گیا، اس چھوٹے سے بے رنگ و نور محلے میں نورؒ علی نور کا نورانی فرزند حضور مخدوم عالم پناہ سید الشاہ عبد الرحمان البیتھوی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور اپنے حسن اعمال کے حسین جوہر سے ایسی فضا بنائی کہ ہر طرف

فاطمی خوشبوؤں کا فیضان محسوس کیا جانے لگا"۔

حضرت ثقافی صاحب قبلہ کے قلم کے احسانات ناقابل فراموش محسوس ہوتے ہیں کیونکہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کے خاندانی پس منظر سے لے کر روحانی منظر نامے تک، سفر اجمیر و بغداد کے مراحل سے لے کر دیدار رسول و خدا کے مقامات تک مدرسے کی داغ بیل پر آپ کے کدو کاوش اور اس کی اصول بندی سے لے کر خانقاہ کی بنیاد گزاری اور اس کے نظم و ضبط تک یوں ہی معاملات کے مختلف رہنما گوشوں سے لے کر عبادات کے رنگا رنگ پہلوؤں تک آپ کی متنوع الجہات زندگی کو ایک کتاب کے قالب میں ڈھال کر ایک مرد خدا شناس سے روبرو کرا دیا ہے اب محسوس ہوتا ہے جیسے یہ عمل بے مثل آپ کی ارادت مندی کو مرتبۂ مراد تک پہونچانے کے لیے بے قرار ہے فالحمد والمنۃ للہ!

میں اپنے ممدوح گرامی اور جملہ سجادگان خانوادۂ کیری شریف کے لیے دست بدعا ہوں کہ اللہ ان کے علم و عمل جد و جہد فکر و فن اور اقبال و ارتقا کو برکات کا محور بنادے! آمین

❑❑❑

نام نیک رفتگاں ضائع مکن!

سلطان العلماء، فخرِ قرطاس وقلم، قاضیِ شہرِ الہ آباد حضرت العلام مولانا و
مفتی محمد مجاہد حسین الٰہ آبادی
سابق استاذ و صدر دارالافتا دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد، یوپی، الھند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۹۶۸ء میں راقم الحروف آستانہ عالیہ قادریہ بیت الانوار کے صحن میں قائم مدرسہ عین العلوم میں ابتدائی درجے کا متعلم تھا، یہیں میں نے بیتھو شریف کی خانقاہ کا نام سنا اور اسی دوران مجھے خانقاہ کے مورث اعلیٰ اور نویں صدی ہجری کی ایک مشہور و معروف دینی وروحانی شخصیت حضرت مخدوم درویش اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں سالانہ عرس کے موقعے پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

مخدوم عالم پناہ حضرت العلام سید شاہ عبدالرحمٰن بیتھوی علیہ الرحمہ آپ ہی کی اولاد امجاد میں ہیں، جنھیں امام اہل سنت سے تلمذ بھی حاصل تھا اور اجازت و خلافت بھی۔ امام الکشف، شیخ المسلمین حضرت علامہ سید حسنین رضا قادری رحمانی بیٹھنے آپ ہی کے نام ور فرزند اور ان کے سچے جاں نشین تھے۔ درس نظامی پر کامل دست رس رکھنے والے عالم علم کے تقاضوں پر عمل پیرا، تقویٰ، پرہیزگاری اور دینی و مسلکی نصاب کے پیکر غرض ایک مرشد طریقت کے لئے جو شرائط ضروری ہیں ان شرائط پر وہ صد فی صد کھرے اترتے تھے۔ آپ نے تدریس، تصنیف، تقریر ہر تین ذرائع سے علوم دینیہ کی نشر و اشاعت اور مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ و استحکام میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

رائے پور چھتیس گڑھ اور بھاگل پور سے قریب ایک آبادی کے دو جلسوں میں مجھے حضرت موصوف کی ہم راہی میں خطاب کرنے کا شرف ملاء اور میں حضور والا کی موروثی سادگی و شرافت، ان کی عالمانہ شان وو قار اور اعلیٰ اخلاق سے بے پناہ متاثر ہوا۔

وقت کی ضرورت تھی کہ حضور والا کی دینی خدمات منظر عام پر لائے جائیں۔ قابل مبارک باد ہیں خطیب الہند محب گرامی حضرت علامہ شہاب الدین ثقافی صاحب قبلہ جنھوں نے حضور والا کی حیات اور ان کے کارناموں پر مشتمل ایک مختصر، جامع، پر کشش اور دل فریب مضمون قلم بند کیا ہے۔ اللہ رب العزت انھیں دارین میں اس کا بہتر صلہ عطا فرمائے اور صاحب تذکرہ کے فیوض و برکات سے مالا مال کرے۔ آمین!

❑❑❑

جامع شریعت وطریقت

عطائے آلِ رسول، ادیب ربانی، حضرت مولانا ڈاکٹر **منصور فریدی** صاحب قبلہ گیا، بہار، الھند

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

جامعِ شریعت وطریقت، زینتِ بزمِ تصوف، شیخ المسلمین حضرت علامہ سید شاہ محمد حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمہ (متوفیٰ: ۴؍ مئی ۲۰۲۱ء) کی تہ دار اور پُر وقار شخصیت میں بہت سارے علمی، روحانی اور اخلاقی محاسن وکمالات پائے جاتے تھے۔ آپ علم وعمل، عشق ووفا، حکمت وروحانیت، ایقان وعرفان، عبادت وریاضت، زہدوورع، اخلاص وتقویٰ، اخلاق وکردار، سادگی وعاجزی، خندہ روئی وکشادہ قلبی جیسے اوصافِ جمیلہ سے متّصف تھے۔ آپ کی ذاتِ گرامی جامعِ کمالات اور مجموعۂ محاسن تھی۔ جہاں تک میں نے دیکھا اور معتبر علمائے کرام سے سنا، حضرت شیخ المسلمین علیہ الرحمہ جامعِ شریعت وطریقت تھے۔ آج کل رسماً ہر خانقاہ کے سجادہ نشیں کو " جامعِ شریعت و طریقت " کہہ دیا جاتا ہے، لیکن آپ صحیح معنوں میں جامعِ شریعت و طریقت تھے۔ دادا استاذ مصنفِ قانونِ شریعت حضرت علامہ مفتی شمس الدین جون پوری علیہ الرحمہ اور جامعِ معقول و منقول حضرت علامہ محمد سلیمان اشرفی بھاگل پوری علیہ الرحمہ جیسے یگانۂ روز گار علما سے آپ کو شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ سلوک وطریقت اور تصوف و معرفت کی دولت وراثت میں پائی تھی۔ شریعت و طریقت کی اسی یکجائی نے آپ کی شخصیت کو اس قدر تابناک بنا دیا تھا کہ اپنے معاصرین کے درمیان آفتاب و مہتاب کی طرح چمکتے تھے اور اپنے روحانی انوار و تجلیات سے پورے عہد وماحول کو بقعۂ نور بنائے ہوئے تھے۔ آپ گلشنِ سیادت کے وہ گلِ سرسبد تھے، جس کی نکہتوں سے ملک اور معاشرے کا مشامِ جان معطر و معنبر تھا۔ آپ جب تک بقیدِ حیات رہے دین و مذہب،

دعوت و تبلیغ، رشد و ہدایت اور علم و اخلاق کی خوشبو لٹاتے رہے۔ پورے صدق و اخلاص اور ایقان و استقامت کے ساتھ آپ نے نصف صدی تک دینِ اسلام اور مذہب و ملت کی گراں قدر خدمات انجام دیں اور ہزاروں افراد کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا۔ آپ کی زندگی و بندگی کا ہر انداز جدا اور نرالا تھا۔ ہم تناسخ اور حلول کے قائل نہیں اور نہ ہمارا مذہب اس کی اجازت دیتا ہے، لیکن اسلاف و اکابر کی علمی اور اخلاقی خوبیاں اخلاف و اصاغر میں سرایت کر جائیں، اس کے ضرور قائل ہیں۔ حضرت شیخ المسلمین نمونۂ اسلاف اور عمدۃ الاخلاف تھے۔ آپ کی شخصیت میں مقناطیسی کشش تھی جو دیکھنے والوں کو اپنی جانب کھینچتی تھی:

از فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست

آپ کی ذات نہ صرف مریدین و معتقدین کے لیے بلکہ ہم عصر علما و مشائخ کے لیے بھی وجہِ کشش تھی۔ کہتے ہیں کہ "المعاصرۃ اصل المنافرۃ" یہی وجہ ہے کہ بڑے سے بڑے صاحبِ فضل و کمال بھی اپنی فکر و شخصیت کی دل آویزیوں سے ہم عصروں کو متاثر نہیں کر پاتے ہیں، لیکن حضرت شیخ المسلمین کی روحانی و عرفانی شخصیت نے اصاغرین اور معاصرین ہر ایک کو متاثر کیا ہے۔ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے یہاں صرف مثال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج جب کہ تعصب اور تنگ نظری کی وبا چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے، کوئی کسی کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے اور اگر عقلِ سلیم اس کی اجازت بھی دیتی ہے تو سرحد و خطہ کی دیوار بیچ میں حائل ہو جاتی ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی انسان خود کو اعترافِ حقیقت سے باز رکھتا ہے۔ لیکن ایسے افسوس ناک ماحول میں کچھ ایسے حقیقت پسند افراد بھی موجود ہیں جو اظہارِ حقیقت میں کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کرتے۔ صوفیِ با صفا، مفکرِ اسلام حضرت علامہ محمد عبد المبین نعمانی دام ظلہ العالی (جن کا شمار اس وقت اہل سنت کے اکابر علما و مشائخ

میں ہوتا ہے) وہ حضرت شیخ المسلمین کی تہ دار فکر و شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت مولانا سید حسنین رضا قادری رحمانی (خانقاہ رحمانیہ کیری شریف، ضلع بانکا، بہار) کے بچپن اور بڑھاپے کو جب ملا کر دیکھتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ ان کی بزرگانہ زندگی کا پرتو ان کے بچپن پر چھایا ہوا تھا۔ کیوں کہ وہ عہدِ طفولیت سے ہی بزرگانہ صفات کے حامل تھے۔ کم گوئی کی صفت تو مولانا پر عہدِ صبا سے ہی چھائی ہوئی تھی، جو آخر عمر تک باقی رہی اور اگر کبھی بولتے تو کام کی بات بولتے، اصلاح کے موتی رولتے، بزرگوں کی باتیں کرتے۔۔۔۔۔۔۔۔ عالمِ باعمل اور پیرانِ باصفا بہت کم ملتے ہیں۔ انھیں کم ملنے والوں میں صوفیِ باصفا، عالمِ باعمل، پیکرِ زہد و تقویٰ حضرت مولانا سید حسنین رضا قادری بھی تھے۔ ان کے جیسا پیر اور ان کے جیسا عالم اب مشکل سے ملے گا۔ ان کی خوبیوں میں ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ نماز کے سخت پابند تھے۔ حتیٰ کہ جماعت کے بھی۔ اذان سنتے ہی مسجد یا نماز گاہ میں حاضر ہو جاتے۔ وضو پہلے سے تیار رہتا۔ شاید ہمیشہ باوضو ہی رہتے تھے۔ ان کی آنکھوں میں شب بیداری کا خمار بھی دیکھنے کو ملتا تھا۔ چہرہ کشادہ بارونق ایسا کہ گویا رنگ و نور کا غازہ مل دیا گیا ہو۔ آنکھیں دبی جھکی لیکن جب نگاہ اٹھا کر دیکھتے تو جاہ و جلال ٹپکتا۔ حاضرین پر ہیبت و وقار چھا جاتا اور کبھی دل کی دنیا بدل جاتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ افسوس کہ آپ کے جانے سے اس عہد کی ایک سرپرست شخصیت چلی گئی، ایک باوقار عالم روپوش ہو گیا، زہد و تقویٰ کا آفتاب گہنا گیا، طریقت کی بساط الٹ گئی، ولایت کی شان چلی گئی اور خانقاہ کا وقار ماند پڑ گیا۔

"الاستقامة فوق الكرامة" شریعت کے اصول و آئین کی پاس داری سب سے بڑی کرامت ہے۔ حدیثِ پاک میں آیا ہے: بین العبد و بین الکفر ترک الصلوٰۃ۔ کون کتنا

بڑا متقی اور صوفی ہے، اس کا اندازہ لگانا ہو تو سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ وہ نمازی بھی ہے یا نہیں۔ نماز ہمارے لیے معیار و میزان کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت شیخ المسلمین کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نہ صرف پنج گانہ نماز با جماعت کے سخت پابند تھے، بلکہ نوافل و مستحبات تک کی پابندی کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے۔ بعد نمازِ فجر تقریباً ڈیڑھ یا دو گھنٹے تلاوتِ قرآن پاک اور اوراد و وظائف میں مشغول رہنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ سفر ہو یا حضر کبھی کسی حال میں نماز نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ کی نماز کی پابندی کا حال دیکھ کر اکابرین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ سچ پوچھیے تو نئی نسل کے مرشدانِ گرامی، سجادگانِ طریقت اور اساتذہ و طلبہ کے لیے آپ کی زندگی نمونۂ عمل تھی۔ پابندیِ نماز کے حوالے سے فاضل مؤلف کی تحریر کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

حضور شیخ المسلمین ایک باصلاحیت، قابل اور زیرک عالم دین تھے۔۔۔۔۔ آپ نے نماز وغیرہ کی پابندی کے حوالے سے کبھی تساہلی اور کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ سفر میں ہوں یا حضر میں ہمہ وقت نمازِ پنج گانہ کی پاس داری کرتے تھے۔ ایک دفعہ آسنسول کے علاقے میں فقیر راقم السطور کا پروگرام تھا اور اس پروگرام میں مولانا جمشید ناطق بھاگل پوری کی دعوت پر حضور شیخ المسلمین کی بھی شرکت ہوئی تھی۔ میرے پاس گاڑی نہیں تھی، میں بائی ٹرین اڑیسہ سے آیا تھا اور مجھے پروگرام کے بعد دمکا جانا۔ تھا۔ معلوم ہوا کہ حضور شیخ المسلمین پروگرام کے بعد دمکا ہوتے ہوئے کیری شریف جائیں گے۔ میں نے حضور والا سے کہا کہ اگر گنجائش ہو تو سرکار میں بھی ساتھ چلوں۔ حضور شیخ المسلمین نے فرمایا: کیوں نہیں اگر دمکا جانا ہے تو چلیں ساتھ چلتے ہیں۔ میں بھی اسی راستے سے کیری نکلوں گا۔ پروگرام ختم ہونے کے بعد فجر سے پہلے ہم لوگ وہاں سے جلد ہی نکل پڑے

راستہ ہی میں اچانک ایک مسجد نظر آئی۔ حضور شیخ المسلمین نے ڈرائیور سے فرمایا کہ گاڑی روکو، نماز پڑھنی ہے۔ گاڑی روکی گئی، ہم لوگوں نے فجر کی نماز پڑھی، پھر وہاں سے آگے کا سفر جاری ہوا۔ میں نے حضور شیخ المسلمین سے عرض کیا کہ یہ مسجد پہلے سے دیکھی ہوئی تھی۔ کیا حضور نے پہلے کبھی یہاں نماز ادا کی تھی تو آپ نے فرمایا: نہیں ایسا کچھ نہیں، نماز کی تڑپ اگر دل میں ہو تو خدا جگہ کا انتظام فرما دیتا ہے۔ اس لیے سفر میں رہیں یا کہیں اور نماز کسی حالت میں مت چھوڑیے۔ خدا سے اور اس کے محبوب سے قرب کا اس سے آسان اور بہتر راستہ کوئی نہیں ہے۔

آپ اگر ٹرین میں سفر کر رہے ہوتے تو جب بھی ٹرین کہیں رکتی، آپ مصلیٰ بچھا کر نماز کی نیت باندھ لیتے، پھر اس کی کوئی فکر نہیں کرتے کہ اگر ٹرین چھوٹ جائے گی تو آگے کا سفر کیا ہوگا۔ آپ کی پہلی کوشش یہ ہوتی تھی پہلے وقت پر نماز ادا کی جائے۔ حضور شیخ المسلمین کہیں اگر پروگرام میں تشریف لے جاتے تو اپنے فرمائشی کھانوں کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے بلکہ سب سے پہلے نماز کے حوالے سے پوچھ گچھ کرتے تھے۔ نماز کا وقت ہو جاتا تو سب سے پہلے وقت پر نماز ادا کرتے، اس کے بعد ہی کوئی دوسرا کام کرتے۔ راتوں کو اُٹھ کر نوافل پڑھنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ جس طرح رات رات بھر نوافل پڑھتے تھے، اسی طرح رات کو قرآن کی تلاوتیں بھی کیا کرتے تھے۔ کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوڑتے تھے۔ اسی طرح حضور شیخ المسلمین ہمہ وقت باوضو رہتے تھے، تاکہ جیسے ہی ضروری امور سے فراغت ملے نماز پڑھی جائے یا قرآن کی تلاوت کی جائے۔

"الولد سر لابیہ" کے مصداق اس وقت آپ کے صاحب زادۂ والا تبار پیکرِ علم و حکمت حضرت علامہ مفتی سید محمد شاہد رضا قادری مصباحی (زیب سجادہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف) مسندِ سجادگی کو زینت بخشے ہوئے ہیں اور اپنے والدِ بزرگوار کے نقشِ قدم پر

چلتے ہوئے دعوت و تبلیغ، دین و ملت اور دانش و حکمت کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کے سایۂ اقبال کو دراز فرمائے۔ فاضلِ گرامی، ادیب العصر، خطیبِ باکمال حضرت مولانا محمد شہاب الدین ثقافی دام ظلہ العالی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے حضور شیخ المسلمین کی حیات و خدمات اور ان کے اوصاف و کمالات کے چند اہم گوشوں کو کتابی شکل میں مرتب فرماکر اسلاف شناسی کا فکری و عملی ثبوت فراہم کیا۔ یہ کتاب "انقلاب شیخ المسلمین المعروف چاند سا انسان" نہ صرف آپ کے مریدین اور اہلِ سلسلہ کے لیے مفید ہے، بلکہ دورِ حاضر کے علما، سجاد گان، اساتذہ اور طلبہ کے لیے بھی سود مند ہے۔ حضرت مولانا شہاب الدین ثقافی صاحب قبلہ ایک منجھے ہوئے خطیب اور نعت گو شاعر ہیں۔ موجودہ دور کے خطبا میں انفرادی حیثیت کے مالک خطیب ہیں۔ حق گوئی و بے باکی کے لیے جانے جاتے ہیں۔ اعلاء کلمۃ الحق میں کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے۔ ابھی حال ہی میں ان کی ایک کلیپ نظروں سے گذری تھی کہ بغیر داڑھی والے ایک شخص کو آپ اسٹیج سے اتار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ منبرِ رسول ہے، اس کی عظمت و تقدس کو ہم پامال نہیں ہونے دیں گے۔ آج ایسی ہمت و جرأت اور حق گوئی و بے باکی کہاں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اردو کے علاوہ عربی زبان و ادب پر بھی گرفت رکھتے ہیں۔ بلا تکلف انگریزی بولتے ہیں۔ شعر و ادب اور بالخصوص علمِ عروض کے اصول و مبادی پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب دیکھ کر اندازہ ہوا کہ نظم و شعر گوئی کے علاوہ نثر نگاری میں بھی درک و کمال رکھتے ہیں۔ اس وقت آپ خانقاہ رحمانیہ، کیری شریف، ضلع بانکا بہار کے درباری خطیب کی حیثیت سے متعارف ہیں۔ مولیٰ عز و جل انھیں سلامتِ باکرامت رکھے اور زیادہ سے زیادہ دینی و ملی اور ادبی و سماجی خدمات انجام دینے کی توفیق بخشے آمین۔

لمحہ لمحہ ہدایت کا پتہ دیتی ہے

از قلم: رئیس العلماء فخر المصباح حضرت العلام مولانا **محمد شہید الرحمٰن مصباحی** دمکا

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم

روزِ اول ہی سے عادت الٰہی جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عالم رنگ و بو کچھ اپنے برگزیدہ بندوں کو وجود بخشتا ہے، جن سے نظام عالم میں قوام رہتا ہے۔ جب ایسی ہستیوں کا وجود ناپید ہو گا تو قیامت آب و تاب کے ساتھ قائم ہوگی۔

بلاشبہ پیر طریقت مصلح قوم وملت منبع علم و حکمت معیار سنیت فرزند خلیفۂ اعلیٰ حضرت شیخ المسلمین حضرت علامہ و مولانا الحاج سید شاہ محمد حسنین رضا قادری علیہ رحمۃ الباری کی ذات گرامی ان بلند مرتبہ شخصیتوں میں تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں میں منتخب فرما کر عالم کا نظام قائم رکھتا ہے۔

جس کا مرتبہ اتنا بلند ہو جس کی ذات اللہ رب العزت کے یہاں امور خیر کے صدور کے لیے منتخب ہو، جس کا لمحہ لمحہ ہدایت کا پتہ دیتی ہو، جس سے اسلام کی چمک دمک ہو، اس ذاتِ والا شان کی شخصیت کو کیا لکھنا کیا بولنا۔ جس طرح سورج اپنی روشنی کے تعارف کا محتاج نہیں اسی طرح حضرت والا کی شان ہے کہ ان خدمات دینیہ نے انہیں ایسا سورج بنا دیا کہ وہ اب کسی بھی میدان میں تعارف کا محتاج نہیں۔ پھر بھی ہم کم فہم و کوتاہ عقل والوں کا دل نہیں مانتا؛ ہم اپنی نسبت بتانے کے لیے حضرت والا شان کی منقبت لکھتے گاتے سنتے اور سناتے ہیں تاکہ اس دربار عالی کے منگتوں میں ہمارا شمار ہو۔

اسی کڑی کی اک جھلک زیرِ نظر رسالہ ہے، جسے وقت کے اک اچھے عالم دین فاضل گرامی حضرت علامہ و مولانا حافظ و قاری خطیب محرر محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری، ناظمِ اعلیٰ دارالعلوم غوثیہ رضویہ بوکارو تھرمل و مینیجنگ ڈائریکٹر الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی سیت پہاڑی چھیلا پاتھر ضلع دمکا نے تحریر فرمایا ہے۔ محب گرامی مولانا موصوف ہندوستان کی عظیم الشان درسگاہ مرکز الثقافۃ السنیہ کیرلا کے تربیت یافتہ ہیں، ایک اچھے خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باصلاحیت مدرس بھی ہیں۔

شیخ المسلمین پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمہ کے مریدین و متوسلین کا حلقہ بہار جھارکھنڈ بنگال اڑیسہ چھتیس گڑھ دہلی پر محیط ہے۔ آج دنیا مادہ پرستی کی طرف مائل ہے دوسروں کی اصلاح کی تو بہت دور کی بات ہے خود اپنی اصلاح کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی ہے۔ مادہ پرستی اور قحط الرجال کے اس دور میں اپنے نفس کو فی سبیل اللہ دینی کاموں میں وقف کر دینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ شیخ المسلمین کو مولا تعالیٰ نے اس خوبی سے سرفراز فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے وجود کو فلاح قوم و ملت خدمت دین و سنت تصنیف و تالیف ارشاد و تبلیغ اور خدمت خلق کے لیے وقف کر دیا تھا؛ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ عبادت الٰہی اور ملت اسلامیہ کی صلاح و فلاح کے لیے وقف تھا۔

بندۂ ناچیز کو حضور شیخ المسلمین کی معیت میں متعدّد مرتبہ سفر کرنے کا شرف حاصل ہوا اور حضر میں بھی آپ سے ہم کلام ہونے کی سعادت ملی ہے۔ سفر ہو یا حضر؛ میں نے ہر بار آپ کی خوش اخلاقی، اعلیٰ ظرفی، شریعت و سنت کی بے حد پابندی کا بھرپور مشاہدہ کیا ہے اور آپ کی عادت کریمانہ سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ آپ یقیناً صاحب تقویٰ و طہارت مرشد کامل تھے۔

فقیر راقم الحروف اگرچہ تاجدارِ اہلِ سنت سرکار مفتی اعظم کے زلف گرہ گیر کا اسیر

ہے مگر حضور شیخ المسلمین کا بھی فیض یافتہ اور عقیدت مند ہے۔ جذبات عقیدت اور احساسات محبت کے اسی حوالے سے بارگاہ شیخ المسلمین میں خراجِ عقیدت کے یہ چند سطور معرض تحریر میں آئے۔

اللہ رب العزت نبی بے مثال صاحب حسن و جمال پیکر جود و نوال مالک فضل و کمال جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل حضرت کا مرتبہ بلند فرمائے اور ان کی تربت اقدس پر رحمت و نور کی بارش برسائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!

❑❑❑

سادات بیتھو شریف کی فصلِ نو بہارا

ادیب لبیب، استاذ الشعراء، نقیب اعظم حضرت مولانا **حلیم حاذق** صاحب کلکتوی

فنِ سیرت و سوانح ایک مستقل فن کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کی روایت زمانۂ قدیم سے چلی آرہی ہے۔ یہ بظاہر آسان لیکن جاں گسل فنِ لطیف ہے۔ دل و دماغ کے نگار خانے میں جھلملاتے ہوئے عہدِ گذشتہ کے نقوش کو قرطاس و قلم کی نئی بساط پر اس طرح سجادینا کہ ماضی ایک زندہ اور متحرک تصویر بن کر نگاہوں کے سامنے آویزاں ہوجائے۔

اسی فنِ لطیف سے متّصف ہوکر ملک کے ممتاز اور مایہ ناز عالم دین خطیبِ دوراں حضرت مولانا شہاب الدین ثقافی ابھر کر جلوہ ریز ہوئے ہیں۔ میں موصوفِ گرامی کو ایک زندہ دل خطیب اور دلنواز شاعر و ادیب کی حیثیت سے گذشتہ دس پندرہ سالوں سے متعارف ہوں۔ لیکن مجھ پر ایک اور طلسماتی در وا ہوا جب ان کی تصنیف کردہ کتاب "چاند سا انسان" کی P۔D۔F۔ کے مطالعے کا موقع میسر آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شہاب الدین ثقافی کے اندر ایک سیرت نگار اور سوانح نگار کی صلاحیت موجود ہے جس کی بھرپور شہادت ورق ورق انقلاب آفریں تصنیف پُر لطیف ہے۔

گذشتہ ایک دو دہائی میں دنیائے اہل سنت و جماعت سے ایسے اکابرین کی انجمن رخصت ہوگئی ہے جن کی مثال موجودہ دور میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گی، انھیں میں ایک عبقری شخصیت حضور سیدی حسنین رضا قادری رحمانی کیری شریف کی تھی۔ میں حضرت سے بارہا مل چکا ہوں۔ ان کی پاکیزہ خلوت و جلوت کا نظارہ کر چکا ہوں۔ میری قلبی و ذہنی وابستگی ان کی ذات سے اس لیے بھی زیادہ تھی کہ ان کی خوبیاں ایک کائنات سمیٹے ہوئی تھیں۔ حضرت شیخ المسلمین کو قریب سے دیکھنے کی سعادت مجھے بارہا جلسوں اور

کانفرنسوں میں ہوتی رہی ہیں جہاں ممتاز و محتشم سادات گھرانوں کی شخصیات کسی ایک ہی جلسے میں جلوہ افروز ہوا کرتی تھیں۔ خصوصًا خانوادۂ مخدوم کچھوچھہ شریف اور خانوادۂ سیدنا مخدوم شہباز محمد علیہ الرحمہ۔ان کے علاوہ دیگر سلسلے کے بزرگوں کی یکجہتی کے دائرے میں ان کی شخصیت نمایاں نظر آتی تھی۔ سید آخر سید ہی ہوتے ہیں۔ گلستانِ فاطمی کے نو شگفتہ گلابوں، غنچوں اور نسبی شاخوں کیاریاں جہاں بھی ہیں اپنی انفرادی شان و تمکنت کے ساتھ ہیں۔ سرزمینِ بہار کے صوفیا و مشائخ کی منفرد تاریخ حوالے کے لیے کافی ہے۔

حضور سید حسنین میاں ایک باضابطہ عالم دین اور شریعت و طریقت کے امین و پاسبان تھے۔ ان کی ایک انفرادیت یہ بھی تھی کہ امامِ اہل سنت مجددِ دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے اپنے والدِ بزرگ وار حضور سیدنا عبد الرحمٰن قادری رضوی خلیفۂ اعلیٰ حضرت سے نہایت مضبوط علمی و روحانی فیضان کا سلسلہ قائم تھا۔اسی لیے اس سیادت پر مارہرہ شریف کی سیادت کی کہکشاں جھلملاتی نظر آتی ہے۔ ان کی قادریت پر رضویت کا گہرا اثر تھا۔اسی لیے معمولات اہل سنت پر شریعت و طریقت کی پاسداری کی سخت تمہیدات کے شواہد ملتے ہیں۔ سادات بیتھو شریف کی فصلِ نو بہار ایک بار پھر اپنی نکہت سامانیاں حسنین کے نام سے مجاز مرسل بن کر وادیِ افکار میں جھماکے کر رہے ہیں۔ جس کے حوالے حضرت مولانا شہاب الدین ثقافی نے بڑی دل سوزی و جگر کاری کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔

میں صمیم قلب کے ستھ ان کی قلمی تحریرات کا خیر مقدم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اہلِ علم اپنی لائبریریوں میں ان کی کتاب سجا کر مسرت محسوس کریں گے۔

❑❑❑

حضور شیخ المسلمین گروہِ صوفیا کے ایک معزز فرد

از: حضرت علامہ **طفیل احمد مصباحی**، ڈائریکٹر مخدوم اشرف ریسرچ سینٹر، کچھوچھہ شریف

سلوک و تصوف اور طریقت و معرفت کا راستہ طے کر کے ولایت و روحانیت کے عظیم منصب پر فائز ہونے والے صوفیائے کرام میں ایک نمایاں نام جامعِ شریعت و طریقت، امام الکشف، شیخ المسلمین حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمہ (متوفیٰ: ۴/ مئی ۲۰۲۱ء) کا بھی ہے۔ آپ بلا مبالغہ آسمانِ تصوف کے درخشاں آفتاب تھے، جس کی کرنوں سے عوام و خواص نے اپنے اذہان و قلوب منور کیے اور آپ کی بافیض شخصیت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ کی مہتابی شخصیت میں بڑی کشش پائی جاتی تھی۔ حسنِ صورت کے ساتھ حسنِ سیرت کے جلوؤں سے آراستہ تھے۔ رخِ زیبا پر تقدس و روحانیت کا جھلملاتا ماہتاب آپ کی ولایت کی گواہی دیتا تھا۔ حدیث پاک "اذا رُئی ذُکِرَ اللّٰہ" کی شان آپ کے چہرے سے ہویدا تھی، جس سے یہ دعویٰ اپنے تمام تر ثبوت کے ساتھ مستحکم ہو جاتا ہے کہ آپ گروہِ صوفیا کے ایک معزز فرد تھے ؎

جن کا چہرہ دیکھتے ہی یاد آ جائے خدا
وہ رخِ عرفان حضرت سیدی حسنین ہیں

راقم الحروف نے شعور و آگہی کی منزل میں قدم رکھنے کے بعد جن باحیات صوفیائے کرام کا شہرہ سنا اور لوگوں کو ان کا والہ و شیدا پایا، حضرت شیخ المسلمین ان میں سے ایک تھے۔ اپنے والدِ گرامی حضرت علامہ و مولانا حافظ و قاری محمد زین العابدین (عرف تحسین عالم رضوی) اور استاذ گرامی حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین شمسی علیہما الرحمہ کو ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے پایا۔ یہ انسانی فطرت ہے اور مولویانہ کمزوری بھی کہ ہم عصر علما

اپنے معاصرین کو بہت کم ہی خاطر میں لاتے ہیں، لیکن حضرت شیخ المسلمین کی شان میں معاصر علما کو بھی رطب اللسان پایا اور یہ چیز حضرت شیخ المسلمین کی عظمت کی معتبر دلیل ہے کہ آپ معاصرین کو بھی اپنے حسنِ اخلاق اور شائستہ کردار و عمل سے متاثر کرنے میں کامیاب نظر آئے۔ حضرت شیخ المسلمین ایک باکمال پدر کے باکمال فرزند اور سلوک و تصوف کے ماحول کا پروردہ بزرگ تھے۔ شعور کی آنکھیں کھولتے ہی والدِ گرامی خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ سید شاہ عبد الرحمٰن قادری بیتھوی علیہ الرحمہ کا علمی جلال اور روحانی کمال دیکھا۔ گھر کا روحانی ماحول بھی آپ کی فکر و شخصیت پر براہِ راست اثر انداز ہوا۔ اساتذۂ کرام بھی ایسے با کمال ملے جو شریعت و طریقت کے جامع اور بادۂ تصوف کے متوالے تھے۔ مصنفِ قانونِ شریعت حضرت علامہ مفتی شمس الدین جون پوری اور جامعِ معقول و منقول حضرت علامہ محمد سلیمان اشرفی بھاگل پوری (سابق نائب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور) جیسے یگانۂ روز افاضل آپ کے استاذ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات شریعت و طریقت کا مجمع البحرین ٹھہری۔ سیادت و نجابت، شریعت و طریقت کی جامعیت، عبادت و ریاضت، بے مثال تقویٰ، پچاس سالہ دعوتی و تبلیغی خدمات، حسنِ اخلاق، عجز و انکسار، سادگی و بے ریائی اور فکری و عملی تصوف سے ہم آہنگی و پیوستگی نے آپ کی شخصیت کو اس قدر منفرد و ممتاز کر دیا ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کے کس گوشۂ حیات پر تفصیل سے لکھا جائے۔ وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ آپ کی حیات و خدمات اور آپ کے محاسن و کمالات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے، لہٰذا نہایت اختصار کے ساتھ آپ کے چند نمایاں اوصاف کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شکارِ ماہ کہ تسخیرِ آفتاب کروں
کسے میں ترک کروں کس کا انتخاب کروں

حضرت شیخ المسلمین کی پچاس سالہ دینی و ملی، علمی و تصنیفی اور دعوتی و تبلیغی خدمات

آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ جب تک بقیدِ حیات رہے نہایت خلوص اور جانفشانی کے ساتھ درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ہزاروں بندگانِ خدا کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا اور ان کے ایمان و عقائد اور اعمال و افعال کی اصلاح فرمائی۔ بہار و جھارکھنڈ، بنگال اور چھتیس گڑھ کی سرزمین آج بھی آپ کی تبلیغی خدمات سے مالا مال ہے اور آپ کی عظمت و رفعت اور رشد و ہدایت کی گواہی دیتی ہے۔ آپ کی تہ دار فکر و شخصیت میں ایک قسم کی جامعیت پائی جاتی ہے اور اس جامعیت کا ہر رنگ و روپ اپنے اندر پُرکشش جمالیاتی پہلو رکھتا ہے۔ علم، عمل، اخلاص، عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، سلوک و معرفت، التزامِ شریعت، اہتمامِ سیرت و سنت، حسنِ اخلاق، خوبیِ کردار اور قائدانہ صلاحیت جیسے اوصاف سے متّصف حضرت کی ذات ہمارے لیے آئیڈیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ اپنے وقت کے عالمِ ربانی اور مرشدِ لاثانی تھے۔ علم و عرفان کے بلند مقام پر فائز تھے۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ "رئیس الاتقیاء" کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ روحانیت اور کشف و کرامت میں فائق الاقران تھے اور "امام الکشف" کہے جاتے تھے۔ مریدین و معتقدین اور عامۃ المسلمین کی اصلاح و ہدایت کے باعث آپ کے سر پر "شیخ المسلمین" کا تاج سجایا گیا۔ تصوف آپ کا اوڑھنا بچھونا اور ذکر و اذکار آپ کی روحانی غذا تھی۔ یہ بات پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کا شمار جامعِ شریعت و طریقت علما میں ہوتا ہے۔ آپ کو بیک وقت علومِ شریعت و طریقت سے وافر حصہ ملا تھا۔ لوگوں نے آپ سے شریعت کی تعلیمات بھی حاصل کی ہیں اور طریقت کے آئین بھی سیکھے ہیں۔ آپ کی تہ دار فکر و شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے جناب مولانا محمد مسیح الزماں اشفاقی صاحب قبلہ (استاذ دار العلوم اسحاقیہ، جودھپور، راجستھان) لکھتے ہیں:

اس جہانِ رنگ و بو میں کچھ ایسی قد آور اور ہمہ جہت عبقری شخصیتیں وجود

میں آئیں، جنھوں نے اپنے اخلاق و کردار، تبلیغ و ارشاد، عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، علم و عمل، خوف و خشیت جیسی بے پناہ صلاحیتوں سے دنیا کو مستفیض فرمایا۔ انھیں نفوسِ قدسیہ میں ایک شش جہت، دل آویز و پُر کشش شخصیت، نابغۂ روزگار، فقیہِ اعظم، شیخ المسلمین، رہبرِ شریعت، پیرِ طریقت حضرت علامہ سید حسنین رضا صاحب قبلہ قادری کا بھی ہے۔ آپ کی پاکیزہ شخصیت علم و عمل، تدبر و تفکر، تصوف و اخلاق، مروت و مؤدت، شرافت و انسانیت، ارشاد و تبلیغ اور تعلیم و تربیت سے عبارت ہے۔ آپ کی ذاتِ والا صفات کا ہم تجزیہ کرتے ہیں تو آپ کی عبقری شخصیت میں تمام اوصاف و کمالات کی جامع نظر آتی ہے۔ آپ کی جاذب نظر شخصیت کو جس نہج سے دیکھا جائے، آپ کی شخصیت کا ہر باب انوکھا دکھائی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میری ناقص دانست میں حضرت کی ذات والا صفات ایک مستجاب الدعوات کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلاشبہ ایسی یگانہ و نابغۂ روزگار شخصیت ہی دین و سنیت اور ملک و ملت کے لیے سرمایۂ افتخار ہوا کرتی ہے۔

(سالنامہ نورِ رحمٰن کا توحید و رسالت نمبر، ص:۲۴۱، ۲۰۱۵ء، ناشر: خانقاہ رحمانیہ، کیری شریف)

ہم عصر علما و مشائخ نے آپ کو جن آداب و القاب سے نوازا ہے، ان میں سے ایک ممتاز لقب "شیخ المسلمین" ہے۔ عوام و خواص میں آپ شیخ المسلمین کے لقب کے یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ کی خانقاہ سے متّصل صوبۂ بہار و جھارکھنڈ کے اضلاع میں اس لقب سے آپ ہی کی ذات متصور ہوتی ہے۔ آپ واقعی شیخ المسلمین تھے۔ حقیقی پیر و مرشد اور "شیخِ کامل "کی جملہ شرائط آپ میں پائی جاتی تھیں۔ اہلِ علم بیان کرتے ہیں کہ شیخ طریقت میں درج ذیل باتوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) شیخِ طریقت وہ ہے جو کتاب و سنت کا ضروری علم رکھتا ہو، خواہ اساتذۂ کرام سے

پڑھ کر یا علمائے کرام کی صحبت میں رہ کر یہ علم حاصل کیا ہو۔ یعنی دین کے ضروری مسائل کا علم رکھتا ہو اور عقائدِ صحیحہ حقہ کا حامل ہو۔ (۲) عدالت اور تقویٰ میں پختہ ہو، بدعات و خرافات اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو۔ (۳) دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت سے رغبت رکھتا ہو یعنی حبِ جاہ و منصب اور حبِ مال و دنیا سے بے نیاز ہو۔ اخلاقِ فاضلہ کا حامل ہو اور اخلاقِ رذیلہ و قبیحہ مثلاً: تکبر، حسد، بغض، کینہ، غیبت، چغلی جھوٹ اور ریاکاری وغیرہ کے دھبوں سے اس کا دامنِ حیات پاک ہو۔ نیز وہ فرائض و واجبات کے علاوہ سننِ مؤکدہ اور وظائف و اذکار سے اشتغال رکھتا ہو اور ان کا اہتمام کرتا ہو۔ (۴) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر خود بھی عمل پیرا ہو اور دوسروں کو بھی ان باتوں کی تلقین کرتا ہو۔ (۵) کسی متبعِ شریعت اور صاحبِ نسبت شیخ کامل سے اصلاحی تعلق قائم کرکے ان سے سلوک و احسان کی منزلیں طے کی ہوں اور اس شیخ کامل نے اس کے حالات سے مطمئن ہو کر اس پر اعتماد کیا ہو اور اسے خلافت سے نوازا ہو۔ (۶) حصولِ خلافت کے بعد وہ دینی تنزل اور اخلاقی انحطاط کا شکار نہ ہو، بلکہ نفس کی نگرانی کے ساتھ ریاضات و مجاہدات کے ذریعے مزید روحانی ترقیوں کے حصول میں کوشاں رہتا ہو۔

حضرت شیخ المسلمین کی تقویٰ شعار زندگی کا مطالعہ کرنے والا اس بات کی ضرور گواہی دے گا کہ آپ کے اندر شیخِ کامل اور پیر و مرشد بننے کی ساری شرائط و خصوصیات موجود تھیں۔ آپ کی صوفیانہ زندگی میں عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، شرافت و نجابت، ذکر و فکر، اوراد و وظائف، تلاوتِ قرآن، تعلیم و تزکیہ، دعوت و تبلیغ، اصلاحِ معاشرہ اور خدمتِ خلق کی بہاریں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ آپ نے پوری زندگی قوم و ملت کے ظاہر و باطن کی اصلاح فرمائی اور ایک روحانی طبیب کی حیثیت سے اس کے قلبی امراض کا علاج فرمایا۔ غالباً کسی بزرگ یا معتبر عالم کا قول ہے کہ "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ" یعنی جس طرح نبی

اپنی امت کے درمیان ہوا کرتے ہیں، اسی طرح ایک شیخ اپنی قوم کے مابین ہوا کرتے ہیں۔ یہ تشبیہ ظاہر و باطن کی اصلاح کے پیشِ نظر ہے۔ ایک نبی کا کام ہے اپنی امت کے ظاہر و باطن کا تزکیہ و تصفیہ کرنا اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینا۔ اب وراثتِ نبوی کا تقاضا ہے کہ نبی کی طرح شیخ بھی یہی مستحسن فریضہ اپنی قوم کے درمیان انجام دے اور ہمیشہ اصلاحِ امت کے لیے کوشاں رہے۔ حضرت شیخ المسلمین نے پوری زندگی یہی فریضہ انجام دیا۔ تا دمِ حیات دعوت و تبلیغ کے کاموں میں مصروف رہے اور اس کے لیے مشقتیں اٹھائیں۔ ابتدائی مرحلے میں بیل گاڑی سے دور دراز مقامات کا تبلیغی سفر کیا اور اپنی جان جوکھم میں ڈال کر دعوت و تبلیغ کے کارواں کو آگے بڑھاتے رہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہار و جھارکھنڈ، بنگال اور چھتیس گڑھ کی ریاستیں آپ کی تبلیغی مساعی سے فیضیاب ہوئیں اور ہزاروں افراد کو رشد و ہدایت کی دولت نصیب ہوئی۔

اسلام کی پاکیزہ اور فطری تعلیمات میں سے ایک "حسنِ اخلاق" بھی ہے۔ حسنِ اخلاق کی اہمیت و افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور معلمِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں محاسنِ اخلاق اور مکارمِ اخلاق کو ان کے نقطۂ انتہا تک پہچانے کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **بعثت لاتم مکارم الاخلاق**۔ حسنِ اخلاق کی بڑی اہمیت ہے۔ انبیائے کرام و رسولانِ عظام علیہم التحیۃ والتسلیم کے بعد حسنِ اخلاق کا سب سے زیادہ مظاہرہ کرنے والا گروہ صوفیائے کرام کا ہے، جنہوں نے اپنے پاکیزہ اخلاق کی خوشبوؤں سے انسانی اذہان و قلوب کو معطر کر کے دعوت و تبلیغ کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے: **اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا**۔ یعنی سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ کریمہ کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر صوفیائے کرام نے ان پر خصوصی

توجہ دی۔ خود بھی زیورِ اخلاق سے مزین ہوئے اور اپنے چاہنے والوں کو بھی اس کی تعلیم و تقلین فرمائی۔ چنانچہ آداب المریدین میں ہے: وَ أَجَلُّ خِصَالِهِمْ أَخْلاقُهم۔ یعنی گروہِ صوفیا کی عظیم ترین خصلتیں ان کے اخلاق ہیں۔ سلطان المحققین حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس سرہ مذکورہ بالا عبارت کی تشریح کرتے ہوتے ہوئے فرماتے ہیں:

صوفیائے کرام وہ ہیں جنہوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ رکھا اور جاری کیا اور وہ اس طرح کہ ابتدا میں رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اقوال کی حفاظت فرمائی اور اسی کو "شریعت" کہتے ہیں۔ درمیان میں آپ ﷺ کے اعمال کی پیروی کی اور اس کو "طریقت" کہتے ہیں اور آخر میں جب احوال تک پہنچنے کی بات آئی تو آپ ﷺ کے احوال سے لگے رہے۔ اس حدیث کا یہی معنی ہے: الشريعة أقوالى و الطريقة أفعالى و الحقيقة أحوالى۔ چوتھا رکن "معرفة أشياء كما هى" ہے یعنی اشیاء کی معرفت جیسی کہ وہ ہے۔ انسان کا کمال انہیں چاروں ارکان پر موقوف ہے۔ بہت سارے لوگ ایسے ہوئے جنہوں نے اعمال کو اختیار کیا، مگر اخلاق میں پیروی نہیں کی۔ جیسے عابدوں کی جماعت، یہ لوگ اعمال کی پیروی کو قبول کرتے ہیں اور اخلاق سے سرکشی کرتے ہیں۔ ایک جماعت زاہدوں کی ہے۔ یہ لوگ بعض اخلاق کو اختیار کرتے ہیں اور بعض اخلاق سے سرکشی کرتے ہیں۔ لیکن صوفیوں کی جماعت، یہ لو تمام اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ کو قبول کرتے ہیں یعنی اختیار کرتے ہیں۔ بندگی اور سعادت مندی کا کمال یہی ہے کہ جہاں تک بندہ سے ہو سکتا ہے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے آراستہ اور اس کی صفات کے معانی سے پیراستہ کر لے۔ اس سعادت کا کمال تو مطلق طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل

ہے۔ آپ کے بعد یہ سعادت صوفیا کے حصہ میں آئی۔ اللہ تعالیٰ کی قربت صفت میں ہے نہ کہ مکان میں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات سے جتنا زیادہ متّصف ہے، اتنا ہی زیادہ وہ اس سے قریب ہے۔ " تخلقوا باخلاق اللّٰہ " کے مضمون میں یہی معنی پوشیدہ ہے۔

(شرحِ آداب المریدین، ص:۲۹۶، ۲۹۷، ناشر: مکتبۂ شرف، بہار شریف، ضلع نالندہ، بہار)

حسنِ اخلاق، سلوک و تصوف کا نہایت روشن پہلو ہے۔ جو جتنا بڑا صوفی ہوگا، وہ اتنا ہی بڑا خلیق بھی ہوگا۔ حضرت شیخ المسلمین صوفیِ کامل بھی تھے اور حسنِ اخلاق کے پیکرِ جمیل بھی تھے۔ حسنِ اخلاق آپ کی کتابِ زندگی کا ایک جلی عنوان ہے۔ عوام و خواص سب آپ کے حسنِ اخلاق سے متاثر تھے۔ بڑوں کی تعظیم، بچوں پر شفقت، غربا و مساکین کی دل جوئی و حاجت روائی میں آپ پیش پیش رہتے تھے۔ اگر کوئی بات طبیعت کو ناگوار معلوم ہوتی تو مجمعِ عام میں لوگوں کو ڈانٹنے اور پھٹکارنے کے بجائے صبر و تحمل سے کام لیتے۔ آج کل کے پیروں کے طرح سرِ عام بد خلقی و ترش روئی کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے۔ ملاقات کرنے والوں سے حسنِ اخلاق اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے۔ علما، اساتذہ اور طلبہ پر خصوصی شفقت فرماتے۔ غرض کہ آپ کا اخلاق بے مثال اور کردار لاجواب تھا۔ حسنِ اخلاق کے تقریباً تمام گوشے آپ کے اندر موجود تھے۔ آپ کی پاکیزہ زندگی حدیث پاک " تخلقوا باخلاق اللہ " کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔ ایک مرتبہ راقم الحروف کو بھی آپ نے بے پناہ محبتوں اور شفقتوں سے نوازا ہے۔ محبّ گرامی و رفیقِ جانی حضرت مولانا الیاس احمد فاروقی دام ظلہ العالی نے راقم الحروف کو بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ المسلمین کُلٹی (بنگال) بغرضِ تبلیغ تشریف لے گئے تھے۔ ملاقات کی غرض سے میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپ ایک پلنگ پر آرام فرما رہے ہیں۔ میں نے موقع کو غنیمت جانا اور پاؤں دبانے کے لیے

آگے بڑھا۔ جیسے ہی میں نے آپ کے پاؤں کو ہاتھ لگایا، آپ اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: مولانا! اگرچہ میں سید ہوں، لیکن آپ عالمِ دین اور نائبِ رسول ہیں۔ آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ اتنا کہہ کر مجھے اپنے ساتھ پلنگ پر بٹھا لیا اور جب تک حضرت کے پاس رہا، آپ برابر شفقت و محبت اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے رہے۔ مولانا الیاس احمد فاروقی یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ موجودہ پیرانِ عظام میں ایسا حسنِ اخلاق بہت کم ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔

ایسی عظیم اور باکمال علمی و روحانی شخصیت کا تذکارِ جمیل کتابی شکل میں پیش کرنا ضروری تھا، تاکہ موجودہ اور آنے والی نسل ان کی حیات کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا سکے۔ شہنشاہِ خطابت، مقررِ بے مثال، شاعرِ باکمال، ادیبِ عصر حضرت علامہ محمد شہاب الدین ثقافی دام ظلہ العالی نے یہ کام بڑی محنت و خلوص کے ساتھ انجام دیا ہے۔ شہاب الدین ثقافی کی شخصیت اب محتاجِ تعارف نہیں۔ اس وقت آپ مذہبی اجلاس کے جانے پہچانے خطیب اور اسٹیج کی دنیا کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ فصاحت و بلاغت سے لبریز تقریریں کیا کرتے تھے۔ خالقِ لوح و قلم نے آپ کو قوتِ گویائی اور طلاقتِ لسانی کے جوہر سے نوازا ہے۔ اپنے مخصوص لب و لہجے میں اصلاحِ معاشرہ اور اصلاحِ افکار و اعمال پر پر بڑی اچھوتی اور فکری گفتگو کرتے ہیں۔ اپنے زورِ بیان اور قوتِ استدلال سے بہت جلد مجمع پر چھا جاتے ہیں۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ موصوف جتنے بڑے خطیب ہیں، اتنے ہی بڑے نعت گو شاعر بھی ہیں۔ اردو زبان و ادب اور شعر و سخن کے اصول و مبادی پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ تقریر و خطابت کی طرح تقدیسی شاعری میں منفرد شناخت رکھتے ہیں۔ معتبر ذریعے سے معلوم ہوا کہ موصوف انگریزی بھی خوب بولتے ہیں۔ غرض کہ ایک کامیاب خطیب کے سارے گُر آپ میں موجود ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے نقیب و ترجمان بن کر گذشتہ ایک دہائی سے

دین وسنیت اور فروغِ علمِ دین کی بیش بہا خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ایک تعلیمی ادارہ (نسواں) کے مہتمم و سربراہ بھی ہیں۔ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف، ضلع بانکا، بہار کے درباری خطیب و شاعر ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے آپ کو وافر حصہ ملا ہے۔ اسی فیضانِ نظر کا نتیجہ و ثمرہ ہے کہ آج حضور شیخ المسلمین کی حیات وخدمات پر کتاب لکھ کر اہلِ علم کے سامنے پیش کرنے کے سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔ زیرِ نظر کتاب " چاندسا انسان " صوری و معنوی لحاظ سے قابلِ قدر اور لائقِ مطالعہ ہے، جس میں ماضی قریب کی عظیم علمی و روحانی شخصیت شیخ المسلمین حضرت علامہ سید شاہ محمد حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمہ (سابق سجادہ نشیں خانقاہ رحمانیہ، کیری شریف) کی حیات و خدمات اور احوال و آثار نہایت سلیقے سے قلم بند کیے گئے ہیں اور آپ کی حیاتِ طیبہ کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھنے کے سعیِ جمیل کی گئی ہے۔ راقم الحروف نے مختلف مقامات سے کتاب کے مندرجات کا مطالعہ کیا اور محظوظ ہوا۔ حضرت شیخ المسلمین نئ نسل کے علما اور اساتذہ و طلبہ کے لیے ایک آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی زندگی و بندگی میں ہمارے لیے اصلاح و ہدایت کے بہت سارے سامان مہیا ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت شیخ المسلمین کے نقوشِ قدم کی پیروی کی جائے اور ان کے اسوۂ حسنہ اور طریقۂ کار کو اپناتے ہوئے زندگی گذارنے کی کوشش کی جائے۔ اسلاف کے کارنامے اصاغر کے لیے نمونۂ عمل ہوا کرتے ہیں، حضرت شیخ المسلمین ہمارے لیے نمونۂ عمل ہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے حضرت شیخ المسلمین کی حیات و خدمات کے بہت سارے مخفی گوشے اجاگر ہوں گے اور ان کی تہ دار فکر و شخصیت کا کما حقہ اندازہ ہو گا۔ محبِ گرامی حضرت مولانا شہاب الدین ثقافی صاحب قبلہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان کے روشن مستقبل کے لیے دعاگو ہوں۔

دور اندیشی کا کوہِ گراں

ماہر رموز فن حضرت علامہ و مولانا **شہادت حسین مصباحی**
استاذ دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر (اڈیشہ)

باسمہ تعالیٰ و تقدس

حامدا و مصلیا و مسلما

امام الکشف، شیخ المسلمین، پیر طریقت رہبر شریعت، کنز کرامت، گل گلزار فاطمیت داعئ مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا سید حسنین رضا قادری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، ایک زمانہ ان کے کشف و کرامات اور فیض رسانی سے فیضیاب رہا، اب جب کہ وہ اپنے مرقد فروزاں میں جلوہ الٰہی سے معمور ہیں، تب بھی اہل زمانہ اکتساب فیض کر رہے ہیں۔

دورِ حاضر ایک متبحر عالم، نکتہ آفریں خطیب و مقرر، کہنہ مشق شاعر، زود گو مبصر، قابل رشک نقاد، خوش اسلوب ادیب، باوقار ناظم و مہتمم، پیکر اخلاص، صاحب اخلاق حمیدہ، حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری مفتی محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری دامت برکاتہم العالیہ نے شیخ المسلمین رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری پر ایک کتابِ مستطاب ترتیب و تصنیف فرمائی ہے۔ جو یقیناً ان کی حیات پاک کے پاکیزہ گوشوں کو پیش کرنے میں کام یاب نظر آ رہی ہے۔

جس میں ولادت و جائے ولادت، انتخاب نام و سلسلۂ نسب، تعلیم و تربیت، امامت و خطابت، ممتاز رفقائے درس کے اسما، منصب جانشینی کا روح پرور منظر،

مدرسہ و خانقاہ رحمانیہ کا قیام، ایام درس و تدریس، ایام امامت و خطابت، عقد

مسنون، مہارت علم و فنون، خطابت کی خصوصیات، ارادت و سلوک، سفر حجاز مقدس و زیارت حرمین شریفین، اولیاء اللہ سے محبت، تعلیمی خدمات، تعمیری انقلاب، دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دیدار رب العالمین، سفر سوئے اجمیر معلیٰ، سفر سوئے بغداد شریف، صوم و صلوٰۃ کی پابندی، اوراد و وظائف کی مداومت، تبلیغی دورے، تصلب فی الدین، دینی معمولات، سلام رضا و کلام رضا سے محبت و عقیدت کے خوشنما جلوے، تصنیفی بہاریں، اولاد امجاد، مزارات پر عورتوں کی حاضری کے حوالے سے موقف، اور ان کے علاوہ دیگر موضوعات پر خامہ فرسائی فرما کر آئندہ حضور شیخ المسلمین کی حیاتِ طیبہ پر تحریری کام کرنے والوں کے ہاتھوں مشعل راہ دے دی۔

فاضل مصنف نے خوبصورت انداز، دلکش الفاظ، میں شیخ المسلمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو نذر قارئین کیا ہے۔ آئیے فاضل مصنف مد فیضہ الکبیر کے جملوں کا دل آویز نظارہ ملاحظہ فرماتے ہوئے مسرت و شادمانی کی خوشبوؤں سے مشام جاں مشک بار کیجیے۔

"تصلب فی الدین، تصلب فی المذہب اور تصلب فی المسلک کے شفاف آئینے میں کسی شخصیت کا کردار اگر صد فی صد کامیاب و کامران نظر آتا ہے تو وہ حضور شیخ المسلمین کے پیکر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جن کی زندگی کا مقصد فکر رضا، ذکرِ رضا، حبِ رضا اور مسلکِ رضا کا فروغ تھا۔ سادگی، عاجزی، تحمل، تدبر، تفکر، صبر، قناعت، مطانت، جراءت، ہمت، ذہانت، فطانت، فقاہت علمیت، صداقت، حکمت، سخاوت، محبت، شفقت، رقت، عفو درگزر، عیب پوشی، دلجوئی، غمخواری، خیر خواہی، دلجوئی، ہمدردی، حوصلہ افزائی، خوش مزاجی، خوش اخلاقی، پرہیزگاری، خوفِ خدا، حبِ الٰہی، عشق رسول، الفت صحابہ، حب اہل بیت، عقیدتِ اسلاف، جذبۂ نیکی کی دعوت، فکر امت، شوق مطالعہ، ذوق عبادت، وسعت

نظری، اطاعتِ شریعت، اتباعِ سنت، اشاعت قرآن و سنت، ادب علما، محبت صلحا، اعلائے کلمۃ الحق، احقاق حق، ابطال باطل، قیام مدارس و مساجد، کثرت تصنیف و تالیف، نورانیت، روحانیت اور رضویت سمیت کئی ایسے اوصاف ہیں جن کو ملا کر اگر کسی شخصیت کا تصور باندھا جائے تو ایک ہی شخصیت ذہن میں آتی ہے۔ جنھیں دنیا شیخ طریقت، گلِ دبستانِ فاطمہ فاطمیت، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، برہانِ شریعت، گنجینۂ رموزِ شریعت، آفتاب ہدایت، منبع رشد و ہدایت، واقفِ اسرارِ حقیقت، آفتاب ولایت، منبع جود و سخا، کرامتِ غوثِ اعظم، ولیٔ کامل، صوفیٔ باصفا، پیکرِ علم و حیا، عالمِ ربانی، عارفِ صمدانی، عالی مرتبت، پروانۂ شمع رسالت، یادگارِ اسلاف، نمونۂ اسلاف، بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، سرمایہ ملک و ملت، آفتابِ علم و حکمت، مقبول عوام و خواص، مبلغِ فکر رضا، پاسبانِ مسلک رضا، نباض قوم و ملت، شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، اِمام الکشف حضرت العلام علامہ و مولانا سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی دام فیوضہ علینا النورانی کی صورت میں جانتی ہے اور پہچانتی ہے۔

جن کی زندگی کے ہر گوشے سے مسلکِ رضا کی خوشبوئیں آتی تھیں۔ سرمایۂ حیات کا لمحہ لمحہ تصلب فی الدین کی روشنی تقسیم کرتا تھا۔ گفتگو کا وقار، لہجے کی متانت، روش کی سنجیدگی اور اندازِ تبلیغ کی جاذبیت پتھر دلوں کو بھی موم کر دینے کے قابل تھی۔ اپنے دلنشیں اور من موہنے انداز میں سادہ و دلپذیر الفاظ کا سہارا لے کر لوگوں کے قلوب میں اخلاقِ عالیہ کی عظمت، بزرگی اور فوائد کے ان مٹ نقوش مرتسم کرنے والی شخصیت حضور شیخ المسلمین ہیں۔

کون سے ایسے نیک اوصاف ہیں جو ہمیں اپنے ممدوح کی شخصیت میں نظر نہیں آتے، دور اندیشی کا کوہِ گراں کہا جائے، عاجزی و انکساری کا پیکر کہا جائے یا جہدِ مسلسل کا استعارہ قرار دیا جائے تو ایک جملہ یا ایک لفظ کیا ایک حرف کو بھی کذب پر محمول نہیں کیا جا سکتا ہے۔

زندگی بھر اپنے آباء و اجداد کی امانت و پاسداری کی۔ مسلکِ رضا کے فروغ کے لئے سرمایۂ زندگی کا پل پل وقف کر دیا۔ آزادی کی آندھیوں اور بے راہ روی کے طوفانوں کے پیچ نہ کبھی بہکے نہ کبھی بھٹکے۔ آج کے اس دورِ پر فتن میں خود کو کردار و روش کے در یچے سے تصلب فی الدین کے آئیڈیل کی حیثیت سے متعارف کرانا کوئی آسان کام نہ تھا سوشل میڈیا کی مسموم فضاؤں سے اور ویڈیو گرافی کی زہریلی ہواؤں سے بھی خود کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔ اس حوالے سے آپ کا موقف وہی تھا جو موقف مرکز اہلسنت بریلی شریف کا ہے۔ فوٹو گرافی ویڈیو گرافی وغیرہ کے معاملات میں سختی سے تنفر کا اظہار فرماتے تھے۔"

انہیں چند باتوں کے ساتھ میں اپنی تحریر موقوف کر رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک سید المرسلین محمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تسلیما کے طفیل ان کی اس کتاب مستطاب کو مقبولیت عطا فرمائے، اور قارئین کرام کو اس سے استفادہ کی توفیقِ سعید سرفراز فرمائے آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

❑❑❑

رنگ طریقت کا اک جہاں آباد

حضرت مولانا **ڈاکٹر حسن رضا اطہر بوکاروی**،
شعبۂ ادبیات دارالعلوم اہلسنت حنفیہ غریب نواز بوکارو جھارکھنڈ

کہ ابھرینگی پرچھائیاں میرے بعد
تماشائیو چن کے رکھ لو انہیں
تبرک ہیں یہ دھجیاں میرے بعد
مثالوں میں ذکر وفا آئے گا
چلے گی میری داستاں میرے بعد

میں نے یہ اشعار اس شخصیت کی تمہید میں پڑھے ہیں جنکی داستان حیات سے شہر شریعت کا ایک عالم روشن ہے رنگ طریقت کا ایک جہاں آباد ہے حسن حقیقت کی ایک دنیا مسکرا رہی ہے اور جمال معرفت کی ایک کائنات جگمگاتی ہوئی نظر آتی ہے۔

چاند بھی حیران دریا بھی پشیمانی میں ہے
عکس کس کا ہے کہ اتنی روشنی پانی میں ہے

جو اپنی ذات میں بادشاہ بھی ہیں اور فقیر بھی عالم بھی ہیں اور عاشق بھی درویش بھی ہیں اور قلندر بھی مجذوب بھی ہیں اور سالک بھی جنکے حسن اخلاق کی گٹھریاں نیکیوں سے لدی پھندی ہیں جنکی پیشانیوں سے زہد وتقوی کا نور ابل رہا ہے جنکی خوش نصیب سانسیں عشق رسول کی حدت سے مہک رہی ہیں جنکے ماتھے پر تقدس کا سورج چمک رہا ہے جنکی آنکھیں محبت رسول سے وضوشدہ ہیں۔

میں حضور شیخ المسلمین حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد حسنین رضا قادری علیہ الرحمہ کا تعارف کم و بیش انہیں چند ٹوتے پھوٹے جملوں سے کرایا کرتا تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک بار مجھ سے مسکراتے ہوئے فرمانے لگے آپ گلابی اردو بہت اچھی بولتے ہیں مگر افسوس اب ایسی زبان سمجھنے والے لوگ ہمارے درمیان نہیں رہے اس لیے آسان بولیے اب اہل ادب مٹھی بھر اور عوامی ضرورت پہاڑ کی طرح اس کا خیال رکھا کیجیے یہ میری سعادت مندی ہے کہ میں نے اپنی نظامت و نقابت کے حوالے سے عوام الناس کو جن بزرگوں کے قریب کیا ان میں شیخ المسلمین کی شخصیت نمایاں ہے قریب سینکڑوں جلسوں میں مجھے ان کی صحبت یافتگی نصیب ہوئی جب ملے محبت سے جہاں ملے اپنائیت کے ساتھ ملے۔

اپنی حیات ظاہری میں دو تین بار ضیاء گڈاوی کے معرفت اپنی خانقاہ میں بھی دعوت نظامت پیش فرمائی اور میں بسر و چشم حاضر بھی ہوا بہت خوش ہوئے دعاؤں سے نوازا حضور شیخ المسلمین کی ایک عادت کریمہ جو مجھے اچھی لگتی تھی وہ یہ کہ آپ ہر جلسے میں بہت وقت سے تشریف لے جاتے تھے میں نے اکثر دیکھا مریدوں کو تربیت فرما رہے ہیں اوراد و وظائف کی تلقین کر رہے نماز پنجگانہ کی تاکید کر رہے ہیں بزرگوں کے واقعات سنا رہے ہیں نیکیوں کا درس دے رہے ہیں سچائی کا پاٹھ پڑھا رہے ہیں ایک بار گڈا جھارکھنڈ کے کسی جلسے میں میں بھی وقت سے پہنچ گیا دیکھا تو حجرہ مریدین و متوسلین سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے شیخ المسلمین ارشاد فرما رہے ہیں بچہ چاہے جتنی آہستہ اواز سے روئے وہ آواز سوتی ہوئی ماں کو جگا ہی دیتی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ رب جسے نہ نیند آتی ہے نہ اونگ اور جو اپنے بندوں سے ماں سے ستر گنا زیادہ محبت کرتا ہے اپنے بندوں کی آہ پر اس کی فریاد نہ سنے اپنے بندے کی حاجت پوری نہ کرے اللہ سے گڑگڑا کر مانگنے والا بنو انشاءاللہ ہر مشکل آسان ہو جائے گی عشاء کا وقت ہو چلا تھا مجلس برخواست ہوئی میری طرف خصوصی التفات کے ساتھ متوجہ

ہوئے خیریت دریافت کی اور نماز کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

حضور شیخ المسلمین سے میری آخری ملاقات جسیڈیہ کے ایک جلسے میں ہوئی اس وقت پورا ملک کورونا کی وجہ سے افراتفری کا شکار تھا ترسیل وابلاغ کے سارے ذرائع مسدود ہو چکے تھے دوسرے دن جنتا کرفیو کا اعلان تھا جلسے کے بعد ہم لوگ اسٹیشن ائے تو دیکھا حضرت چائے کی دکان کے قریب کھڑے ہیں دریافت کیا تو فرمایا میرے گاوءں کے دو طالب علم لکھنو٦ سے آ رہے ہیں انہیں لے کر ہی جاوءنگا ورنہ انہیں پریشانی ہوگی بڑے لوگ واقعی بڑے ہوتے ہیں ان کا دل بڑا ہوتا ہے سوچ بڑی ہوتی ہے فکر بڑی ہوتی ہے کینوس بڑا ہوتا ہے کسی کا مصرع ہے کہ ع

بڑے لوگوں کے بچے بھی بڑے معلوم ہوتے ہیں

ورنہ کہاں ہندوستان کی ایک مرکزی خانقاہ کا صاحب سجادہ اور کہاں مدارس اسلامیہ کے دو طالب علم مگر شیخ المسلمین کی نظر دیکھ رہی ہوگی کہ کل یہی بچے مذہب و مسلک کے علم بردار ہونے والے ہیں۔

آنکھیں تو سب کے پاس ہوتی ہیں مگر جسے نظر کہتے ہیں وہ سب کے مقدر میں کہاں حضور شیخ المسلمین کو اپنے بزرگوں سے سیادت و نجابت شریعت و طریقت ولایت و کرامت کے ساتھ ساتھ بصارت و بصیرت کی روشنی بھی وافر مقدار میں عطا ہوئی تھی کہا ہے اللہ کے جلیل القدر اور محبوب پیغمبر حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے حضور شیخ المسلمین کو دیکھیے تو والد گرامی خلیفۂ اعلی حضرت حضرت علامہ سید شاہ عبدالرحمن قادری بیتھوی علیہ الرحمہ کی یاد آئیگی اور مخدوم عالم پناہ کو دیکھیے تو حضور شیخ المسلمین کے جلوے نظر آئیں گے۔

میرے عزیز و محترم مذہبی اجلاس کے مقبول خطیب جو کئی جہت کئی اعتبار اور کئی

حوالے سے پورے ملک میں جانے اور پہچانے جاتے ہیں مستند اور معتبر شخصیت کے مالک ہیں جو میرے دل سے بہت قریب ہیں حضرت مولانا شہاب الدین ثقافی جنہیں اللہ نے زبان و بیان کے ساتھ ساتھ قرطاس وقلم کی دولت لازوال سے بھی مالامال فرمایا ہے تجلیات شیخ المسلمین کی تصنیف میں جس عرق ریزی اور جانفشانی کا مظاہرہ ہے اس کی داد نہ دینا انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے مجھے امید ہی نہیں یقین ہے کہ آپ جیسے جیسے تجلیات شیخ المسلمین کی ورق گردانی کرتے جائیں گے اس کی تجلیوں سے زندگی کا ہر تاریک کدہ روشن ہوتا جائے گا۔

❑❑❑

آمدم بر سر مطلب

مرد فن شناس حضرت علامہ و مولانا **محمد امیر خسرو نعمانی**
ناظم اعلیٰ دار العلوم رضائے مصطفیٰ، چیروڈیہ، دمکا

نحمدہٗ ونصلي ونسلم علیٰ رسوله الكريم .

أما بعد !

صوفیا اور مشائخ اسلام کے احوال و مقامات پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ عالم اسلام کے اہل قلم اور ارباب فضل و کمال نے اس موضوع پر بڑی تحقیق اور عقیدت سے قلم اٹھایا ہے۔ ہمارے دینی ادب میں بزرگان دین کے اذکار و سوانح پر سیکڑوں کتابیں ملتی ہیں، جو ہر دور اور ہر زبان میں لکھی گئی ہیں۔ یہ کتابیں سوانح، حالات، آثار، تذکار اور ملفوظات و مناقب کی شکل میں ہمارے سامنے آئیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں نے ملت اسلامیہ کی ذہنی اور فکری نشو و نما میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ "چاند سا انسان" بھی ایسے ہی گلستان اذکار کا ایک خوشنما پھول ہے، جس سے دل و جاں مہک اٹھتے ہیں۔

آمدم بر سر مطلب، کتاب مذکور زبردست تخریجی کام بیادگار حضور شیخ المسلمین کیری شریف کے ایک نہایت ہی لائق و فائق اعزازی دستاویز حضرت علامہ و مولانا مفتی شہاب الدین نقی ثقافی زید مجدہ نے تیار کی ہے، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

احسن الخالقین نے مولانا موصوف کو ماہر شعر و سخن، نازش علم و ادب، فخر کرسیِ خطابت، صورت و سیرت ہر لحاظ سے قابل رشک بنایا ہے۔ وہ راہوار قلم کے شہسوار ہوں تو سبک، سلیس اور عام نیز معنویت سے لبریز تحریر ان کا تعارف بنتی ہے۔ اور میدان

خطابت میں ان کی شعلہ بیانی اور جوش خطابت سامعین کے دلوں کو ان کے حسن انداز کا اسیر کر لیتی ہے۔ وہ تمام سامعین کو اپنی طرف متوجہ اور ہمہ تن گوش کر کے مجمع پر حاوی ہونے والے خطیب ہیں۔ آپ بہترین مقرر و مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے صاحب قلم بھی ہیں۔ آپ کی تصنیف "خصائص تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ "منظر عام پر آچکی ہے۔

مجھے امید ہے کہ علامہ موصوف کی یہ کتاب ہر مسلمان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر رہنما ثابت ہوگی -ان شاء اللہ عزّوجل -۔

میری دعا ہے اس کتاب کو رب ذوالجلال اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل قبول فرمائے اور حضرت علامہ صاحب کی کاوش کو قبول عام کرے۔ عامۃ المسلمین کے لیے نفع بخش ہو اور ہر گھر کی زینت بنے۔ آمین یارب العٰلمین!

❑❑❑

مؤلف کا گزرا ہوا کل اور آج

ازقلم: شاعر جدت طراز حضرت مولانا **قاری سراج الدین شفق** دمکاوی

نام و نسب: محمد شہاب الدین ابن محمد اختر علی ابن اسماعیل انصاری ابن خوشحال انصاری۔

آپ کا تخلص نقیؔ اور کنیت ابو ثاقب ہے۔ آپ مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری ہیں۔

ولادت: آپ ۱۸؍ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ضلع دمکا کے گاؤں سیت پہاڑی، چھپلا پاتھر کے ایک دیندار اور پاکباز گھرانے میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی حالات: طفولیت کا عہد تھا مفلسی کا اضطراب تھا مگر دارین کے روشن مستقبل کی فکر ستار ہی تھی تب جدّ اکرم محمد اسماعیل انصاری نے آپ کا داخلہ محلے ہی کے مکتب میں کرادیا حضرت حافظ و قاری محمد صابر حسین صاحب کی پر خلوص محنتوں اور مشقتوں سے آپ نے اپنے گاؤں کے مکتب ہی میں قرآن مجید کے ۱۸؍ اٹھارہ پارے حفظ کر ڈالے، اب مکتب سے ہی جو آپ کو گراں بہا حظ وافر ملا تھا اسے فیضان نظر کہوں یا مکتب کی کرامت کا نام دوں!

بعد ازاں حضرت ممدوح، جامعہ شہبازیہ مولانا چک بھاگلپور تشریف لے گئے آپ نے وہاں شیخ القراء حافظ و قاری محمد منصور عالم صاحب قبلہ جیسے مشفق و محسن استاذ کی زیر نگرانی قرآنِ مقدس کا حفظ مکمّل کیا اور ۱۹۹۸ء میں درجۂ حفظ کی عظمت مآب دستار سے آپ کو نوازا گیا، بعد ازاں سن ۲۰۰۴ء کو جامعہ عین العلوم گیا بہار سے آپ نے سند القراءت والتجوید حاصل کی اور ۲۰۰۶ء کو جامعہ فاروقیہ بنارس یوپی سے فضیلت مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ ممدوح مؤقر نے تعلیمی سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ایک بار الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں بھی ٹسٹ دیا تھا اور کامیاب بھی ہوئے مگر تنگی رزق سے آپ کا گھر شکستہ حال تھا اس

لیے خوراکی فیس جمع کرنے کی اہلیت نہیں تھی بالآخر آپ نے وقتی طور پر دل کے ہزار امنگوں کو سمیٹ کر رکھ لیا، پھر جب حالات حامی ہوئے تو عالم سنیت کی شہرہ آفاق درسگاہ، الثقافۃ السنیۃ کیرالا کالیکٹ میں آپ نے داخلہ لیا اور مصروف درس ہو کر تخصص فی الفقہ کے شعبے میں آپ نے خوب مہارت حاصل کرلی۔

غرض کہ مختلف مراحل و مدارس میں آپ نے علم و فن، شعر و سخن، فکر و آگہی اور فہم و بصیرت حاصل کی اور گوناگوں کمالات کے حامل ہو گئے۔

تدریسی خدمات: فراغت کے فوراً بعد آپ کی علمی شوکتوں کو دیکھ کر مدرسہ رضائے غوث نور پاڑہ دمکا کے اراکین اور سکریٹری محمد نوشاد عالم دمکا نے اپنے مدرسے میں تدریسی خدمات انجام دینے کی پیش کش فرمائی اور آپ نے قبول فرما لیا وہاں موصوف نے اپنے فن پاروں سے گاؤں کے زنگ آلود دلوں کو صیقل کیا اور پتھروں کو تراش کر ہیرا بنانے کا کام کیا۔ اس دوران آپ نے دمکا کی جامع مسجد میں دو سال نمازِ تراویح میں ختمِ قرآن بھی کیا پھر آپ بغرض تدریس مرکزی دار العلوم غوثیہ ہبلی تشریف لائے، مہتمم سمیت وہاں کے ذمہ داران نے ممدوح مؤقر کی تعلیمی لیاقت پرکھنے کے لیے ان کی درسگاہ میں ناگہانی طور پر طلبۂ سادسہ کو ہدایہ کے ساتھ بھیج دیا اور ادھر پسِ دیوار علماء و ذمہ داران کان لگائے کھڑے تھے کچھ ساعتوں تک حاشیہ مطالعہ کرنے کے بعد جب آپ نے ہدایہ کے ایک درس کی تعلیم دی تو آپ کے علمی جواہر پاروں کو دیکھ کر طلبہ کے دل و دماغ جگمگا اٹھے اور ممتحنین کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہو گئیں اور اسی دم بحیثیت مدرس آپ کی تقرری ہوئی تو کئی سالوں تک عہدۂ تدریس میں کار فرما رہے۔ بعد ازاں اڈیشا میں اہل سنت کی مرکزی درسگاہ دار العلوم رضویہ حبیبیہ جوبرا کٹک آپ مدعو ہوئے یہاں ایک طرف آپ امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تو دوسری طرف متذکرہ دار العلوم کی اکثر اعلیٰ اور سخت کتابوں کا درس بھی دیتے۔ آپ کی علمی،

عملی و اخلاقی اثرات عوام کے قلوب پر اس طرح مرتب ہوئے کہ آج بھی بہت سے دل آپ کی مقبولیت کی یاد گار ہیں۔

چند سالوں کے بعد جب آپ سوتاہاٹ کٹک میں تراویح سنا رہے تھے چودوار سے جمعے کے خطاب کا بلاوا آیا آپ نماز جمعہ میں خطاب کے لیے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہاں کے "مدرسہ گلشن اسلام" کی عمارت کو شادی کے منڈپ میں تبدیل کیا جارہا ہے اس امر نے آپ کے وجود کو ہلا کر رکھ دیا پھر حضرت موصوف وہاں کے پست فکر ذہنوں کے ایسے درپے ہوئے کہ وہاں کے جہالت پرست لوگوں کو علم دوست بنایا اور بڑی پامردی اور حکمت عملی کے ساتھ عوامی افکار کی سمتوں کو بدل دیا اور اہل محلہ بدنیتی سے باز آگئے پھر آپ نے اس مدرسے کو اپنی نظامت میں لے کر اپنی نمایاں کارکردگی سے اتنا عروج بخشا کہ آج یہ مدرسہ ۷/ اسٹاف اور ۶۰/ طلبہ کی ایک کثیر جماعت پر مشتمل ہے اور تعلیم و تعمیر کے شاہراہوں پر یہ مدرسہ مسلسل روبہ عروج ہے۔

تنظیمی خدمات: آپ اس وقت آل انڈیا تنظیم علمائے اسلام میں اڈیشا کی صوبائی سطح پہ صدارت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، دوسری طرف ایس ایس ایف انڈیا کی تنظیم میں بھی بحیثیت صدر آپ جھارکھنڈ کی رہنمائی فرمارہے ہیں اور تیسری طرف آل انڈیا تبلیغ سیرت شاخ کٹک کی ایڈوائزری کی کمان بھی آپ سنبھال رہے ہیں گویا ملک کے طول عرض میں دینی، مسلکی، تعلیمی اور تنظیمی مشاغل میں ہمیشہ آپ مشغول رہتے ہیں۔ اللہ آپ کے ان مجاہدانہ کرداروں کو سلامت رکھے۔

میدان خطابت کی شہسواری: فن خطابت میں یوں تو سب ہی لوہا آزماتے ہیں مگر ان ہی کا لوہا مانا جاتا ہے جن کی تقریر میں دین و دیانت، سنت و شرافت اور عظمت و وقار کی ضیاپاش کرنیں جگمگا رہی ہوں، البتہ کچھ ان ہی اوصاف حمیدہ کے ساتھ حضرت العلام مفتی

محمد شہاب الدین نقی ثقافی کی شخصیت میں ایک نمایاں امتیاز نظر آتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے ہر صوبے میں آپ کی خطابت ہوتی ہے اور وادی کشمیر کی جمعیت علماے اہل سنت کی طرف سے آپ کی مقبول خطابت کی بنیاد پر "فاتح کشمیر" کے خطاب سے بھی آپ کو نوازا گیا جس کے چشم دید گواہان حضرت مولانا سخی عالم صاحب کشمیری، مفتی پونچھ حضرت علامہ فاروق رضوی اور مولانا بشارت حسین صاحب کشمیری آج بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ فن خطابت میں آپ کے رسوخ و کمال کو اس وقت بھی کھلی آنکھوں نے دیکھا جب جالیسر اڈیشا کی قادریاں بستی میں آپ کی خطابت ہو رہی تھی اور خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب رضوی بنفس نفیس منبر رسول پہ موجود تھے اور مچل مچل کر داد و تحسین دے رہے تھے۔ تقریر کے اختتام پر حضرت مفتی صاحب کھڑے ہو گئے اور جب انھوں نے فرمایا کہ آپ اپنی مصلحانہ تقریر جاری رکھیں میں نے اپنا سارا وقت آپ کے نام کیا اس وقت علما و سامعین سب حیرت و مسرت میں سرشار نظر آ رہے تھے۔

نظم و نثر اور تصنیفات کے آئینے میں آپ کا مرتبہ: ممدوح مکرم اپنی سخن دانی، فن شناسی اور تبصرہ نگاری کی وجہ سے سخنوروں اور تبصرہ نگاروں میں بھی آپ یکساں طریقے پر مقبول و معروف ہیں؛ تا دم تحریر دو سو سے زائد آپ کے نعتیہ کلام اور نعتیہ تبصرے ملک کے منظر نامے پہ آ چکے ہیں جو آپ کے شاعرانہ اور مبصرانہ جلووں کی شہادتیں پیش کر رہے ہیں۔ آپ کی وسعت علمی اور زبان و قلم کی توانائیوں کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی گراں قدر تصنیفات جو زیور طبع سے آراستہ ہو گئیں ان میں:

1) اسلام اور امن و شانتی کا پیغام

2) خصائص تاج الشریعہ

کو خاصی پذیرائی ملی، جبکہ چند دیگر تصنیفات مرحلۂ آب و گل میں ہیں اور کچھ منتظر

طبع بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

1) لال دستر خوان کی فضیلت

2) اسلام میں زکوۃ کی اہمیت

3) اسلام ناسخِ ادیان ہے

4) اصلاحِ معاشرہ

مجموعۂ نعت و مناقب و دیوانِ نعت:

۱) مناقب شیخ المسلمین (مختلف شعرا کے کلام کو یکجا کر کے مرتب شدہ کتاب مستطاب)

۲) نعتیہ دیوان بنام "شہابِ حرف" (صنعت توشیح پہ کہے گئے کلام کا مکمل نعتیہ دیوان)

بیعت و خلافت: آپ خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور سید عبد الرحمن القادری البیتھوی علیہ الرحمہ کے جانشین و خلیفہ حضور سید الشاہ حسنین رضا قادری کے محبوب نظر مرید ہیں اور برادر تاج الشریعہ حضور منان رضا خان منانی میاں بریلی شریف کے خلیفہ و مجاز بھی ہیں۔

مشرف بہ خلافت ہونے کا سانحہ کچھ یوں پیش آیا تھا کہ جب عرس اعلیٰ حضرت کے موقع سے حضور منانی میاں کی موجودگی میں آپ اعلی حضرت سے متعلق کچھ نادر و نایاب تحقیقات کی روشنی میں جذبات انگیز خطاب فرما رہے تھے اور تسبیح و تحمید کی چو طرفہ گونج کے ساتھ آپ کو داد و تحسین سے نوازا جا رہا تھا تو حضور منانی میاں نے نذرانے میں سلسلۂ قادریہ رضویہ کی خلافت ہی عطا کر دی۔ فالحمد و المنة لله .

مشائخ تربیت:

- حضور شیخ المسلمین علامہ مفتی سید الشاہ حسنین رضا قادری خانقاہ رحمانیہ کیری شریف بہار
- خطیب اعظم ابو الفرح سید اشتیاق عالم ضیاء شہبازی علیہ الرحمہ والرضوان

- حضور سید الشاہ سجاد احمد قادری سلیمانی ابدالی علیہ الرحمہ امجھر شریف
- دادا حضور مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم

معروف اساتذۂ کرام:

- حضرت حافظ و قاری محمد صابر حسین بھڑکڑیا بانکا بہار
- حضرت حافظ و قاری محمد منصور عالم قادری علیہ الرحمہ
- مفتیٔ اعظمِ ہند، ابو الایتام شیخ ابو بکر بن احمد مسلیار ملیباری بانی جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کیرالا، الھند
- شیخ العصر علامہ عمر عبداللہ الکامل رحمۃ اللہ علیہ (قاھرہ مصر)
- مولانا عمر علی الثقافی کیرالا
- مولانا عبدالحکیم السعدی کیرالا
- مفتی ظل الرحمن بھاگلپوری علیہ الرحمۃ والرضوان
- حضور وقار ملت علامہ جمال رضا خان قادری علیہ الرحمہ نوادہ بہار
- نجم العلماء علامہ نجم الدین علیہ الرحمہ (یوپی)

رفقاے درس

- مولانا سید ربانی ثقافی ازہری
- مفتی سالم ظفر ثقافی
- مفتی بلال احمد ثقافی کشمیر
- مولانا بشارت حسین ثقافی جموکشمیر۔
- مولانا جمشید عالم نوری بانکا بہار
- مولانا سالک بھاگلپوری صاحب بھاگلپور بہار

عقد نکاح: ۱۰/ اپریل ۲۰۰۸ء میں رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوئے اور قاضی نکاح غالباً حضرت قاری منصور علیہ الرحمہ رہے۔

اولاد امجاد: آپ سے کل پانچ اولادیں ہیں، تین بیٹے اور دو بیٹیاں اور سب بحمدہ تعالیٰ دین و مسلک کے تربیت یافتہ ہیں۔

اولادِ امجاد کی تعلیمی لیاقت:

بڑا بیٹا اور بڑی بیٹی محمد ثاقب شہاب اور زہرہ شہاب دونوں حافظِ قرآن ہوئے، وہ کہاوت ہے نا کہ

مچھلی کے بچے کو تیرنا نہیں سکھایا جاتا

محمد ثاقب شہاب اپنے پدرِ بزرگوار کے عکس جمیل اور کافی ذہین و فطین ہیں، فقط دس سال کی عمر میں انھوں نے حفظ قرآن مکمل کر لیا، جبکہ آپ کی دختر نیک طینت عزیزہ زہرا شہاب نے محض نو سال کی نوعمری میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کر لی۔

سینکڑوں علماءِ کبار کی موجودگی تھی، مدرسہ رضویہ راجا بازار بوکارو تھرمل جھارکھنڈ کا جلسۂ علم و فضل تھا جب ۱۵/ فروری ۲۰۲۵ء کو ان دونوں کے سر پر دستارِ حفظ و رداء رکھی گئی فلک الحمد یا اللہ !!

یوں ہی دیگر اولادیں بھی دینی و عصری علوم کی تحصیل میں پیہم منہمک ہیں، رب سے خیر کی امید ہے، اللہ رب العزت ان بچوں کو دین متین کا سپاہی بنائے آمین!

بھائی و بہن:

بھائیوں اور بہنوں کی تعداد کل ۱۰/ ہیں، جن میں آٹھ بھائی اور دو بہنیں ہیں، ایک بہن کا انتقال ۲۰۰۵ء میں ہوا اور ایک بھائی محمد شمائل ۲۰۱۲ء میں بھارت کے مشہور صوبہ کرناٹکا، ضلع ہبلی میں انجینئرنگ کورس کے لاسٹ ائیر میں ایک بس حادثے کا شکار ہو کر جاں

بحق ہو گئے، اللہ ان دونوں کو غریقِ رحمت فرمائے آمین!

منجھلا بھائی: محمد سراج الدین شفق دمکاوی جو حافظ، قاری، مولانا، شاعر، جیسی اعلیٰ تعلیمی اسناد سے سرفراز ہوئے، جس نے ہندوستان کی مشہور و مقبول دینی درسگاہ مرکزی دارالقراءت جمشید پور میں رہ کر شعبۂ قراءت میں ایک عرصے تک تدریسی فرائض انجام دیے۔

ایک بہن: پرائمری اسکول میں سرکاری ملازمت کر رہی ہے جبکہ ایک بھائی: محمد صلاح الدین نے ایم اے سی تک کی تعلیم مکمل کی ہے۔

ایک بھائی: محمد امام الدین جو گریجویشن کے بعد بی ایڈ میں مصروف تعلیم ہیں۔

ایک بھائی: محمد راحت انصاری جو فارمیسی کورس کی تکمیل کے بعد

"FAST SHINE NURSING HOME, Burnpur, Asansol"

میں جاب کر رہے ہیں۔

ایک بھائی: محمد ریاست انصاری انجینئرنگ کے لاسٹ ایئر میں ہیں۔

سب سے چھوٹے بھائی حافظ محمد قطب الدین اختر ہیں جن کو سنہ ۲۰۲۵ء میں مدرسہ رضویہ راجا بازار بوکارو تھرمل جھارکھنڈ کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کی تقریب میں حفظ کی دستار و سند سے نوازا گیا۔

تعمیری خدمات:

دار العلوم گلشن اسلام، کٹک اڈیشہ میں درس و تدریس اور خدمات دین کے درمیان اپنے شہر دمکا میں دخترانِ اسلام کی تعلیمی زبوں حالی کو قریب سے محسوس کرتے ہوئے تعلیم و تربیت کے غرض سے ایک مکتب بنام (امہات المومنین اسلامک اسٹڈی سینٹر) کا قیام فرمایا، چار معلمات کو اس پر مامور کیا جہاں صبح و شام دو گھنٹے کی تعلیمات دی

جارہیں تھیں۔ پھر ایک دن علامہ موصوف کو "امہات المومنین اسلامک اسٹڈی سینٹر" جو ایک مکتب تھا اسے ایک ادارے کی شکل دینے کی تمنا ہوئی اور اسے اچھوتے اور نرالے انداز میں چلانے کا سوچا۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم پر "الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی" وجود میں آیا؛ چھیلا پاتھر میں ایک عمارت جو کافی دنوں سے بند پڑی ہوئی تھی اسے کرایے میں لے کر "الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی" کو جدید طرزِ عمل سے آغاز کر دیا گیا۔ سات سالوں سے مذکورہ ادارہ کرایے کی بلڈنگ پر چل رہا تھا، مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کا بے پایاں احسان ہے کہ علامہ موصوف کی انتھک محنتوں سے یہ برکت افزا فن بھی آیا کہ الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کو اپنی ایک دو منزلہ عمارت نصیب ہو گئی جو ابھی زیرِ تعمیر ہے، اس میں چوبیس کمرے، اوپر نیچے دو ہال، ایک آفس، ایک میٹنگ ہال، اسٹور روم، وٹینگ ہال، گارڈ روم، اردگرد نوفٹ کے احاطے چودہ، بیت الخلاء، سات غسل خانے شامل ہیں۔ پہلے منزل کی ڈھلائی مکمل ہو چکی ہے، دوسرے منزلے کی ڈھلائی عن قریب ہے۔

مذکورہ باتوں سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے علامہ موصوف حافظ، قاری، عالم، مفتی، خطیب، شاعر، ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے ناظم ہیں جن کی مثال درِ ناب کی سی ہے کہ نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ ورسولہ آج اس ادارے میں ڈھائی سو بیرونی طالبات تعلیماتِ دینیہ میں منہمک ہیں۔

اللہ ربُّ العزت علامہ موصوف کو سلامت باکرامت رکھے آمین!

❑❑❑

مؤلف کی زبانی تشکرات ارمغانی

دستورِ دین اور نظام شریعت کا اساس دراصل علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسی علم کے وابستگان کو علمائے کرام کہتے ہیں اور اس حقیقت کو دور رس نظر سے دیکھیں تو یہ حتمی طور پر یہ بات واضح ہوگی کہ دین اور نظامِ دین کی بقا کے اسباب و ذرائع علمائے کرام کی جماعت باکرامت ہے، جبکہ آزاد فضا میں مطلق العنان طریقے سے زندگی کی سانسیں ضائع کرنے والوں کا غیر منصفانہ نعرہ ہے کہ مولوی، مولانا سے کیا ہوتا ہے دین کا کام صرف صوفیائے کرام نے کیا ہے۔ بے شک صوفیائے کرام کی تبلیغ کا دین اسلام کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ہے۔ ہمیں ان کی مشقتِ تبلیغ بسر و چشم قبول ہے نیز ان کے قدموں کی خاک ہماری آنکھوں کے سرمہ سے کم نہیں ہے مگر علمائے کرام کی محنتوں کو یکسر نکار دینا ناقابل قبول امر ہے۔ بلکہ انصاف کی آنکھیں کھول کر دیکھیں گے تو حق پسندی کی زبان کچھ یوں لب کشا ہوگی کہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد امت مسلمہ کے بہتیرے گروہ نے مختلف زاویوں سے اپنے اپنے انداز میں دین کا کام کیا ہے اور اس کی خوبیاں دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچایا ہے۔ ان میں سب سے افضل اور کامل ترین گروہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے جنہوں نے الگ الگ نہج سے دین اسلام کی خدمت کی مثلاً۔ خلفائے راشدین، حضرت امیر معاویہ، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری، سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سلطنت یا صوبوں کے حکمران بنے اور اسی منصب کے ذریعے خدمتِ اسلام سرانجام دی۔ دوسری طرف حضرت ابو عبیدہ بن جراح، سعد بن ابی وقاص، عمرو بن العاص، خالد بن ولید، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم لشکروں کے سپہ سالار تھے اور اس انداز میں اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ تیسری جہت میں سیدنا ابو ہریرہ، ام المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ، ابو سعید خدری، عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے اُمّت تک احادیثِ نبوی پہنچا کر دین کی خدمت کی۔ اسی طرح سیدنا صدیقِ اکبر، عثمان غنی، عبد الرحمٰن بن عوف، طلحہ و زبیر و ابو طلحہ رضی اللہ عنہم نے اپنے مال کے ذریعے اسلام کی زبردست معاونت کی۔ امّتِ مسلمہ میں عبادت کا عملی نمونہ دکھانے کے لئے ابو عبیدہ بن الجراح، ابو ذر غفاری، ابو الدرداء، تمیم داری، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کے نام معروف ہیں۔ فہمِ قرآن اور تعلیمِ قرآن کے عظیم فریضہ کی ذمہ داری پوری کرنے میں خلفائے راشدین، ابی ابن کعب، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے نام بہت نمایاں ہیں۔

الغرض اسلام کے ماننے والوں کے مختلف طبقات میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے طرز و طریق سے دین کا کام کیا اور پیغام اسلام دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا جس کے لیے سب کا کردار اپنے اپنے اعتبار سے نمایاں ہے۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد تابعین تبع تابعین ائمۂ مجتہدین کا دور آیا اور تب سے لے کر اب تک ایک سے ایک مفسر، محدث، متکلّم، فقیہ، مبلغ اور مسلم حکمران آئے جنھوں نے دین کا کام احسن انداز میں کیا مگر اس مہتم بالشان امر کو صرف اور صرف صوفیا کی طرف منسوب کرنا کسی طور سے مناسب نہیں ہے۔ پھر جن طبقات کا ذکر کیا گیا ان میں بھی تو سب کے سب علماء تھے۔ بغیر شرعی علوم کے کوئی بھی صوفی خود اپنی حفاظت میں کوتاہ قد ہے تو چہ جائیکہ وہ دین اور قوم کی حفاظت کرے۔

آپ کے دست مطالعہ میں ابھی جو کتاب ہے اس میں جس شخصیت کی زندگی کے پرکشش گوشے ضبطِ تحریر میں آئے ہیں اگر ان کی شخصیت بطور تمثیل لی جائے تو متذکرہ کتاب "چاند سا انسان" کے بالاستیعاب مطالعہ سے انکشاف ہو گا کہ حضور شیخ المسلمین تصوف

مزاج، تقویٰ شعار اور مرد خدا شناس ہونے کے ساتھ ساتھ باصلاحیت، قابل اور زیرک عالم دین تھے۔ ان کی تقریر، تحریر اور تبلیغ سے ہمیشہ علم کی خوشبوئیں محسوس کی جاتی رہی ہیں۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے طور وطریقہ، طرز وروش اور گفتار و کردار سے فیضانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے گوہر لٹائے اس سے کہیں زیادہ آپ نے اپنے جداعظم رسول معظم کے فیضانِ علمی کے موتی بکھیرے ہیں۔ آپ کے رشحات قلم سے بکھر کر علم وفضل کے جو موتی حروف والفاظ میں پرو دیے، وہ سات کتابوں پر مشتمل خوبصورت اور دیدہ زیب تصنیفات ہیں جو آپ کی شان مہارت علمی کی عکاس ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ کو بہت سے محاسن کا خوگر بنایا تھا۔ مذکورہ بالا ستودہ صفات کمالات کے علاوہ آپ کی زندگی میں دیگر اور بھی بہت سے اوصاف حمیدہ ہیں مگر ان سب میں سے آپ کی ذات بابرکات پر تواضع وانکسار کا غلبہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے جب تک آپ کے دست معرفت پرست پر بیعت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا تب تک آپ کی عاجزی اور انکساری کی کہانی دوسروں کی زبانی سنا کرتا تھا مگر جب آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر بچشم خود آپ کی تواضع کا مطالعہ کیا تو ان سارے مسموعہ کلمات سے بھی آپ کو اعلیٰ پایا پھر دل میں یہ شوق مچلنے لگا کہ آج کل پیروں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کی جھوٹی حکایات سے آلودہ کرامات کو خود اپنی خواہشات پر لکھواتے ہیں تو میں اپنے پیر کامل کے حوالے سے سچے واقعات پر مبنی کرامات کیوں نہ زیبِ قرطاس کروں،

مناسب موقع کے انتظار میں تھا کہ ایک روز آسنسول سے قریب پانڈیشور نامی قصبہ سے متّصل نیو کیندا کے ایک پروگرام میں شرکت کا شرف حاصل ہوا، پروگرام سے پہلے مولانا ناطق بھاگلپوری کے گھر چائے نوشی کا اہتمام تھا وہاں حضور شیخ المسلمین صاحب کے ساتھ مقیم بھائی، ناطق بھاگلپوری اور قاری غلام محمد صاحب کے علاوہ میں بھی موجود تھا۔ میں نے

حضور شیخ المسلمین سے کہا کہ حضور اک بات پوچھنا تھی آپ نے کہا کہ جی پوچھیں پھر میں عرض گزار ہوا کہ حضور میں آپ کی زندگی کے چند خوشگوار لمحات کو صفحۂ قرطاس پر مرقوم کرنا چاہتا ہوں آپ اجازت مرحمت فرمائیں، مجھے خیال تھا کہ میری اس پیشکش پر حضرت بہت خوش ہوں گے اور مجھے اجازت دے کر دعاؤں سے نوازیں گے مگر ایسا نہیں ہوا حضور شیخ المسلمین نے مجھے صاف صاف منع فرمادیا اور کہا کہ کیوں آپ ان سب فضول باتوں میں رہتے ہیں ناشتہ کریں اور کوئی دوسری بات کریں۔ یوں لگا کہ جیسے یک لخت میرے ارمانوں کا جنازہ نکل گیا تمام خوشیاں خاک آلودہ ہوگئیں۔ طبیعت اصرار پر آمادہ ہو رہی تھی مگر احساس ادب نے جنبشِ لب پر انگلی رکھ دی اور کہا کہ خبردار یہ بارگاہِ شیخ المسلمین ہے سوچ سمجھ کر زبان کھولنا تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد دل نے بالآخر ارادہ ملتوی کرنے کو ترجیح دیا۔

مذکورہ بالا مکالمات کی وقوع پذیری کے کئی سال بعد جب حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہوا اس کے ٹھیک دو سال بعد شہزادۂ حضور شیخ المسلمین حضرت علامہ و مولانا مفتی سید شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ نے ایک ملاقات پر مجھ سے کہا کہ آپ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کی سوانح پر کتاب لکھنے والے تھے اس کا کیا ہوا، میں نے جواب دیا کہ ہاں میں لکھنے کا خواہشمند تھا مگر حضور شیخ المسلمین نے منع فرمادیا تو ارادہ ہی ملتوی کر دیا پھر حضور شاہد میاں نے فرمایا کہ ان کا اپنی زندگی سے متعلق کتاب لکھنے سے منع کرنا یہ ان کا ظرف، تواضع اور انکسار کے پہلو کو ظاہر کرتا ہے اب آپ کو میں اجازت دیتا ہوں آپ لکھیں۔ حضور سید شاہد میاں کے پاس میں نے ہاں تو کہہ دیا مگر قاری غلام محمد نور رحمانی صاحب سے کہا کہ میں حضور شیخ المسلمین کی زندگی ہی میں لکھنا چاہ رہا تھا چونکہ ان کے حوالے سے بہت سارے مواد ان سے خود لے سکتا تھا مگر اب وہ پردہ کر گئے ہیں تو مواد کہاں سے حاصل ہوں گے اور پھر بغیر مواد کے اتنا بڑا کام کیسے ممکن ہوگا تب انہوں نے

میرے بازوؤں کو تھام کر مجھے حوصلہ دیا اور کہا کہ آپ لکھنا شروع کریں مواد دستیاب ہو جائیں گے۔ اس گفت و شنید کے چند ماہ بعد مجھے قاری غلام محمد صاحب نور رحمانی نے ایک تحریر بھیجی تھی جس میں حضور شیخ المسلمین کے دست بابرکت سے کچھ یادگار چیزیں مرقوم تھیں۔ مثلاً: حضور شیخ المسلمین کی تاریخ پیدائش، جائے پیدائش، ابتدائی تعلیم، تاریخ فراغت، سن نکاح اور شجرۂ نسب وغیرہ، دیکھتے ہی خوشی سے میں مچل اُٹھا فوراً قاری غلام محمد کو کال کیا اور ان سے کہا کہ اب آپ حضور سید شاہد میاں سے کہہ دیں کہ کام ہو جائے گا اتنی معلومات میرے لیے کافی ہے۔ مجھے احساس ہوا کہ آج سے چند سال قبل میں نے حضور شیخ المسلمین سے ان کی حیات پر کتاب لکھنے کی اجازت مانگی تھی اجازت نہیں دی مگر شاید مستقبل میں ضرورت پڑے گی اس لیے میری خاطر یہ ذخیرۂ معلومات مرقوم کرکے اپنے ڈسک پر رکھ چھوڑے تھے۔ میں نے ان مرقوم شدہ مواد کو اپنی تحریر کا بیساکھی بنا کر قلم اٹھایا اور لکھنے کا آغاز کیا رفتہ رفتہ وقت گزرتا گیا حوصلوں میں جان آتی گئی۔ مختلف اضلاع سے حضور شیخ المسلمین کے مریدین و متوسلین مجھ سے رابطہ کرنے لگے اور مواد پیش کرنے لگے۔ اور جن جن حضرات نے حضور شیخ المسلمین کے ساتھ وقت گزارا ہے، خدمتیں کی ہیں اور سفر و حضر میں ساتھ ساتھ رہے ہیں ان سے میں نے از خود رابطہ کیا اور چمنستان حیات شیخ المسلمین سے مختلف لمحات کے پھولوں کا انتخاب کر کے کتاب کی صورت میں ایک خوبصورت گلدستہ تیار کر لیا۔ آج آپ کے ہاتھ میں جو کتاب ہے اس کی تزئین و ترتیب اور تحریر سے پیشتر مختلف الجہات مواد کے ذخائر نے جس حوصلہ بخشی کا سامان مہیا کیا ہے وہ ناقابل زبان و بیان ہے۔ یکے بعد دیگرے ہر مضمون کو لکھتا گیا کتابی سفر آسان ہوتا گیا۔ اسے میں اپنا کمال تصور کروں یا فیضانِ حضور شیخ المسلمین کی تعبیر بتاؤں،

مزاجِ عشق کہتا ہے کہ یقیناً یہ فیضانِ حضور شیخ المسلمین ہے اگر میرے پیر شیخ کامل

حضور شیخ المسلمین کا فیضان نہ ہوتا تو پوری کتاب لکھنا تو بعید از قیاس ہے ایک جملہ بھی قلم خویش کی حدِ امکان سے باہر تھا مگر حضور شیخ المسلمین کے دست فیوض و برکات نے پیٹھ تھپتھپائی، ان کی محبت باکرامت نے سہارا دیا اور میں لکھتا رہا کبھی کبھی سرعت تحریر سے ایسا تصور ہوتا تھا کہ حضور شیخ المسلمین فضلِ خداوندی اور رحمت مصطفوی کا اشارہ بن کر مجھے املا کرانے پر مامور ہیں اور میں املا نویسی پر کاربند ہوں۔ مصروفیات کی ہزار الجھنوں کے باوجود آج یہ کتاب بنام اسم تاریخی "انقلاب شیخ المسلمین المعروف باسم جلی چاند سا انسان" منصہ شہود پر ہے، فلک الحمد یا اللہ !!

مگر آج جب اپنی اس کاوشِ تالیف کے آخری مرحلے پر اظہار تشکر کے خیال سے نشیب و فراز کے منظر نامہ پر نظر ڈالتا ہوں تو بہت سے محبت بھرے چہرے سامنے آتے ہیں جن کی نیک دعاؤں، کامیاب تمناؤں، لازوال آرزوؤں، اور بے مثال کاوشوں نے تعاون کا لباس پہن کر اخلاقی فریضہ کی ادائیگی اس انداز میں کی ہے کہ شرافت اور رفاقت کی علامات طشت از بام ہیں۔

میں یہاں سب کی خدمت میں یکے بعد دیگرے ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں:

❖ نبیرۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ امام الکشف، شہزادۂ حضور شیخ المسلمین حضرت العلام علامہ و مولانا مفتی سید الشاہ محمد شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ صاحب سجادہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار الھند کی خدمت میں جنہوں نے میرے اوباش قلم کا رُخ موڑ کر خیر کی طرف مائل کیا اور حضور شیخ المسلمین جیسی بے مثال شخصیت کی سوانح عمری لکھنے کا فریضہ سونپا اور قدم قدم پر مفید معلومات سے نوازا۔ آج یہ کتاب انہیں کی اثر انگیز توجہ دہانی کا نتیجہ ہے۔

❖ محبوب شیخ المسلمین، شاعرِ ہر دل عزیز میرے رفیق دوست محترم قاری غلام محمد نور

رحمانی صاحب کی خدمت میں جنھوں نے کتابت سے طباعت تک احوال پرسی کی، مفید مشوروں سے نوازااور ہمہ وقت حوصلہ بخش جملے بخشتے رہے۔

❖ شہزادگان شیخ المسلمین سید قیصر رضا قادری رحمانی، سید شہباز رضا قادری رحمانی، سید فرخ نظامی رحمانی، سید افسر عظیمی، سید عمران قادری رحمانی، مولانا قطب الدین نظامی، مولانا ظفیر الدین مصباحی، ڈاکٹر ابرار قادری رحمانی، مولانا خسر الدین، و مع دیگر محبان و مریدین و معتقدین، بالتخصیص حضرت مولانا نہال احمد قادری صاحب، قاری کاظم صاحب، حضرت حافظ علیم الدین صاحب، حافظ نصر اللہ خادم حضور تاج المسلمین، حضرت مولانا فاروق مصباحی کیری، مولانا رقیب کیری، مولانا اشرف رحمانی دمکا و محترم ہیرا رحمانی کی خدمات میں جنھوں نے اپنی نیک دعاؤں میں اس کتاب کی تعمیری تکمیل کو شامل رکھا۔

❖ صاحب زبان و بیان، واقف رموزِ نثر، شہنشاہِ مہارتِ تراکیب، سلطان التحریر حضرت علامہ و مولانا مفتی عرفان احمد کاوش منظوری صاحب قبلہ سابق استاذ جامعہ فیض العلوم و خطیب فاروقی مسجد شاستری نگر ٹاٹا جمشید پور کی خدمت میں جنھوں میرے اس مختصر سے رقعہ کو کامیاب دستاویز بنانے میں قدم در قدم ساتھ دیا، الفاظ کی ترکیب کو مزید حسن اور نثر سیال کا رنگ و روغن عطا کرنے میں رات رات بھر جاگ کر رفاقتِ جد و جہد کا پاس رکھا۔ حتیٰ کہ میری نگارشات تالیف و تصنیف کی ہر لکیر کی درستی پر ان کی چشمِ نقاد اور طبع و قاد کا بہت اہم رول ہے اللہ رب انہیں سلامت باکرامت رکھے۔

❖ ادیبِ لبیب حضرت علامہ و مولانا محمد سلطان محمود چشتی صاحب تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی (پاکستان)، حضرت علامہ مولانا مفتی مجاہد حسین الہ آبادی الہ آباد

یوپی، حضرت علامہ و مولانا محمد شہید الرحمان مصباحی دمکا جھارکھنڈ، حضرت علامہ شہادت حسین مصباحی دھام نگر اڑیسہ۔ ادیب ربانی حضرت علامہ ڈاکٹر منصور فریدی صاحب گیا بہار، حضرت علامہ طفیل احمد مصباحی صاحب بانکا بہار، نقیب اعظم حضرت علامہ حلیم حاذق صاحب قبلہ کلکتوی، ادیب شہیر متکلّم بے نظیر علامہ ڈاکٹر حسن رضا اطہر بوکاروی صاحب بوکارو جھارکھنڈ، حضرت علامہ امیر خسرو نعمانی صاحب ناظمِ اعلیٰ مدرسہ رضائے مصطفیٰ چیروڈیہ دمکا کی خدمات میں جنہوں نے اس کتاب پر اپنے گراں قدر تاثرات تحریر فرمائے۔

❖ شاعرِ جدت طراز مبصر بے نظیر برادر صغیر محترم مولانا حافظ و قاری شفق دمکاوی صاحب مہتمم الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی و محبوب العلماء حضرت علامہ و مولانا عبد اللہ جامعی صاحب صدرِ اعلیٰ الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی و امام مسجد جرواڈیہ دمکا، جھارکھنڈ کی خدمات میں جنہوں نے میری کاوش کو سراہا میرا موقع بہ موقع ساتھ دیا اور مجھے الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کی مصروفیات سے دور رکھ کر کتاب لکھنے کا بھرپور وقت فراہم کیا۔

❖ حضرت مولانا جبیر الدین سمنانی صاحب کی خدمت میں جو میرے بڑے مخلص معاون اور کرم فرما ہیں۔

❖ حضرت حافظ و قاری محمد ارشد علی صاحب کی خدمت میں جو میرے چھوٹے پچا ہیں مگر اولاد کی طرح پیار دیتے ہیں۔

❖ حضرت مولانا قاری انعام الرب صاحب رام گڑھ جھارکھنڈ اور حضرت مولانا احمد رضا مصباحی صاحب گڈا جھارکھنڈ کی خدمت میں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تزئین میں خاطر خواہ دلچسپی سے کام لیا۔

❖ اخیر میں بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنی اس کاوش میں شامل نہ کروں ان افراد کو جو ابھی طفولیت کی سرحد سے بڑے ہونے کا انتظار کرنے کے باوجود میری چھوٹی چھوٹی ضرورتیں پوری کر کے اپنی عمر سے بڑا کام کر رہے ہوں۔ محترم حافظ محمد بہار الدین سلمہ، حافظ محمد تاج الدین سلمہ، حافظ محمد قطب الدین سلمہ، حافظ محمد ثاقب شہاب سلمہ، عزیزم محاسب شہاب عرف غلام صمدانی سلمہ، عزیزم راغب سراج سلمہ، عزیزم محمد رضا سلمہ، عزیزم شارب سراج سلمہ اور عزیز البیت محمد مشارب شہاب سلمہ اللہ ان تمام بچوں کو علم دینی و دنیوی سے آراستہ فرمائے۔

❖ نیز میری مصروفیات کے ایام میں کبھی مجھے اکیلا نہ چھوڑنے والی میری دو بیٹیاں عزیزہ حافظہ زہرا شہاب اور عزیزہ طاہرہ شہاب ہیں جنہوں میری ضرورتوں کا خیال رکھا اور جب جب ضرورت پڑی پانی اور چائے پیش کرتی رہیں۔ اللہ دونوں کو شاد و آباد رکھے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

❑❑❑

منظومات

عارض خیر البشر

بزم نبی پاک میں شرکت اگر کریں
لازم ہے پہلے طرز ادب پر نظر کریں

وقت قضا حضور پہ پڑھ کر درود پاک
فرحت سے باغ خلد کی جانب سفر کریں

جب حسنِ یوسفی کے کہیں تذکرے سنیں
ذکرِ جمالِ عارضِ خیر البشر کریں

مولیٰ علی کے واسطے سورج کو پھیر دیں
انگلی کے اک اشارے سے ٹکڑے قمر کریں

تحویل قبلہ کیا ہے ! رضامندی آپ کی
جس سمت آپ چاہتے ہیں رخ ادھر کریں

مل جائے گا نجات کا پروانہ آپ کو
پہلے در حضور پہ خم اپنا سر کریں

فرما کے آپ چشم کرم اس طرف حضور
مجھ جیسا اک حقیر کو بھی معتبر کریں

'آقا! شفقؔ ہے یاد مدینہ میں مضطرب'
اے زائرینِ طیبہ انھیں یوں خبر کریں

از قلم: محمد سراج الدین شفقؔ دمکاوی

مسرور ہے

خوئے کیف انگیز زاد نور ہے مسرور ہے
کائنات عشق میں مشہور ہے مسرور ہے
کیف و کم کے لب کو جنبش کی اجازت ہی نہیں
جود کی دولہن عدیل حور ہے مسرور ہے
آرزوئے من جگر کا قصد منشائے دروں
آپ کی یادوں سے دل مخمور ہے مسرور ہے
لہجۂ گفتار تیرا شادمانی کی بہار
گو کہ عاشق آپ کا مسحور ہے مسرور ہے
آپ کا حسن تبسم آپ کی خندہ لبی
مشعلِ راہ شبِ دیجور ہے مسرور ہے
گیسوئے عشق تصلب کی شگفتہ مانگ میں
آپ کی یادوں کا جو سندور ہے مسرور ہے
دور ہے کیری سے اسلوب جہالت کی روش
زور آور یوں ترا دستور ہے مسرور ہے
حضرت حسنین کا جو شخص ہے دامن بکف
وہ سریر بخت پر مغرور ہے مسرور ہے
جانشین عبد رحماں کے گل خوش خلق سے
شیشۂ قصر تکبر چور ہے مسرور ہے
اے شہاب الدین میرے پیر کے فیضان سے
لہجۂ شعر و سخن مبرور ہے مسرور ہے

از قلم: علامہ محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری

فیض مرشد کی فقط خیرات ہے

مرجع عشق و وفا اک ذات ہے، کیا بات ہے
حضرت حسنین کی کیا بات ہے کیا بات ہے

صحن قرطاس سخن پر قص فرما ہے قلم
وجد میں الفاظ کی بہتات ہے کیا بات ہے

صاف گو خوش طبع، پاکیز نفس، سادہ مزاج
خو کا ہر پہلو نمونہ جات ہے کیا بات ہے

گل بداماں صبح تیری شام تیری گل فشاں
زیست مائل سوئے تسبیحات ہے کیا بات ہے

اذن لب، عارض، جبیں، گیسو، نگین، پلکیں، زباں
جسم پر یوں عضو ترجیحات ہے کیا بات ہے

تیری گلیاں، شہر تیرا تیرا گھر، کوچہ ترا
فیض و احساں، لطف کی بارات ہے کیا بات ہے

تیری بوئے خُو سے خوشبو دار ہے قرطاس فن
حسن خط پر ضوء انعامات ہے کیا بات ہے

نطق، گویائی، طلاقت، گفت گو حسنین کی
فرح افزا رمز ارشادات ہے کیا بات ہے

قوت فکر و نظر اپنی ثقافی کچھ نہیں
فیض مرشد کی فقط خیرات ہے کیا بات ہے

از قلم: علامہ محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری

غرور کہکشاں

شبنمی ہے صبح، رنگیں شام ہے آرام ہے
تجھ سے ہر غم بر سر نیلام ہے آرام ہے
آپ کی یادیں رگ دل کے لئے سنگیت ہیں
ان مدھر گیتوں میں اک کہرام بے آرام ہے
کیف آور ذات تیری، بات تیری دلنشیں
روح پرور طرّۂ ایام ہے آرام ہے
بن گئی کیری کی دھرتی فرحتوں کا پاسباں
پارہ پارہ جرگہ آلام بے آرام ہے
جستجو کی آخری منزل ترا دار القرار
خاک در بہر جنوں احرام ہے آرام ہے
ہوش ترشی کی اڑا دیں گی مری مدہوشیاں
بادہ کش ہے شیخ ہیں اور جام ہے آرام ہے
توڑ سکتے ہیں غرور کہکشاں تیرے طفیل
قوت بازو میں استحکام ہے آرام ہے
نزع کی سانسیں ابھی ہیں مائل خندہ لبی
خشک ہونٹوں پر تمہارا نام ہے آرام ہے
نسبت سادات کر دیتی ہے ذرے کو گہر
کیا مبارکؔ تمغۂ انعام ہے! آرام ہے

از قلم: الحاج مبارک حسین مبارک

چاند سا انسان

اللہ تعالیٰ کا کرم چاند سا انسان
ہے فیض شہنشاہ امم چاند سا انسان

کافور کرے رنج و الم چاند سا انسان
لہرائے شفاؤں کا علم چاند سا انسان

اۓ مہر و مہ چرخ خبر ہے کہ نہیں ہے
ہیں کیری میں دیکھے ہوئے ہم چاند سا انسان

معراج تصوف کی ہے اک میم کا صدقہ
اک جیم کا ہے فیض اتم چاند سا انسان

ہر نقطۂ مکتوب میں حدت ہے بلا کی
پتھر سا جگر کرتا ہے نم چاند سا انسان

ہوتی ہے اگر مرشد کامل کی توجہ
قرطاس پہ ہوتا ہے رقم چاند سا انسان

کیا خوب ہر اک لفظ پہ ہے رنگ شہابی
یہ ولولۂ جوش قلم چاند سا انسان

حسنین کو حسنین نے حسنین بنایا
پھر کیوں نہ ہو مہمان ارم چاند سا انسان

شاہد سے شہاب آپ کا مضبوط ہے رشتہ
ہے آپ سے انسان میں ضم چاند سا انسان

الفاظ کی بندش بھی معانی کی روش بھی
ہے رمز و کنایہ کا بھرم چاند سا انسان

ائے کاش مبارکؔ بھی کسی روز چلا جائے
ہاتھوں میں لئے سوئے حرم چاند سا انسان

از قلم: الحاج مبارک حسین مبارک

❑❑❑

عنوان تجلی

ہے سر بفلک ایک قمر چاند سا انسان
اخلاص کی توجیہ ظفر چاند سا انسان
ہر خط نگارش پہ کرے رشک تناسب
ہے کس کی دعاؤں کا اثر چاند سا انسان
ہر لفظ میں دانائی کا عنوان درخشاں
زر تار ثمردار شجر چاند سا انسان
تالیفِ تلطّف کی عبارت سے خمیدہ
ہے ولولۂ چشمِ گہر چاند سا انسان
معراج تصوف کے چمن کا گلِ رعنا
تقسیم کرے بوئے سحر چاند سا انسان
رندانِ درِ میکدہ رقصیدنِ بسمل
مائل بہ تموُّج ہے ہنر چاند سا انسان
میں معتقدِ جادۂ خورشید رہوں کیوں
عنوانِ تجلی ہے اِدھر چاند سا انسان
مرشد نے "شہاب" ایسی عطاؤں سے نوازا
ہے باعثِ ترجیح یہ زر چاند سا انسان

از قلم: علامہ محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری

یہ کتاب عشق ہوگی باریاب
ہو رہا ہے اب طلوع ماہتاب

(محمد شہاب الدین ثقافی)

آغازِ طلوع

چاند سا انسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمین و العاقبة للمتقین و الصلاة و السلام علی سید المرسلین و علی اله و صحبه و ابنه شیخ المسلمین.

امام الکشف و شیخ المسلمین یہ وہ الفاظ ہیں جن کی ادائیگی کے ساتھ ہی ذہن بہار کی سرزمین ضلع بانکا بھاگلپور میں واقع محلہ کیری کی طرف جاتا ہے جہاں ایک بزرگ صفت مرد قلندر رہا کرتے تھے ایک ایسے مرد قلندر جن کا سراپا وجود عشقِ سرمدی کا احساس دلاتا ہے جن کے قدموں کی چاپ نقش پائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب کرتی ہے گفتگو میں وقار لہجے میں متانت و سنجیدگی اور میدانِ قصد و ارادہ کی عزیمتِ شان ممتاز طریقے سے آپ میں جھلکتی ہے حضور امام الکشف، شیخ المسلمین سید حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان آج نگاہوں سے اوجھل ہیں مگر درونِ قلب کے احساسات سے ایسا لگتا ہے کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے حضور شیخ المسلمین ہمارے ساتھ ہیں بہار و جھارکھنڈ میں بے شمار ایسے لوگ ہیں جن کی آنکھیں حضور شیخ المسلمین کی مفارقت کی وجہ سے اشکبار ہیں مگر پھر بھی مطمئن ہیں کہ ان کی یادیں نہاں خانۂ قلب میں پنہاں ہیں حضور شیخ المسلمین نے اپنے کردار و گفتار طور و طریقہ، اسلوب و آہنگ اور مزاجِ رعنا سے الفت و محبت، وارفتگی و خودسپردگی، اور عشق و وفا

کا ایسا جام پلایا کہ علاقے کا علاقہ دیوانہ وار ان کی عقیدت کے زیرِ نگیں ہوتا چلا گیا۔

وقت، مدت اور زمانہ کے اعتبار سے خانقاہ کی تاریخ بہت قدیم نہیں ہے مگر سوداگرانی فضاؤں سے مسلکی خوشبو اور امامِ عشق و محبت کا مشربی رنگ لے کر آنے والے مرد درویش، آفتاب تصوف گلِ گلزارِ فاطمیت حضور مخدومِ عالم پناہ سید الشاہ عبد الرحمن البیتھوی جب تقویٰ شعاری اور مذہبی و ملی خدمات کی نعمتیں لے کر کیری شریف تشریف ارزاں ہوئے تو پورے علاقے کو محورِ فیض و نور بنا دیا۔ دیکھتے دیکھتے یہ چھوٹا سا محلہ ایک بڑی سی آبادی کی دھڑکن بن گیا۔ اس چھوٹے سے بے رنگ و نور محلے میں نورٌ علی نور کا نورانی فرزند حضور مخدومِ عالم پناہ سید الشاہ عبد الرحمن البیتھوی تشریف لائے اور اپنے فضل و عمل کے حسین جوہر سے ایسی فضا بنائی کہ ہر طرف فاطمی خوشبوؤں کا فیضان محسوس کیا جانے لگا جب تک حضور مخدومِ عالم پناہ نگاہِ ظاہر سے چلتے پھرتے ہوئے دیکھے جا سکتے تھے تب تک اس خانقاہ کو ضلعی سطح پر جانا جاتا رہا اور ہر خاص و عام کے لئے گہوارۂ عشق و عرفان بنا رہا لیکن جب اس علاقے میں شہزادۂ مخدومِ عالم پناہ حضور شیخ المسلمین کی ذاتِ بابرکات کا ورودِ مسعود ہوا تو فاطمی برکات کی ایسی بادِ بہاری چلی کہ بہار و جھارکھنڈ کا چپہ چپہ فیضانِ پنجتن سے مالا مال ہو اٹھا۔ حسنین کریمین کے فیوض و عنایات اور کرامات و کمالات کی ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ بہار و جھارکھنڈ کی سنگلاخ وادیاں لالہ زار ہو گئیں۔ شاید اسی لئے حضور مخدومِ عالم پناہ نے حضور شیخ المسلمین کا نام حسنین رضا رکھا۔

اس علاقے کو گلِ باغاتِ فاطمی کی خوشبوؤں سے معطر کرنے اور تجلیات حسنین کریمین سے منور و تابندہ کرنے کا خیال شہزادگانِ امام زین العابدین رضی اللہ عنہم میں بہت پہلے ہی آ چکا تھا۔

چنانچہ حضور مخدومِ عالم پناہ کے نانا جان سید شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین، متوسلین اور معتقدین کا حلقہ بہار و جھار کھنڈ کے مختلف اطراف واکناف میں گستر د تھا۔ سید شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال تک جھرنا پہاڑ (جو ضلع بانکا میں سمکھیہ موڑ سے بلھر جانے والی شاہراہ پر پانچ کیلو میٹر کی دوری پر واقع ہے) میں رہے آپ مذکورہ پہاڑ سے اس قدر مانوس ہو چکے تھے کہ اس پہاڑ سے ایک لمحے کی علیحدگی بھی گراں بار تھی۔ البتہ ایک مخلص مرید جو (سون برسا تھانہ ضلع آرا کے رہنے والے تھے) بضد ہو کر آپ کو اپنے ہمراہ لے جانے لگے۔ آپ اپنے مریدین کو بہت عزیز رکھتے تھے اور ان کی دل آسائی کا ہر طرح سامان کرتے، اس لئے خواہی نخواہی ان کی معیت میں بیتھو شریف روانہ ہو گئے۔ روانگی کے وقت اپنے مخلص مرید سے فرمایا کہ تم مجھے لے جا رہے ہو مگر کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اور اس طرح بیتھو شریف پہنچنے کے بعد ۲۵ صفر المظفر سن ۱۳۲۴ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔ حضور مخدومِ عالم پناہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کا وصال ہوا تو اٹھارہ گھنٹے تک کسی کو محسوس ہی نہیں ہوا کہ آپ قضائے حقیقی سے جا ملے ہیں۔ کیونکہ آپ کی حرکتِ قلب مفقود ہی نہیں ہوئی تھی۔ روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے باوجود آپ کی حرکتِ قلب بدستور جاری تھی۔ اٹھارہ گھنٹے کے بعد جب قلب کی حرکت بند ہوئی اور جسم کی حرارت سرد پڑ گئی تب احباب کو معلوم ہوا کہ آپ نے قضائے الٰہی سے ملاقات کر لی ہے۔

حضور سید عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کا جھرنا پہاڑ کو خود کے روحانی فیضان سے محروم نہ کرنے کا خیال اور جھرنا پہاڑ کی جدائی پر آمادہ نہ ہونے کی ضد اس بات کا غماز ہے کہ آپ اس علاقے کی بنجر زمین پر نخلِ سادات کا بیج بو کر فاطمی فیضان کی فصلوں سے بہار و جھار کھنڈ کی بے بہرہ فضاؤں کو گلزار کرنا چاہتے تھے۔ حضور سید عبد الحق علیہ

الرحمہ نے جو خواب دیکھا تھا اس کی حسین تعبیر حضور مخدومِ عالم پناہ کے آستانہ اور حضور شیخ المسلمین، امام الکشف کے روضہ کی صورت میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حضور شیخ المسلمین کی ولادت اور جائے ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹/ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ بمطابق ۱۵/ اپریل ۱۹۵۳ء بروزِ پنج شنبہ صوبۂ بہار کے ضلع گیا سے ۵/ کلو میٹر دور سادات کرام کی مشہور آبادی بیتھو شریف جو گیا سے پٹنہ جانے والی شاہراہ پر قائم ہے اسی محلے میں واقع والد ماجد سید عبد الرحمن البیتھوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خوبصورت کاشانے میں ہوئی۔

حضور شیخ المسلمین کا اسم شریف

حضور مخدومِ عالم پناہ کے کاشانۂ فیض و عطا میں آپ کی ولادت باسعادت کے بعد آپ کا نام آپ کے والدِ گرامی سید عبد الرحمن البیتھوی علیہ الرحمۃ نے محمد حسنین رضا رکھا۔ اور یہی نام متعارف ہوا۔ بعد میں آپ کی تقویٰ شعاری، خدا ترسی، سنت شعاری، وفا شناسی اور کشف و کرامت کے کمالات نے آپ کے افقِ شہرت پر چار چاند لگا دیے حتیٰ کہ اربابِ عشق و وفا آپ کو امام الکشف، فخر اکابر، استاذ العلماء، رئیس الاتقیا، خیر الاذکیا، آفتابِ چرخِ تصوف، ماہتابِ معرفت، عارف باللہ اور شیخ المسلمین جیسے عظمت مآب القاب سے یاد کرنے لگے۔

مذکورہ بالا القاب میں سے "امام الکشف" اور "شیخ المسلمین" یہ دونوں القاب اس قدر معروف ہوئے کہ ہر خاص و عام کی زبانِ بیان و ادا پر یہی دو الفاظ و القاب جاری و ساری رہے۔

حضور امام الکشف کا سلسلۂ نسب

والدہ محترمہ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب ۲۸/ واسطوں سے حضور سید غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ جبکہ والدِ بزرگوار سید عبد الرحمن البیتھوی علیہ الرحمہ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب ۲۷/ واسطوں سے بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منتہی ہوتا ہے۔

والدِ گرامی حضور مخدومِ عالم پناہ کا سلسلۂ نسب ۵۱/ واسطوں سے حضرتِ امامِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسلک ہوتا ہے۔ حضرتِ امامِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔ منسوبِ اول سے پانچ صاحبزادے ہیں۔ (۱) حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت علی مرتضیٰ علیہ الرحمہ (۳) حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ (۴) محمد مامون دیباج رحمۃ اللہ علیہ اور (۵) حضرتِ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کے والدِ گرامی کا شجرۂ نسب حضرتِ امامِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوتھے صاحبزادے حضرت مامون دیباج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاری ہوتا ہے اور اکاون واسطوں سے حضرتِ امامِ جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔

حضرت مامون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیباج اس لئے کہتے ہیں کہ آپ اپنے پانچوں برادران میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے اس لئے دیباج کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

حضرت مامون دیباج رضی اللہ عنہ کے تین صاحبزادے تھے (۱) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور (۳) اور حضرت علی

جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور شیخ المسلمین فرماتے ہیں کہ حضرت مامون دیباج کے تیسرے صاحبزادے حضرت علی جعفر سے جو نسل رواں ہوئی اسی سے میرے والد محترم حضور مخدومِ عالم پناہ بھی آتے ہیں۔

حضور شیخ المسلمین کی ابتدائی تعلیم و تربیت

آپ کی ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ کی نگرانی میں ہوئی۔ بیتھو شریف میں آپ کا گھر تعلیم و تربیت کے حوالے سے مرکزی حیثیت کا حامل تھا محلے کی اکثر بچیاں آپ کی والدہ ماجدہ سے قرآن شریف کی تلاوت سیکھنے آپ کے گھر آیا کرتیں آپ کی والدہ ماجدہ قرآن مجید کی تلاوت اور یادداشت میں اتنی باکمال مہارت رکھتی تھیں کہ امورِ خانہ داری کی انجام دہی کے دوران اگر کوئی بچی قرآن غلط پڑھتی تھی تو آپ بیک سماعت دور ہی سے اصلاح فرما دیا کرتی تھیں۔ آپ نے بھی اپنی ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ کی زیرِ نگرانی حاصل کی۔ والدہ ماجدہ نے آپ کی روحانی و جسمانی ہر طرح کی تربیت فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ شروع سے ہی آپ نماز و روزہ اور عبادت و تلاوت سے حد درجہ شغف رکھتے تھے ؏

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

فارسی کی ابتدائی کتابیں آپ نے اپنے والد ماجد حضور مخدومِ عالم پناہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت سید عبد الرحمن البیتھوی علیہ الرحمہ سے حاصل کی سنہ ۱۹۶۴ میں آپ نے مدرسہ خیر المدارس عمرپور میں داخلہ لیا وہاں حضرت مولانا منور علیہ الرحمہ تا حینِ حیات مصروفِ درس و تدریس رہے آپ انہیں سے آگے کی کتابیں پڑھتے رہے۔

حضرت مولانا منور علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال کے بعد مدرسہ نظر بد اور سیاستِ شر کے نذر ہو گیا آپ دل برداشتہ ہوئے تو سنہ ۱۹۶۴ء میں مولانا سراج الدین تھانہ رجون کے ہمراہ کانپور مدرسہ احسن المدارس چلے گئے۔ وہاں مولانا محمد محبوب اشرفی کی وجاہت و سرپرستی کے زیرِ سایہ مصروفِ تعلیم رہے۔ لیکن وہاں کے آزاد تصورات اور بے راہ رو فضاؤں میں جب آپ کو کلفت محسوس ہوئی تو سنہ ۱۹۶۶ء میں آپ نے دارالعلوم حشمت رضا پیلی بھیت میں جاکر داخلہ لیا اور پھر حضرت مولانا مشاہد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ نگرانی آگے کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ جب تعطیل کلاں میں آپ بیتھو شریف آتے تو آپ کے والد ماجد فرماتے کہ کہیں کسی قریب کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرو جب آپ کے والد ماجد نے کئی بار یہی جملہ دہرایا تو آپ عرض گزار ہوئے کہ کہاں جاؤں تو حضور مخدومِ عالم پناہ نے فرمایا کہ بنارس چلے جاؤ وہاں میرے محب گرامی مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ مصنفِ بہارِ شریعت کے شاگرد رہتے ہیں۔

جس دور میں حضور مخدومِ عالم پناہ سید عبد الرحمن البیتھوی علیہ الرحمہ امامِ اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی کے حلقۂ تلمّذ میں شامل تھے اس وقت صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت بھی شرفِ تلمّذ سے معمور ہو رہے تھے۔

تو آپ نے سنہ ۱۹۶۸ء کے اواخر میں الجامعۃ الحمیدیہ مدنپورہ بنارس کا رخ کیا اور سنہ ۱۹۶۸ء سے سنہ ۱۹۷۲ء تک الجامعۃ الحمیدیہ بنارس میں حضور شمس العلماء علامہ شمس الدین احمد جعفری طیاری کی زیرِ نگرانی اکتسابِ علم و فیض کرتے رہے۔

شعبان المعظم سنہ ۱۹۷۲ء میں دستار فضیلت سے قبل ہی رئیس اڑیسہ حضور مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمن اڑیسہ اور علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی علیہ

الرحمہ کے ایما پر آپ بھدوہی ضلع بنارس محلہ اعظم نگر کی مسجد میں امامت اور حضور مجاہد ملت کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ خزینۃ العلم میں درس و تدریس کی خدمت سر انجام دینے لگے ۱۰ شعبان المعظم سنہ ۱۹۷۳ء میں حضور شمس العلماء علامہ شمس الدین احمد جعفری حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ و دیگر اکابرین کے بابرکت ہاتھوں دستار فضیلت کے شرف سے نوازے گئے حضور شمس العلماء کے حکم پر آپ کو برسر اسٹیج پہلے خطاب کا شرف حاصل ہوا آپ کے حسن خطاب اور صواب بیان پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کافی خوش ہوئے حتی کہ منبر پر کھڑے ہو کر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو سراہا اور خوب دعاؤں سے نوازا خود حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انہیں بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل بیکراں سے مجھے نواز دیا۔

حضور شیخ المسلمین کے چند ممتاز رفقائے درس

مدرسہ خیر المدارس عمر پور بانکا میں جب آپ زیرِ تعلیم تھے اس وقت کئی ممتاز علمائے کرام آپ کے رفقائے درس و تربیت رہے ان میں سے چند مخصوص نام جنہیں خامۂ خویش سے آپ نے قلمبند فرمایا وہ یہ ہیں:

مولانا خلیل احمد صاحب عمر پور، مولانا علی حسن صاحب عمر پور، مولانا عبد الباری صاحب سبحان پور کٹوریہ، مولانا عبد الرؤف صاحب سبحان پور کٹوریہ اور حافظ مستقیم صاحب وغیر ہم۔

یوں ہی جب آپ اپنے تعلیمی سفر کو دراز فرماتے ہوئے مدرسہ احسن المدارس کانپور اور الجامعۃ الحمیدیہ بنارس پہنچے تو وہاں بھی کچھ ایسے رفقائے درسیات

رہے جو اس وقت ممتاز اور معتمد علمائے کرام میں شمار کیے جاتے ہیں مثلاً۔ مولانا جہانگیر خان سگرامپور جو مدرسہ احسن المدارس جدید کانپور میں رفیقِ درس رہے اور اسلام آباد چوٹیا بنارس کے مولانا نظام الدین و مولانا تجمل وغیر ہم الجامعۃ الحمیدیہ میں رفیقِ درسیات رہے۔ اِن تمام شخصیات کے علاوہ اک اور شخصیت جن کا ذکر اکثر آپ اپنے رفیقِ خاص کے طور پر کرتے تھے وہ خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند شیخِ طریقت حضرت العلام علامہ و مولانا مفتی شمس الدین صاحب بہرائچی ہیں آپ جب بھی حضور مفتی صاحب قبلہ کا نام لیتے تھے چہرے پر شادابی کی اک عجیب سی لہر ظاہر ہوتی تھی عام طور پر مجلسی گفتگو میں کبھی اگر رفقائے درسیات کا تذکرہ ہوتا تو ان میں حضور مفتی صاحب قبلہ کا ذکر تو جیسے لازمی تھا آپ کا اور مفتی صاحب کا قلبی و روحانی لگاؤ کا اندازہ آپ کی اس تحریر سے صاف طور پر عیاں ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"الجامعۃ الحمیدیہ بنارس کے تمام رفقائے درس میں میرے مخصوص رفیق مولانا مفتی شمس الدین احمد صاحب بہرائچی ہیں میرے ساتھ ان کی معاملہ سنجی نہایت ہی مخلصانہ رہی ہے"

حضور مخدومِ عالم پناہ کا وصال اور ان کی نمازِ جنازہ کی امامت

سنہ ۱۹۷۲ء میں آپ کی فراغت ہوئی فراغت کے چند ماہ قبل سے ہی آپ نے "مدرسہ خزینۃ العلم" میں درس و تدریس کی خدمات سر انجام دینا شروع کر دی تھی۔ اور یہ سلسلہ فراغت کے بعد بھی کئی ماہ تک جاری رہا۔ پھر اک دن اچانک ایک جانکاہ خبر نے روحِ زیست اور نگار خانۂ محبت کو تار تار کر دیا اور احساسِ شفقتِ پدری نے پورے وجود کو ہلا کر رکھ دیا۔ ایک وفادار بیٹے کے لئے باپ کی شفقت کا سایہ اُٹھ

جانا کتنا اذیت ناک ہے یہ ہر ہوش و خرد والے اہل دل پر عیاں ہے چنانچہ ۲۱/ جنوری ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۶/ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ رات ۱/ بج کر ۴۰/ منٹ پر آپ کے والدِ گرامی خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضور مخدومِ عالم پناہ، فضیلۃ الشیخ علامہ مفتی سید الشاہ عبد الرحمن البیتھوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ جس سے بہار و جھار کھنڈ سمیت پورے ملک میں غم واندوہ کا کرب ناک منظر چھا گیا۔ ہر طرف سوگ کا درد انگیز موسم برپا تھا۔ کیا اپنا کیا پرایا سب کے سب غمگین تھے۔ کہا جاتا ہے کہ کیری اور اَطراف کیری کے معتقدین مریدین اور متوسلین تو اس غم سے دو چار تھے ہی مگر حضور مخدومِ عالم پناہ کے اخلاق نے گل و لالہ کے ایسے گلشن سجائے تھے کہ غیر مسلم کی آنکھیں بھی نمناک تھیں۔

چونکہ اس وقت موبائل، ٹیلیفون یا اس قسم کے ذرائع ترسیل و ابلاغ موجود نہیں تھے کہیں کسی کو کوئی خبر موصول ہوتی تو فقط بذریعہ خط۔ جس میں تقریباً ۳ سے ۴ دن کا عرصہ صرف ہونا تو عام بات تھی ایسے میں آپ تک فوری طور پر والد محترم کے وصال کی خبر پہنچنا نہایت ہی مشکل ترین امر تھا۔ آپ بنارس میں مصروف درس و تدریس تھے اور یہاں کیری شریف بہار میں والد محترم کا وصال ہوا۔ اتنی تیزی سے آپ تک خبر پہنچانا بہت دشوار تھا چہ جائیکہ آپ کی آمد کی امید کی جاتی۔ بایں سبب اکثریتی طبقہ کے فیصلے کے مطابق روزِ آئندہ ۲۲/ جنوری بعدِ نمازِ مغرب نماز جنازہ کا وقت رکھا گیا۔ اور ہر طرف اعلان بھی ہو گیا۔ ۲۲/ جنوری ۱۹۷۳ھ بعد نمازِ مغرب حضور مخدومِ عالم پناہ کا جسدِ نوری تیار رکھا ہوا تھا نمازِ جنازہ کے لیے لوگ صف آراء ہو چکے تھے کہ اچانک ایک غیبی آواز آئی کہ "رکو حسنین آرہا ہے" اس آواز کی گونج نے سب کے ہوش اُڑا دیے۔

یکا یک لوگ اس غیبی آواز کا تعاقب کرتے ہوئے آگے، پیچھے، دائیں اور

بائیں دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے پوچھنے بھی لگے کہ کس نے آواز دی جب کہیں کوئی نظر نہیں آیا اور کہیں سے آواز کا کوئی سراغ نہیں مل سکا تو دوبارہ صف آرائی ہوئی نمازِ جنازہ شروع ہی ہونے والی تھی کہ پھر سے وہی آواز آئی کہ "رکو حسنین آرہا ہے" جنازے میں کھڑے لوگوں میں جیسے ہلچل سی مچ گئی اور یہ ہونا ہی تھا چونکہ آواز بالکل صاف صاف سب سنتے تھے مگر آواز دینے والا نظر نہیں آتا تھا بالآخر لوگوں نے سوچا شاید کوئی تفریح سے کام لے رہا اور نام لینے سے ڈر رہا ہے تیسری بار صف آرائی ہوئی نماز کی نیت باندھتے ہوئے ہاتھ لوگوں کے کانوں کی لو تک پہنچ چکے تھے کہ وہی دل فزا آواز "رکو حسنین آرہا ہے" اور اس دفعہ آواز ایسی تیز تھی کہ لوگوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی اچانک مجمع میں سے کسی نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ دیکھو شہزادۂ مخدومِ عالم پناہ حضور حسنین رضا تشریف لا رہے ہیں۔ اشارہ کی سمت دیکھا تو ایک بریف کیس ہاتھ میں لیے ہلکے ہلکے قدموں سے درویشانہ وار مجمع کی جانب بڑھتے چلے آرہے ہیں۔ جیسے جیسے نزدیکی بڑھتی گئی چہرے کی چمک ظاہر ہوتی گئی اچانک بھیڑ میں ایک اجتماعی آواز گشت کرنے لگی کہ حضور حسنین میاں آرہے ہیں۔ اک طرف سب کے چہروں پر مسرت و شادمانی کی لکیریں دوسری جانب قلوب کی کربناک اور درد انگیز دبی ہوئی کیفیات۔ آپ قریب آئے دل کا غم سینے میں دبائے ہوئے باپ کے چہرے سے کفن ہٹا کر دیکھا تو جیسے پاؤں تلے زمین ہی کھسک گئی ہو۔ کہنا تو بہت کچھ تھا مگر مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ بالآخر نمازِ جنازہ کے لئے صفیں تو لگ چکی تھیں بس امام بدلنا تھا آپ مصلائے امامت پر آئے اور ۲۲/ جنوری ۱۹۷۳ء بعد نمازِ مغرب اپنے والد محترم حضور مخدومِ عالم پناہ کی نماز جنازہ میں کھڑے لوگوں کی امامت فرمائی۔

سپردسجادگی کی دلکشی

نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور مخدومِ عالم پناہ کے جسدِ اطہر کو ان کی آخری آرام گاہ کے سپرد کیا۔ باپ کی جدائی کے غم سے حضور شیخ المسلمین کی رگِ احساس کس قدر زخم خوردہ ہوگی یہ ہر ذی حس کو معلوم ہے۔ بعدِ اختتامِ دعا لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے مگر آپ کہاں جاتے۔ آپ کا گھر بھی وہیں مدرسہ بھی وہیں خانقاہ بھی وہیں اور اب آپ کی آخری آرام گاہ بھی وہیں۔ اور پھر حضور مخدومِ عالم پناہ کے دیکھے گئے مبارک و مسعود خواب کی بہترین تعبیر بن کر سلسلۂ رحمانیہ کو فروغ بھی تو دینا تھا۔ کم عمری میں ہی باپ کی شفقت کا سایہ اُٹھ جانے پر صبر و تحمل کے ساتھ مستقبل کی ذمہ داریوں کا احساس آپ کو مزید مضبوط کر رہا تھا۔ رُشد و ہدایت کے حوالے سے یہ بات بڑی مشہور تھی کہ آپ کے آباؤ و اجداد گاؤں گاؤں، شہر شہر، قریہ قریہ اور بستی بستی گھوم گھوم کر اس کارِ خیر کو انجام دیتے اور گم گشتہ لوگوں کو معرفتِ حق کی راہیں دکھاتے۔ تبلیغ دینِ متین کی خاطر آپ کے خانوادے کے اکثر بزرگ ہمیشہ سفر میں ہی رہا کرتے تھے۔ اسی مبارک سفر کے قدموں کا نتیجہ ہے جو کیری کو لوگ کیری شریف کے طور پر جانتے اور پہچانتے ہیں۔ چنانچہ رسمِ چہارم کے موقع پر بانکا، بھاگلپور، گڈا، دیوگھر اور دمکا کے بڑے بڑے علمائے کرام کی شرکت ہوئی۔ محفل چہارم میں شریک جملہ علمائے کرام و دانشورانِ قوم و ملت کی موجودگی میں رسمِ سجادگی و جانشینی کا عمل انجام پایا یعنی ۲۵؍ جنوری ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۹؍ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ کو آپ منصبِ جانشینی پر فائز ہوئے۔

مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کا نقطۂ تاسیس اور نظارۂ قیام

منصبِ جانشینی اور عہدۂ سجادگی پر متمکن ہونے کے بعد آپ کے سر پر ذمہ داریوں کا جیسے آسمان تن گیا ہو۔ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور سوتے جاگتے ہمیشہ ایک ہی دھن سوار تھا کہ کیسے حضور مخدومِ عالم پناہ کے دیکھے گئے خواب کو تعبیراتی پوشاک پہنائی جائے۔ کیسے علومِ نبویہ کی بارشِ نور سے علاقے کو سیراب کیا جائے اور کیسے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روش پر چلتے ہوئے تشنگانِ راہِ رُشد کو طریقت و معرفت کا جام پلایا جائے۔ اس اضطراب کی کیفیت اس حد تک روبکار ہو گی اور اتنا کامیاب جوہر دکھائے گی کسی کے حاشیۂ فکر و گمان میں بھی نہیں تھا۔ آپ کے والدِ گرامی حضور مخدومِ عالم پناہ سید الشاہ عبد الرحمن البیتھوی کے ایک مخلص مرید جن کا نام محمد نجم الدین مرحوم تھا انہوں نے ایک بیگھہ زمین آپ کے نام مدرسہ کے لئے وقف کر دیا۔ اور اس طرح ۱۹۷۴ میں مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کے نام کا اجراء عمل میں آیا۔ پھر یکم جنوری ۱۹۷۵ عیسوی کو مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کا افتتاح بھی ہو گیا۔

حضور شیخ المسلمین کے لحظات درس و تدریس

شعبان المعظم سنہ ۱۹۷۲ء میں دستار فضیلت سے قبل ہی رئیسِ اڑیسہ حضور مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمن اڑیسہ اور علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی علیہ الرحمہ کے ایما پر آپ بھدوہی ضلع بنارس محلہ اعظم نگر کی مسجد میں امامت اور حضور مجاہد ملت کا قائم کردہ ادارہ مدرسہ خزینۃ العلم میں درس و تدریس کی خدمات انجام دینے لگے ۱۰ شعبان المعظم سن ۱۹۷۳ء میں حضور شمس العلما حضور حافظ ملت علیہ

الرحمہ و دیگر اکابرین کے بابرکت ہاتھوں دستار فضیلت کے شرف سے نوازے گئے حضور شمس العلماء کے حکم پر آپ کو بر سر اسٹیج پہلا خطاب کا شرف حاصل ہوا آپ کے حسن خطاب اور صواب بیان پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کافی خوش ہوئے حتی کہ منبر پر کھڑے ہو کر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو سراہا اور خوب دعاؤں سے نوازا خود حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انہیں بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل بیکراں سے مجھے نوازا۔ پھر والد محترم کے وصال کے بعد آپ نے کیری شریف ضلع بانکا بہار میں مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کا قیام فرمایا اور تا دمِ حیات آپ اسی مدرسہ میں بچوں کو درسِ نظامی کی تعلیم دیتے رہے۔ چونکہ تبلیغی دورے کے سبب سفر میں بھی نکلنا ہوتا تھا اس لئے باضابطہ ان کی مکمّل عالمیت کا درس نہیں ہو پاتا تھا اس لئے آپ ثانیہ یا ثالثہ تک کے بچوں کو اپنے پاس رکھ کر تدریس فرماتے تھے پھر مزید تعلیم کے لئے آپ بچوں کو حضور نجم العلماء علامہ نجم الدین شمسی علیہ الرحمہ کی زیر نگرانی دار العلوم حمیدیہ بنارس بھیج دیا کرتے تھے۔ آج کیری شریف اور آس پاس کے علاقوں میں جتنے بھی علماء پائے جاتے ہیں اکثر آپ کے شاگرد ہیں اور مرید بھی۔

حضور شیخ المسلمین کی بہار امامت و خطابت

سنہ فراغت سے قبل ہی جن دنوں حضور شیخ المسلمین حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ خزینۃ العلم میں درس و تدریس کا کام انجام دے رہے تھے ان دنوں محلہ اعظم نگر بھدوہی ضلع بنارس میں امامت و خطابت کا بھی عمل سر انجام دے رہے تھے۔ آپ کی امامت و خطابت سے وہاں کے باشندے اور مصلیانِ

مسجد کافی مطمئن تھے۔ آپ کے حُسنِ اخلاق آپ کے جوہرِ کردار اور آپ کے لحظاتِ تقویٰ شعار کے ہر چوک اور چوراہے پر چرچے ہوتے تھے۔ اتنی کم عمری میں اس قدر مقبولیت سے لبریز شخصیت کبھی کبھی اور کہیں کہیں دیکھنے میں آتی ہے۔ اوقات صلوٰۃ کی پابندی تو تھی ہی ساتھ ساتھ ہمیشہ مصلاے امامت پر وقت سے پانچ منٹ پہلے بیٹھ جانا آپ کی عادت تھی۔ کبھی کوئی مسئلہ در پیش آتا تو آپ نہایت ہی سلیقے سے اس کا جواب عنایت فرماتے۔ فراغت سے پہلے ہی امامت کا بار سنبھالنا اور اتنے سلیقے سے اسے سر انجام دینا یہ کسی فیضانِ نظر کے تربیت یافتہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی ذات ستودہ صفات کو جیسے خوبیوں کا منبع بنا دیا ہو۔ سنہ ۱۹۷۳ عیسوی میں دستار فضیلت کے بعد بھی آپ کی امامت وخطابت کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا پھر کچھ دنوں بعد والدِ محترم حضور مخدومِ عالم پناہ سید الشاہ عبد الرحمن البیتھوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال نے آپ کو بھدوہی چھوڑنے پر مجبور کیا۔ والد صاحب کے وصال کے بعد آپ نے کیری شریف کو ہی اپنا دائمی مسکن بنایا اور وہاں کی مسجد میں تادمِ حیات منصبِ امامت پر فائز رہے۔

آپ کا عقدِ مسنون وتزویج ابتہاج

حضور شیخ المسلمین کا عقدِ مسنون سید محمد قطب الدین قادری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ محمدیہ امجھر شریف ضلع اورنگ آباد کی دخترِ کلاں سے ماہ نومبر ۱۹۷۳ عیسوی کو ہوا۔ اور بتاریخ ۱۴؍ مارچ ۱۹۷۵ عیسوی کو رخصتی کا عمل انجام پایا۔ حضور شیخ المسلمین کی اہلیہ یعنی پیرانی اماں متعنا اللہ بفیوضھا نہایت ہی نیک سیرت کم گو اور نماز و روزہ کی پابند تھیں۔ حُسنِ خصلت، پارسائی، پرہیز گاری، تقویٰ شعاری، طہارت

پسندی، غرباء پروری، مہمان نوازی، انصاف و دیانت داری، سخاوت مندی اور خوش اخلاقی میں نمایاں شان رکھتی تھیں۔ خانگی امور کی انجام دہی میں نہایت ہی متین و سنجیدہ تھیں۔ حضور شیخ المسلمین کی مصروفیات کو درونِ قلب سے محسوس کرتے ہوئے گھر کے سارے معاملات اور نظم و ضبط کا خیال نہایت ہی سلیقے سے رکھتی تھیں۔ اولاد کی تربیت اور حُسنِ پرورش میں آپ کی مثال نہیں ملتی ہے۔ نہایت ہی عمدہ طریقے سے ہر ایک معاملہ کو انجام دیتی تھیں۔ معاملہ فہم اور زیرک ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت وریاضت، پاکدامنی اور پارسائی میں رابعۂِ عصر شمار کی جاتی تھیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بے پناہ نوازشات نے حضور شیخ المسلمین کے لئے آپ کا انتخاب فرمایا۔ آپ نے حضور شیخ المسلمین سے پہلے ہی خود کو برزخی لباس میں ملبوس کر لیا۔ جب آپ کا وصال ہوا تھا تو حضور شیخ المسلمین کی آنکھوں سے آپ کی جدائی کا غم صاف جھلکتا تھا۔ آپ نے دینی، مذہبی، مسلکی اور مشربی معاملات میں حضور شیخ المسلمین کا بھرپور ساتھ دیا۔ اللہ تعالی ہم تمام شیدائے شیخ المسلمین کو آپ کے فیوض سے مالامال فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

استعداد علوم وفنون

حضور شیخ المسلمین درج ذیل علوم وفنون میں کامل مہارت رکھتے تھے

(۱)علمِ قرآن

(۲)اصول تفسیر

(۳)علم حدیث

(۴)اصول حدیث

(۵)اسماء الرجال

(۶)فقہِ حنفی

(۷)فقہِ مذاہبِ اربعہ

(۸)اصول فقہ

(۹)علم کلام

(۱۰)علم صرف

(۱۱)علم نحو

(۱۲)علم معانی

(۱۳)علم بدیع

(۱۴)علم بیان

(۱۵)علم منطق

(۱۶)علم فلسفہ قدیم وجدید

(۱۷)علم مناظرہ

(۱۸)علم الحساب

(۱۹)علم ہندسہ

(۲۰)علم ہیئت

(۲۱)علم تاریخ

(۲۲)علم مربعات

(۲۳)علم تکسیر

(۲۴)علم توقیت

(۲۵)علم تقویم

(۲۶)علم تجوید و قرأت

(۲۷)علم خطاطی

(۲۸)علم جبر و مقابلہ

(۲۹)علم تصوف

(۳۰)علم سلوک

(۳۱)علم اخلاق

قوی الاثر خطاب

حضور شیخ المسلمین زبان و بیان کے اعتبار سے خداداد صلاحیت و مقبولیت کے حامل تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو گفتگو کا جو سلیقہ عطا فرمایا تھا وہ نہایت ہی انوکھا تھا۔ جس طرح آپ کی مجلسی گفتگو اثر پذیر ہوتی تھی اسی طرح آپ کی خطابت بھی متاثر کن تھی۔ آپ کی خطابت کا انداز نہایت ہی سلیس، سادہ اور عمدہ ہوتا تھا درمیان میں کبھی کبھی جوشیلے تیور سے خطیبانہ جوہر بھی نمایاں ہوتا تھا۔ مجمع کی حالت کو دیکھتے ہوئے گفتگو کے رُخ کا انتخاب کرنا آپ کی خاصیت تھی۔ اکثر جلسوں اور کانفرنسوں میں آپ کی شرکت بحیثیتِ صدر یا سرپرست ہوتی تھی بایں سبب آپ کو لوگ سب سے اخیر میں پیش کرتے۔ باہر سے آئے ہوئے خطباء و مقررین کی تقریریں ہو جانے کے بعد جب آپ کا خطاب ہوتا تو ایسا لگتا جیسے یہ گفتگو سامنے بیٹھی عوام سے زیادہ ان علماء کے لئے کارگر ہے جو اسٹیج چھوڑ کر چلے گئے۔ رات بھر جلسے میں لوگ اپنے اپنے اعتبار سے تقریر کر کے چلے جاتے مگر جب آپ خطاب کرتے تو جلسے کی مناسبت کا

بھرپور خیال رکھتے۔ آپ دورانِ گفتگو کبھی اپنے موضوع سے دائیں یا بائیں نہیں جھانکتے۔ از ابتدا تا انتہا جو عنوان اٹھاتے اسی پر گفتگو کرتے۔ آپ کو جس طرح اردو زبان پر عبور حاصل تھا اسی طرح عربی زبان اور اس کے محاورات میں بھی آپ کامل ملکہ اور خبرۂ تامہ رکھتے تھے۔ جلسہ کے اختتامی لمحات میں آپ کرسیِ خطابت پر بیٹھتے اس وقت اگرچہ مجمع کی تعداد بہت کم ہوتی مگر آپ اس سے کبھی بھی یاس و قنوطیت کی زد میں نہیں آتے۔ نہایت ہی اطمینان کے ساتھ عربی میں خطبہ دیتے اور جلسہ کی مناسبت سے قرآن کی آیت پڑھتے پھر حسبِ روایات موضوع کے لحاظ سے تحتِ لفظ میں بزرگوں کے اردو یا فارسی اشعار پڑھتے بعدہ تلاوت کردہ آیتِ قرآنیہ کے عنوان پر احادیثِ کریمہ اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں اتنا شاندار خطاب فرماتے کہ سامعین و ناظرین دم بخود اور روبہ ہدایت ہو جاتے۔ پھر اس پر حالاتِ حاضرہ کی عکاسی خطابت کی پیشانی پر تابندہ جھومر کا کام کرتی۔ آپ کی پوری گفتگو تلاوت کردہ آیتِ قرآنیہ، احادیثِ کریمہ اور اقوالِ ائمہ کے محور میں گھومتی رہتی۔ آپ کی خطابت دانشورانِ مذہب و ملت یا افرادِ اہل سنت میں ہی نہیں بلکہ دوسرے مکاتبِ فکر کے بیچ بھی بہت مقبول تھی سنہ ۱۹۹۴ء میں بانکا ضلع کی ایک بڑی کانفرنس جو حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی کے نام سے منسوب تھی اس میں مدعو تمام خطباء ذوی الاحترام نے حضور اعلیٰ حضرت کی ذات کو اپنے عنوان سے پرے رکھا چونکہ اس پروگرام میں کمیٹی والوں کا دباؤ تھا کہ رد پر باتیں نہیں کرنی ہے اور نہ کسی دوسرے مکاتبِ فکر کے لوگوں کو نشانہ بنانا ہے مگر جب حضور شیخ المسلمین مائک پر آئے تو حضور اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کی دینی خدمات پر ایسی مدلل اور مفصّل گفتگو فرمائی کہ مجمع عش عش کرنے لگا۔ پروگرام کے اختتام کے بعد کمیٹی کے ہمراہ چند

ایسے افراد ملاقات کے لئے آئے جن کا تعلق حلقۂ دیوبندیت و وہابیت سے تھا۔ کہنے لگے فاضلِ بریلوی کی خدمات پر اتنی معلوماتی باتیں اب تک نہ سنی تھیں نیز ان کی شخصیت اس قدر پر کیف تھی جانتے بھی نہیں تھے۔ اللہ آپ جیسے حق گو عالموں کو عمرِ خضر عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

آپ کی عائلی زندگی کے خوش اسلوب لمحات

حضور شیخ المسلمین دینی، مذہبی، مسلکی اور مشربی امور میں جتنے حساس طریقے سے معاملات کی انجام دہی فرماتے تھے اتنے ہی عائلی حوالے سے بھی معاملہ فہم تھے۔ جب تک مدرسہ اور خانقاہ میں ہوتے خانقاہی امور اور درسیاتی گوشوں پر توجہ دیتے اور جب گھر میں ہوتے گھریلو معاملات کا خیال رکھتے۔ چنانچہ جمعہ کے روز رحمانی مسجد آستانہ عالیہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف میں جمعہ کی نماز پڑھاتے اور پھر شام تک آپ بھاگلپور اپنے گھر پہنچتے۔ وہاں پہنچ کر گھر کے سارے نظام کو دیکھتے اور اس کے لئے خود مصروفِ عمل ہو جاتے۔ بچوں کے لئے کپڑوں کی خریداری کتاب، قلم اور کاپیوں کی اشتراء پردازی وغیرہ بنفس نفیس انجام دیتے۔ حتیٰ کہ بازار سے رسوئی (مطبخ) کی اشیاء بھی خود خرید کر لاتے۔ مصروفیات کی زنجیروں میں اس قدر قید ہونے کے باوجود اتنے سارے کام خود کرنا کتنا مشکل امر تھا مگر آپ نے ہمیشہ ان کاموں کو بحُسن وخوبی انجام دیا اور کبھی اپنے بچوں کو گھر کی ذمہ داریوں تلے دبنے نہیں دیا۔ جمعہ کی شام تک آپ گھر پہنچتے۔ سنیچر کو دن بھر آپ بچوں کی تکمیل ضروریات کا اہتمام کرتے اور رات میں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر دینی و مذہبی مذاکرات کی نشست سجاتے۔ پھر صبح تمام بچوں کے کپڑے خود صاف کرتے گھر کی بھی مکمّل صفائی کرتے۔ حسب و نسب عہدہ و منصب اور

علم و ادب کے حوالے سے اتنا اونچا قدر رکھنے کے باوجود کبھی آپ نے گھریلو کاموں سے جی نہیں چرایا۔ شاید بچوں کی تربیت کا یہ بھی ایک شاندار طریقہ ہو۔ چونکہ آپ نے اپنے نانا حضور سید المرسلین خاتم الأنبیاء والرسل محمد رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت کا آئینہ بھی تو اپنے بچوں کو دکھانا تھا۔ حضور سید المرسلین خاتم النبیین اتنے اونچے منصب پر تھے شہنشاہِ کونین ہونے کے باوجود گھر کے کاموں میں اپنا ہاتھ بٹاتے خود نہ کھاکر غرباء و مساکین کا پیٹ بھرتے آئے ہوئے مہمانوں کے لئے کھانا سجاتے اور چلے جانے کے بعد ان کا جھوٹا برتن تک صاف کرتے۔ حضور شیخ المسلمین کا عائلی کردار اور ضیافتی طرزِ عمل دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا تھا۔ کہ سیرت و خصلت، کردار و روش اور اسلوب و دستور کے حوالے سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مظہر اتم تھے۔ آپ کے یہاں بھی کہیں سے کوئی مہمان آتا خواہ وہ گھر ہو یا خانقاہ آئے ہوئے مہمان کے لئے دستر خوان بچھاتے کھانا پروستے کھانے سے فارغ ہوتے تو خود برتن اُٹھاتے دستر خوان جھاڑتے اور پھر خود جھوٹے برتن کو بھی دھو ڈالتے اس طرح کے نادر المثال اخلاق بوترابی شہزادوں کے علاوہ اور کہاں ملیں گے۔ حضور شیخ المسلمین کی عبادات کی بات کروں تو رات رات بھر نوافل پڑھتے قرآن پڑھتے اور جب گھر کے کاموں کی بات ہو تو بدستِ خویش گھر کا سارا کام کر ڈالتے۔ آپ کا ہفتہ وار معمول تھا کہ جمعہ، سنیچر اور اتوار گھر پر ہوتے پھر پیر کو صبح کی پہلی ٹرین یا بس لے کر بونسی پہنچتے اور وہاں سے پیدل آپ کیری آتے اور مدرسہ و خانقاہ کے سارے معاملات دیکھتے۔ محنت اور انکساری کا عالم یہ تھا کہ آپ سے کئی بار لوگوں نے کہا کہ حضور آپ ایک گاڑی رکھ لیں بونسی سے ہمیشہ پیدل آنے میں تکلیف ہوتی ہوگی مگر آپ یہ کہتے ہوئے انکار کر دیتے کہ ہمارے بزرگوں کی تکالیف کے سامنے یہ چھوٹی سی مشقت کچھ بھی نہیں ہے۔

زائرات مزارات پر آپ کا موقف

خانقاہ رحمانیہ کیری شریف میں عُرسِ مخدومِ عالم پناہ کا عُرس ہر سال ۲۰ر اور ۲۱ر جنوری کو منایا جاتا ہے اس عُرس میں پورے ملک سے زائرین آتے ہیں۔ پورے کیری میں دیوانوں کی بھیڑ کا ایسا عالم رہتا ہے کہ زمین پر پاؤں رکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ سیکڑوں گاڑیاں ہزاروں کاریں اور بے شمار موٹر سائیکلیں اس بھیڑ کا حصہ ہوتی ہیں۔ بہار، جھارکھنڈ، اڑیسہ، بنگال، چھتیس گڑھ اور گجرات جیسے علاقوں میں حضور شیخ المسلمین اور حضور مخدومِ عالم پناہ کے مریدین کثرت سے پائے جاتے ہیں دور سے جو زائرین آتے ہیں وہ تو سفر کی صعوبتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے تنہا آتے ہیں مگر بھاگلپور، بانکا، گڈا، دیوگھر، دمکا، گریڈیہہ، دھنباد، بوکارو اور آسنسول کے زائرین اکثر اپنی فیملی کے ساتھ آجاتے ہیں جس کی مخالفت حضور شیخ المسلمین ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ سال ۲۰۱۷ء میں فقیر نے عورتوں کے مزارات پر حاضری کی ممانعت کے حوالے سے جب گفتگو کی تو احباب نے کہا کہ آپ جانتے ہیں اس عرس میں عورتیں کثرت سے آتی ہیں اور عورتوں کے خلاف تقریر سمجھ سے پرے ہے ایسا اگر کبھی بولنا ہو یا اس نہج کی کبھی تقریر کرنی ہو تو کم از کم حضور شیخ المسلمین سے تبادلۂ خیال کرتے ہوئے اجازت لے لیں۔ میں نے جواب دیا کہ میرے مرشد مجھے جانتے ہیں اور میں بھی اپنے شیخ کو جانتا ہوں وہ مر جائیں گے مگر کبھی مسلکِ اعلیٰ حضرت کے پیغامِ حق کے خلاف نہیں جائیں گے۔ میں نے جو بات کہی ہے وہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں کہی ہے اور یہ حوصلہ مجھے میرے شیخ سے ملا ہے۔ دوسرے سال ۲۰۱۸ء میں عرس مخدومِ عالم پناہ کے اسٹیج پر جب حضور شیخ المسلمین مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کا سالانہ حساب پیش کرنے کے

لیے کھڑے ہوئے تو موسم ہی بدل گیا، حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی جب زبان کھلی تو لوگوں کے کان کھڑے ہو گئے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ گزشتہ سال مولانا محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری نے "عورتوں کی مزارات پر حاضری ممنوع ہے"، اس حوالے سے مدلل اور مفصل خطاب کیا تھا اور یہ خواہش مجھے بھی ہمیشہ رہتی تھی کہ کبھی اس پر کھل کر کوئی بات کرے لہٰذا آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جب آپ عرسِ مخدومِ عالم پناہ میں آئیں تو خواتین کو ہرگز ساتھ نہ لائیں۔ نیز عورتوں کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے یہ کہا کہ آپ جس فیضان کے لئے اتنی دور کا سفر کرتی ہیں اور بھیڑ میں آوارگی کے دھکے کھاتی ہیں اس سے بہتر ہے کہ آپ گھر پر رہ کر فاتحہ خوانی کا اہتمام کریں اور وہیں سے استغاثہ پیش کریں یہاں آنے سے جو فائدہ مراد ہوتا ہے اسے پانے کی بجائے اس طرح سے الٹا خسارہ ہو جائے گا، جو فیضان مردوں کو یہاں آنے کے بعد ملتا ہے بزرگوں کا وہ فیضان آپ کو گھر بیٹھے ہی ملے گا۔

جن لوگوں نے میرے خطاب پر چہ می گوئیاں کی تھیں ان کے چہروں کی مسکراہٹ میں بڑی جاذبیت معلوم ہو رہی تھی۔ اسٹیج پر تشریف فرما ایک عالم دین نے میری پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہا کہ تقریریں تو آپ نے بہت کیں مگر آپ کی تقریر کو آج حضور شیخ المسلمین نے سند سے نواز دیا ہے اور جس خطاب کی تائید حضور شیخ المسلمین نے کی ہے وہ خطاب آج مستند ہو گیا نیز آپ کی خطابت کو معراج بھی حاصل ہو گئی۔ اور کیوں نہ ہو اللہ والے بہت کم بولتے ہیں مگر جب بولتے ہیں زمین کو آسمان کر دیتے ہیں۔ آج میری خطابت کی جو پذیرائی بھارت کے کونے کونے میں ہوتی ہے یہ فیضان صرف اور صرف حضور شیخ المسلمین کا ہے۔

میں نے بہت ساری خانقاہوں میں دیکھا ہے کہ عورتوں کی آمد و رفت کو روکنے کی جب بات ہوتی ہے تو سجاد گان ہی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نہیں عورتوں کی وجہ سے عرس میں جو آمدنی ہوتی ہے اس کا نقصان کون اٹھائے گا اس لئے جو آتی ہیں آنے دیں جب رکنا ہوگا یہ معاملہ رک جائے گا مگر حضور شیخ المسلمین نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی ہے۔ اور اس مخالفت کا بر سرِ اسٹیج اظہار کا اثر ایسا ہوا کہ بہت جلد تبدیلیاں نظر آنے لگیں۔ عورتوں کی تعداد میں جو کثرت پہلے تھی اس میں خاصی کمی آئی ہے اللہ دھیرے دھیرے سب کو حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کے فرمان پر عمل پیرائی کے ساتھ راہ راست پر آنے کی توفیق بخشے گا۔ ان شاء اللہ۔

حضور شیخ المسلمین کی ارادت و سلوک

حضور شیخ المسلمین کے عہد طفولیت کی روشن پیشانی میں ہی مستقبل کے لمحاتِ تابناک نظر نواز تھے۔ آپ کی تابندہ پیشانی کی لکیروں پر ضوبار مستقبل کا مطالعہ کرنے والی نظر کسی اللہ والے کی ہی ہو سکتی تھی۔ یعنی مرکز اہل سنت بریلی شریف میں حضور اعلیٰ حضرت کے فیضانِ نظر میں رہ کر عشقِ رسالت کی بھٹیوں میں آپ کی خمیر تیار ہوئی ہو۔ آپ کے والد بزرگوار مخدومِ عالم پناہ سید عبد الرحمن البیتھوی علیہ الرحمہ نے حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ سے فیوض کا اکتساب کیا تھا۔ بریلی شریف میں چودہ سالہ فتاوی نویسی کی خدمات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے والد محترم حضور مخدومِ عالم پناہ کی شخصیت کس درجہ مقبول رہی ہوگی۔ جس طرح حضور سید آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کی چشمانِ ولایت نے حضور مجددِ اعظم، امام عشق و محبت، حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ کو پہچانا اور تمام سلاسل کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

اور جس طرح حضور اعلیٰ حضرت کی نگاہِ ولایت نے حضور مخدوم عالم پناہ کو پہچان کر تمام سلاسل کی خلافت و اجازت عطا کی اسی طرح حضور مخدومِ عالم پناہ کی چشمانِ بصیرت افروز نے آپ کو پہچانا۔ آپ کی تابندہ پیشانی کی چمکتی ہوئی تحریروں کو پڑھنے کے بعد حضور مخدومِ عالم پناہ نے بچپن ہی میں آپ کو شرفِ بیعت عطا کر دی اس کے کچھ ہی دنوں بعد آپ کے علمی وقار آپ کی تقویٰ شعاری کا بلند مینار دیکھ کر سلسلۂ قادریہ، مجیدیہ، چشتیہ، برکاتیہ اور رضویہ سمیت تمام سلاسل کی خلافت واجازت بھی عطا کر دی۔

صوبۂ بہار کے شہر اورنگ آباد میں امجھر نام کا ایک قصبہ ہے جس کی ناہموار راہیں اللہ والوں کی دنیا و مافیھا سے بے نیازی کا عنوان ہیں۔ اس چھوٹے سے قصبے کو کوئی نہیں جانتا تھا مگر حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تیسری پیڑھی کی اولاد سیدنا و مرشدنا حضور سید الشاہ عبد الرزاق محمدن القادری بغدادی کی آمد نے اس قصبے کو پوری دنیا میں متعارف کرایا۔ آج امجھر صرف امجھر نہیں بلکہ امجھر شریف بن گیا ہے۔ ایک عظیم علمی و روحانی خانقاہ کی حیثیت سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ وہاں دیوانوں کی ہمہ وقت ایک بھیڑ لگی ہوتی ہے۔ ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کی بنیاد رکھنے والی وہی خانقاہ ہے۔ وہاں سے بھی آپ کو سلسلۂ قادریہ محمدیہ کی خلافت و اجازت حاصل ہے۔

بعدہ آپ کو سلسلۂ قادریہ اشرفیہ، اور سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ کی بھی اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔ ان مشہور اور مقبول بار گاہوں سے خلافت و اجازت کے علاوہ وقت کے جلیل القدر پیرانِ کرام اور مشائخ عظام کی جانب سے بھی خلافت و اجازت تفویض کی گئی۔ آپ کی تقویٰ شعاری، پارسائی اور پرہیز گاری اس قدر مقبول و مشہور تھی کہ وقت کے مشاہیر علماء آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر

محض ۱۹ سال تھی اس وقت بونسی ضلع بانکا سے ایک شخص رئیس اعظم اڑیسہ، علامہ حبیب الرحمن حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں مرید ہونے کے خیال سے حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھے اپنے سلسلے میں داخل فرمالیں میں بہت دور سے آیا ہوں۔ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے پوچھا کہاں سے آئے ہو اس شخص نے جواب دیا بہار سے آیا ہوں فرمایا بہار کہاں سے اس نے جواب دیا کہ بہار میں ایک ضلع ہے بھاگلپور اس سے قریب ایک شہر ہے بانکا وہاں سے کچھ دوری پر ایک قصبہ بنام بونسی ہے میں وہیں سے آیا ہوں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بونسی سے کچھ ہی دور کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے کیری جہاں ندی پار کر کے جانا پڑتا ہے۔ اسے جانتے ہو جواب دیا ہاں مجاہد ملت نے فرمایا وہاں ایک ولی صفت شہزادے بنام سید حسنین رضا قادری ہیں کیا تم انہیں جانتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا ہاں حضور مجاہد ملت فرماتے ہیں کہ تم بونسی کے رہنے والے ہو اور بونسی کے قریب میں کیری ہے وہاں سید حسنین رضا قادری جیسا تقویٰ شعار پیر رہنے کے باوجود مجھ سے مرید ہونے آئے ہو حیرت ہے۔

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ واپس جاؤ اور انہیں سے مرید ہو جاؤ اس وقت میری نظر میں تمہارے لئے ان سے بہتر پیر کوئی نہیں ہے یہ کہتے ہوئے انہیں واپس کر دیا۔ وہ شخص جب واپس حضور شیخ المسلمین کے پاس آیا تو حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان اسے دیکھ مسکراتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اتنا لمبا سفر کر آئے جب کہ کام تمہارا یہیں ہونے والا تھا۔

حضور شیخ المسلمین کا سفرِ حرمین طیبین

حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ حج کی فرضیت قرآن کریم، حدیث شریف اور اجماع امت سے ایسے ہی ثابت ہے، جیسا کہ نماز، روزہ اور زکاۃ کی فرضیت ثابت ہے؛ اس لیے جو شخص حج کی فرضیت کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ“ (سورہ آل عمران، آیت:۹۷)

ترجمہ: ”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے، اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے“۔

یہ آیت کریمہ حج کی فرضیت کے حوالے سے نصّ قطعی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچوں ارکان کو ایک حدیث شریف میں بیان فرمایا ہے:

”بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ“. (بخاری شریف، حدیث نمبر:۸)

ترجمہ: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

انسانی طبیعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ انسان اپنے وطن، اہل و عیال، دوست و رشتہ دار اور مال و دولت سے انسیت و محبت رکھے اور ان کے قریب رہے۔ جب آدمی حج کے لیے جاتا ہے؛ تو اسے اپنے وطن اور بیوی و بچے اور رشتہ دار و اقارب کو چھوڑ کر اور مال و دولت خرچ کر کے جانا پڑتا ہے۔ یہ سب اس لیے کرنا پڑتا ہے کہ حج کی ادائیگی شریعت کا حکم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے حج کے حوالے سے بہت ہی رغبت دلائی ہے، انسان کو کعبہ مشرفہ کے حج و زیارت پر ابھارا، مہبط وحی و رسالت کے دیدار کا شوق بھی دلایا ہے اور سب سے بڑھ کر شریعت نے حج کا اتنا اجر و ثواب متعین فرمایا ہے کہ سفر حج ایک عاشقانہ سفر بن جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ تعالی عنہ- بیان کرتے ہیں:

"سُئِلَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ" قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "جِهادٌ فِي سَبِيلِ اللهِ" قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ". (بخاری شریف، حدیث نمبر:۱۵۱۹)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سے اعمال اچھے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا"۔ پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا: "اللہ کے راستے میں جہاد کرنا"۔ پوچھا گیا پھر کون؟ ارشاد فرمایا: "حج مبرور"۔

حج کے اجر و ثواب کی بشارتیں جن احادیث مبارکہ کی روشنی میں لکھی گئی ہیں، وہ کسی بھی مسلمان کو حج و عمرہ کا شوق دلانے کے لیے کافی ہیں۔ اور پھر حضور شیخ المسلمین جن کا گھرانہ ہی علمی گھرانہ ہو جن کے اجداد کی خوشبوؤں سے صدیاں معطر ہوں، ان کے دل میں حج مبرور کا شوق نہ ہو لگن نہ ہو تڑپ اور بیقراری کا جوہر ضوبار نہ

ہو یہ کیسے ممکن ہے

جن کے نانا کے فیضان سے بہرہ ور ہو کر حج کی سعادت پانے والا ہر شخص مقدر کی سر فرازی حاصل کر لیتا ہے۔ وہ نواسے حج کی بیتابیوں سے دور رہے خیالات سے پرے ہے۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی بیتابی جن لوگوں نے حج کے حوالے سے دیکھی ہے ان لوگوں نے جب حج کے لئے حضور شیخ المسلمین کو رخت سفر باندھتے ہوئے دیکھا تو بیساختہ کہا۔ کہ عشق اگر سچا ہو تڑپ میں صداقت ہو اور شوق میں بالیدگی ہو تو بات بن ہی جاتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو حضور شیخ المسلمین کو درونِ قلب بے چینی اور بیتابیِ شوق کا احساس حضور مخدومِ عالم پناہ کی تربیت ہی سے حاصل ہوا تھا پھر آپ کی تڑپ رنگ نہ لاتی ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے وہ ساعت سعید بھی آن پہنچی جب آپ صحنِ کعبہ کے مہمان اور ضیفِ رحمان بنے۔

سنہ ۲۰۱۱ عیسوی میں جب آپ کا حج پر جانا کنفرم ہو گیا تو محلہ کیری اور آس پاس کے لوگوں میں خوشی کی ایسی لہر دوڑ گئی کہ محسوس ہوتا تھا کہ حج پر محض حضور شیخ المسلمین نہیں جارہے ہیں بلکہ پورا کیری جارہا ہے۔ ہر چوک ہر چوراہا ہر دکان اور ہر مکان میں صرف ایک ہی چرچا کہ پیر صاحب حج کے لئے تشریف لے جارہے ہیں۔ اور جس دن آپ نے سفر حج کا آغاز کیا اس دن تو جیسے کیری میں میلہ لگا ہوا ہے۔ دیوانوں نے ۳ کلو میٹر تک کا سفر پیدل جلوس کی شکل میں کیا اور ساتھ چل چل کر تب تک نعرہائے محبت لگاتے رہے جب تک حضور شیخ المسلمین گاڑی میں بیٹھ کر جاتے ہوئے نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گئے۔ جب آپ کی گاڑی نگاہوں سے دور ہوئی تو لوگ اپنے اپنے گھر واپس ہوئے جب حضور شیخ المسلمین بھاگلپور پہنچے تو وہاں دیوانوں کی بھیڑ دیکھ کر ایسا لگا جیسے کیری کے لوگ گھر واپس ہی نہیں گئے بلکہ حضور شیخ المسلمین کے

ساتھ انہیں رخصت کرنے کے لیے بے محابا بھاگلپور تک پہنچ گئے جب کہ واقعہ ایسا تھا کہ کچھ ہی لوگ بھاگلپور تک چھوڑنے گئے تھے مگر ان کی تعداد اس قدر تھی کہ پورا بھاگلپور نعروں سے گونج رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ کیری کے تمام لوگ حضور شیخ المسلمین کو رخصت کرنے بھاگلپور پہنچ چکے ہیں۔

جب آپ حج کی سعادت سے فراغت کے بعد واپس ہوئے تو بھاگلپور اسٹیشن پر دیوانوں نے دیوانگی اور عاشقی کا جو منظر پیش کیا ہے لفظوں سے اس کی تعبیر ایک مشکل امر ہے۔ حج کی سعادت سے شرف آشنا ہو کر واپس آنے والے اور بھاگلپور اسٹیشن پر اترنے والے دیگر حجاج کرام بھی تھے مگر کسی کے گھر سے چار افراد کسی کے استقبال کے لئے دس لوگ کسی حاجی کے خیر مقدم میں پندرہ اشخاص مگر حضور شیخ المسلمین کے استقبال، خیر مقدم اور گل پوشی کے لئے دو سو تین سو افراد پہنچے ہوئے تھے تعجب ہے پورا اسٹیشن ازدحام آلود تھا ایسا لگتا تھا جیسے کیری کا قلب و نظر آج حضور شیخ المسلمین کے قدومِ ناز کے استقبال میں فرش راہ بھاگلپور ہے۔ گویا دیوانوں کی دھڑکنوں کے ہر اک ساز سے یہی آواز آتی تھی۔ ؎

فقط راہوں میں یہ پلکیں نہیں ہم دل بچھائیں گے
مدینہ دیکھ کر جب آپ بھاگلپور آئیں گے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

پھر جب دیوانوں کا یہ قافلہ بھاگلپور سے کیری کی طرف چلا تو اس کی ایک الگ داستان ہے۔ عشق کے متوالے جب کسی اللہ والے کو دل دے بیٹھتے ہیں تو ان کے شبانہ روز کے معمولات اور ان کی حرکات قدوم کی کہانیاں دیگر عاشق مزاجوں سے الگ ہی ہوتی ہیں۔ بھاگلپور سے کیری پہنچنے تک ایک لمحے کے لئے بھی کہیں نعروں کی

گونج میں کوئی کمی نہیں دیکھی گئی۔ ایک کا نعرہ بند ہوتا تو دوسرے کا نعرہ شروع ہو جاتا۔ ایک آواز دھیمی ہوتی تو دوسری آواز بلند ہو جاتی دیوانوں کا یہ کیف بار ہجوم اسی کیفیت کے ساتھ دیوانہ وار کیری تک پہنچا یہاں پہنچ کر حضور شیخ المسلمین نے اپنے والد و مرشد حضور مخدومِ عالم پناہ سید عبد الرحمن البیتھوی کی بارگاہ میں حاضری دی پھر بلند آواز میں باندازِ عاشقانہ سب نے سلامِ رضا (مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام) پڑھا بعدہ حضور شیخ المسلمین نے اہل محلہ کے لئے دعا کی اور جلوسِ استقبال کا اختتام ہوا۔

اللہ رب العزت کیری شریف کے جملہ باشندگان کو فیوضِ حضور مخدومِ عالم پناہ و سایۂ حضور شیخ المسلمین سے دوامی طور پر بہرہ مند رکھے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

حضور شیخ المسلمین کی زبانی حجرِ اسود کی کہانی

طواف کی ابتدا حجرِ اسود کے استلام سے ہوتی ہے، یہ جنت کا پتھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے گناہ جذب کرنے کی عجیب تاثیر رکھی ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نَزَلَ الْحَجَرُ الاسْوَدُ مِنَ الْجَنَّة وَهو اَشَدُّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ، فَسَوَّدَتْه خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ". (رواہ الترمذی ۸۷۷، الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

ترجمہ: جس وقت حجرِ اسود جنت سے اترا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پھر آدمیوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔

اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ

"حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں،

اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو ختم نہ فرماتا تو یہ پوری زمین وآسمان کو روشن کر دیتے"۔ (ترمذی شریف:۸۷۷، الترغیب والترہیب:۲۷۰)

یہ بھی مروی ہے کہ حجرِ اسود قیامت کے دن اپنے بوسہ لینے اور استلام کرنے والوں کے حق میں سفارش کرے گا اور اس دن اللہ تعالیٰ اس کو زبان اور ہونٹ عطا فرمائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَشْهِدُوْا هذا الْحَجَرَ خَيَراً؛ فَإِنَّه يَوْمَ الْقِيَامَة شَافِعٌ يَشْفَعُ، لَه لِسَانٌ وَشَفَتَانِ يَشْهد لِمَنْ اِسْتَلَمَه".

(رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عائشۃ، الترغیب والترہیب:۲۷۰، ابن ماجہ ۲۹۵۷)

ترجمہ: اس حجرِ اسود کو اپنے عملِ خیر کا گواہ بنالو؛ کیوں کہ قیامت کے دن یہ سفارشی بن کر (اللہ کے دربار میں) اپنے استلام کرنے والوں کے لیے سفارش کرے گا، اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔

پیغمبرِ اعظم رسولِ امین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حجرِ اسود کا بوسہ دیتے وقت رقت وزاری بھی ثابت ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تقبیل واستلام کو گویا کہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرنا قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مَنْ فَاوَضَه؛ فَاِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ".

(رواہ ابن ماجہ ۲۹۵۷، الترغیب والترہیب:۲۶۸)

ترجمہ: جو شخص حجرِ اسود کو ہاتھ لگائے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کررہا ہے۔

حجر اسود کی فضیلتوں کے حوالے سے جو عبارات آپ پڑھ رہے ہیں آپ کو کیا

لگتا ہے حضور شیخ المسلمین کو ان فضیلتوں کا علم نہیں ہو گا خبر دار یہ گمان بھی نہ کریں۔ حضور شیخ المسلمین ایک قابل عالم، ماہر فقیہ، بلیغ مفسر، حاذق محدث، ہونے کے ساتھ ساتھ سچے اور پکے عاشقِ رسول تھے اور پھر کیوں نہ ہو آپ کی رگوں میں خون بھی تو مصطفٰی کریم کا دوڑ رہا ہے۔ جب حجر اسود کا آپ کے نانا نے اتنے اہتمام کے ساتھ بوسہ دیا ہے تو آپ کے لبوں کی بے چینی تو بنتی ہی ہے۔

خلیفۂ دوم امیر المومنین حضرتِ عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا تھا:

عَنْ عُمَرَ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ فَقَبَّلَهُ، فَقَالَ: " إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ" .

(سنن ابو داؤد، کتاب المناسک، حدیث نمبر: ۱۸۷۳)

"عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے چوما، اور کہا: میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا"۔

اس لئے اپنے سفرِ حج میں دورانِ طواف حضور شیخ المسلمین حجر اسود کو چومنے کے لئے بہت بے چین و بے قرار تھے مگر بھیڑ اس قدر غالب تھی کہ تندرست و توانا اور لحیم و جسیم بھی حجر اسود کے قریب جانے کی جرات نہ کرے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے خیال نے مجھے حد درجہ بیتاب کر رکھا تھا مگر حجاج کرام کی بھیڑ اور اس پر ایک دوسرے کو دھکیلتے ہوئے حجر اسود کے قریب جانے کی غلط روش نے میرے پیروں میں زنجیر ادب ڈال رکھی تھی اور مجھے ساکت کر رکھا تھا مگر روح کی بیچینیاں ختم

ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ فقیر اسی کشمکش میں تھا کہ اچانک ایک قوی توانا جسم اور لمبے قد والا شخص ظاہر ہوا اور مجھے حجر اسود کے بالکل قریب کر دیا۔ اب میں تھا اور میرے سامنے حجر اسود تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے مدینے والے کی سرکار میں میرے اضطراب کی کیفیت بار آور ہوگئی مجھے سہارا دینے کے لئے کسی کو میرے پاس بھیج دیا ہے۔ میں نے بڑے اطمینان سے حجر اسود کو بوسہ دیا اور جب تک بوسہ دیتا رہا کسی نے بھی خلل نہیں ڈالا۔ خوب سکون سے بوسہ دے کر کنارے آیا اور خدائے وحدہ لاشریک اور مصطفیٰ کریم کا شکریہ ادا کیا۔

حضور شیخ المسلمین نے جب حجر اسود کا بوسہ دے کر فراغت پائی ہوگی تو دل کے ہر گوشے سے یہی آواز آتی ہوگی: ؎

اگر سرکار نہ ہوتے ہر اک ارمان بہہ جاتا
حجر کو چومنے کا شوق بھی سینے میں رہ جاتا

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

محبوبان ایزدی سے آپ کی وابستگی

اولیاء اللہ سے محبت کرنا، ان کی صحبت اختیار کرنا اور ان سے سچا عشق کرنا یہ تو ایمان والوں کی خاصیت ہے بایزید بسطامی فرماتے ہیں:

"احبب اولیآء اللہ تعالیٰ لیحبوک فان اللہ تعالیٰ ینظر الی قلوب اولیائه فلعله ان ینظر الی اسمک فی قلب ولیه فیغفرلک".

ترجمہ: "اولیاء اللہ سے محبت کرو تاکہ وہ تم سے محبت کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دلوں پر نظر رکھتا ہے شاید کہ کسی ولی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی نظر تیرے نام پر نظر پڑ جائے اور تجھے بخش دے"

اولیاء اللہ سے محبت و وارفتگی کے حوالے سے حضور شیخ المسلمین کی ایک اپنی داستان ہے آپ کے روزمرہ اطوار سے جابجا بزرگوں کی محبت کا اظہار اس بات کا غماز ہے کہ حضور شیخ المسلمین کا خانۂ دل سریر آرائے محبتِ اولیاء تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس کو جس سے سچا پیار ہوتا ہے وہ اپنے دکان، مکان اولاد وغیرہ کے نام بھی اسی پر رکھ دیتا ہے۔ فاتح خیبر دامادِ پیغمبر حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی جب خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تب آپ نے دیگر شادیاں کیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حسنین کریمین کے بعد دوسری بیویوں سے جب پہلا بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا لوگوں نے آکر مبارکبادیاں دی اور کہا کہ علی! مبارک ہو اللہ نے آپ کو بیٹا عطا کیا ہے نام کیا رکھا ہے؟ علی نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام اپنے آقا کے نام پر محمد رکھا ہے۔ کچھ ایام کے بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا لوگوں نے پوچھا نام کیا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ابو بکر رکھا ہے آقا کے نام کے بعد ابو بکر نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام جچتا ہی نہیں ہے۔ تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو نام عمر رکھا۔ چوتھا بیٹا پیدا ہوا تو نام عثمان رکھا اور پانچواں بیٹا پیدا ہوا تو نام اپنے چچا کے نام پر عباس رکھا۔ کہنے والے نے کہا اَخَّرْتَ عَمَّكَ عَبَّاسَ يَا علی علی نے جواب دیا کہ اَخَّرْتُه كَمَا اَخَّرَهُ الله.

پھر جب حضرت امام حسن کے گھر بیٹا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس لے کر آئے کہا بابا بیٹا ہوا ہے نام کیا رکھنا ہے آپ نے اُٹھایا پیار کیا اور اپنے پوتے کا نام حسن رکھا (جو بعد میں حسن مثنیٰ کے نام مشہور ہوئے) اور کہا کہ اپنے آقا کا رکھا ہوا یہ نام مجھے بڑا پیارا لگتا ہے۔ دوسرا بیٹا حسن کے گھر پیدا ہوا کہا بابا نام رکھ دو تو آپ نے

اپنے دوسرے پوتے کا نام ابو بکر رکھا پھر حسن کے گھر تیسرا بیٹا پیدا ہوا آپ نے نام عمر رکھا پھر حسن کے گھر چوتھا بیٹا پیدا ہوا تو آپ نے اس بچے کا نام عثمان رکھا۔ پھر جب حضرتِ امام حسین کے گھر بیٹا پیدا ہوا اس کا نام علی رکھا۔ دوسرا بیٹا ہوا تو نام ابو بکر رکھا تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو عمر رکھا پھر حسین کے گھر چوتھا بیٹا پیدا ہوا تو آپ نے نام عثمان رکھا۔ حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے غلط باتیں دوسرے مکاتبِ فکر کی جانب سے نشر ہوتی ہیں کہ معاذاللہ تینوں خلفاء نے مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ظلم کیا ہے وہ اپنے عقائد کے علماء کو پڑھیں جنہوں نے یہ روایات نقل کی ہیں۔

(یعقوبی، مسعودی، اربلی، مفید، طبرسی، اصفہانی، ملا باقر مجلسی، مرزا عباس قُمِّی، دینوری، ساعدی اور مرزا تقی ناسخ التواریخ)

یہ تمام شیعہ مؤرخین ہیں جنہوں نے یہ روایات لکھیں ہیں۔ اگر حضرتِ علی پر خلفائے راشدین میں سے کسی نے بھی ظلم کیا ہوتا تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ ان سے اتنا پیار نہیں کرتے۔ اور اگر حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان خلفاء سے محبت نہ ہوتی تو کبھی اپنے بیٹوں اور پوتوں کے نام ان کے ناموں پر نہ رکھتے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ محبت کو دوامی صورت دینے کی اک سبیل یہ بھی ہے۔ اسی لئے راقم الحروف کہتا ہے کہ حضور شیخ المسلمین نے اولیاء اللہ سے بے پناہ محبت کے جلوے بکھیرے ہیں۔ جب آپ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار الھند جائیں گے تو اولیاء اللہ سے محبتوں کے خوبصورت نمونے زیارات کے قابل ہیں جن پر مہر محبت حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے لگائی ہے۔ مثلاً غوث الأعظم ہال، غریب نواز ہاسٹل، اشرفی مہمان خانہ، قادری لنگر خانہ اور شیخ عبد الحق بلڈنگ ان خوبصورت ناموں سے منسوب دیدہ زیب آثار، محبت و وارفتگی کے بہت سارے

اسرار افشاں کر رہے ہیں۔ "ولی را ولی می شناسد"

یہ حقیقت ہے کہ اچھوں کی محبت و صحبت سے انسان اچھا بنتا ہے اور بروں کی محبت و صحبت سے برا۔

فارسی مثل مشہور ہے:

"صحبتِ صالح ترا صالح کند و صحبتِ طالح ترا طالح کند"

اس حقیقت کو حضور شیخ المسلمین سے زیادہ بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔ کہ صالح اور نیک لوگوں کی صحبت انسان کو نیک بنائے گی اور برے افراد کی ہم نشینی، ان کے ساتھ میل جول سے دل میں برے اور ناپاک خیالات جنم لیتے ہیں، انسان کی روش اور چال چلن خراب ہو جاتے ہیں۔ شب و روز کا مشاہدہ بھی ہے کہ کوئی بچہ یا جوان فطری طور پر نیک طبیعت ہو، جب اس کو غلط ماحول مل جاتا ہے، تو رفتہ رفتہ وہ بھی اسی رنگ میں ڈھلنا شروع ہو جاتا ہے، وہی بچہ جو گالی کے نام سے واقف نہیں تھا، برے اور شریر بچوں کی صحبت میں اس کی زبان فحش گالیوں سے آلودہ ہو جاتی ہے، وہی نوجوان جس کو ٹی وی، ناچ گانے اور فحش کاموں سے نفرت تھی، چند دنوں میں بد خصلت اور سینما باز اقارب و احباب کی ہم نشینی اسے بھی سینما اور فلموں کا عاشق بنا دیتی ہے۔ اسی لئے یہ امر واقعہ ہے جو جس طرح کے لوگوں کی صحبت اور میل جول اختیار کرے گا وہی جذبات و خیالات اور وہی ذوق و رجحان اس میں بھی پیدا ہو گا جو دوسروں میں ہے۔ اس لئے آدمی کو دوست اور مجالس کے انتخاب میں انتہائی غور و فکر سے کام لینا چاہئے اور قلبی میلان ایسے افراد سے رکھنا چاہئے جن کا ذوق و رجحان، افکار و خیالات اور دوڑ، دھوپ دین و ایمان کے تقاضوں کے مطابق ہو، جو طبیعت کے نیک اور مزاج کے اچھے ہوں، اگر ان کی نیکی اور صلاح و تقوی مکمل طور پر منتقل نہ بھی ہو تو کچھ حصے کا وہ ضرور

خو گر ہو گا، خوشبو کی دکان میں بیٹھنے والا کبھی محروم نہیں ہوتا۔ نبیٔ اکرم نے اچھے اور برے دوست سے تعلق کی کیفیت کو ایک بلیغ تمثیل میں یوں بیان فرمایا ہے:

"اچھے اور برے دوست کی مثال مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے لوہار کی طرح ہے، مشک بیچنے والے کی صحبت سے تم کو کچھ فائدہ ضرور پہنچے گا یا مشک خریدو گے یا مشک کی خوشبو پاؤ گے لیکن لوہار کی بھٹی تمہارا گھر یا کپڑے جلائے گی یا تمہارے دماغ میں اس کی بدبو پہنچے گی۔" (صحیح بخاری)

علماء و صلحاء کے مجالسین و مصاحبین کبھی ناکام نہیں ہوتے، ان کا علم و تقویٰ حاصل نہ بھی ہو تو اللہ کی یاد کچھ دیر کے لئے ضرور دل میں پیدا ہو گی، دنیا سے دل و دماغ ہٹ کر آخرت کی طرف مائل ہو جائیں گے، چند لمحوں کے لئے ہی سہی، یہ آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے لئے بڑی نعمت ہے، اصحاب کہف جن کا پورا واقعہ سورہ کہف میں بیان کیا گیا ہے، وہ جب اپنے ایمان و توحید کے تحفظ کے لئے گھر سے نکلے تو ایک کتا بھی ساتھ ہو گیا، ان نفوس قدسیہ نے ایک غار میں پناہ لی تا کہ ظالم بادشاہ اور اس کے حوارئین کی نظر ان پر نہ پڑے، قدرت کی جانب سے ان خدا ترس نوجوانوں کی حفاظت کا مکمل انتظام کیا گیا، صدیوں ان پر نیند طاری کر دی گئی، جب بیدار ہوئے تو حکمراں بدل چکا تھا، مخالف حالات کا خاتمہ ہو چکا تھا، ان نوجوانوں کے ساتھ ساتھ جو کتا گیا تھا وہ اس غار کے دہانے پر بیٹھا رہا۔ اس پر بھی نیند طاری ہو گئی، قرآن نے بڑی تفصیل سے دلچسپ انداز میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے، اس میں ان بزرگوں اور نیک نوجوانوں کا تذکرہ تو ہے ہی، اس کتے کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جو ان کے ساتھ گیا تھا، ارشاد ہے: "اور ان کا کتا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا تھا۔" (کہف:۱۸)

شیخ ابو الفضل جوہری فرماتے تھے کہ جو شخص نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے ان کی نیکی کا حصہ اس کو بھی ملتا ہے، دیکھو اصحاب کہف کے کتے نے ان سے محبت کی اور ساتھ لگ گیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا۔(قرطبی ۱۰/ ۲۴۲)

قرآن مجید میں بر سبیلِ خیر کسی کا تذکرہ یقیناً بڑی عزت و شرف کی بات ہے، زمانۂ ماضی میں بیتے ہوئے کسی واقعہ کو قرآن میں حصول عبرت کے لئے پیش کیا جاتا ہے، نوجوان صلحاء جنہوں نے ایمان کی حفاظت کے لئے گھر بار چھوڑ دیا، بلاشبہ تمام مسلمانوں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے، اسی لئے قرآن مجید میں ان افراد کا تذکرہ کیا گیا مگر ساتھ میں کتا بھی تھا، تو ان نیک لوگوں کے تذکرہ کے ساتھ اس کتے کا بھی تذکرہ آ گیا جو یقیناً اس کتے کے لئے شرف کی بات ہے۔ جب ایک کتا صلحاء اور اولیاء کی محبت اور صحبت سے یہ مقام پا سکتا ہے تو آپ قیاس کر لیں کہ مؤمنین و موحدین جو اولیاء اللہ اور صالحین سے محبت رکھیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی پیہم سعی کریں، ان کا مقام کتنا بلند ہو گا۔

رسول اکرم ﷺ نے اہل دل علماء اور صلحاء سے محبت رکھنے اور ان کی مجالست اختیار کرنے والوں کو کامیابی کی بشارت دی ہے۔

آپ کا ارشاد ہے:

یہ ایسے مقبولان حق ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم اور شقی نہیں رہ سکتا۔(صحیح بخاری)

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اہل اللہ اور صالحین کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے نام اللہ کے یہاں ان ہی کے ساتھ درج ہوتے ہیں، ان کو بھی وہی نعمتیں اور

برکتیں حاصل ہوتی ہیں جو اللہ کے مقرب بندوں کو ہوتی ہیں۔ ان تمام نعمتوں میں جو اللہ والوں کو دیا جاتا ہے انھیں بھی شریک کیا جاتا ہے اور یہ دراصل اہل اللہ کا ہی اکرام ہے، جیسے معزز مہمان کے ساتھ ان کے ادنیٰ خدام کو بھی وہی اعلیٰ نعمتیں دی جاتی ہیں جو معزز مہمان کے لئے خاص ہوتی ہیں، اس کے پیش نظر اہل اللہ کے جلیس و ہم نشیں کو بھی ان کی برکت سے محروم نہیں فرمایا جاتا۔ اگر اللہ والوں کے مکمل اوصاف حاصل نہ بھی ہوئے تو ان کی صحبت کی برکت سے ضرور اپنے گناہوں پر ندامت ہوگی اور توبہ نصیب ہوگی، کبر و غرور کی بجائے تواضع اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوگا، بلاشبہ علماء و صلحاء کی مجالس میں بیٹھنے اور ان کی باتوں کو سننے سے دل سوز و گداز سے معمور ہوتا ہے، پتھر کی طرح سخت سے سخت دل بھی موم بن جاتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس میں صلاح و تقویٰ کا بیج بویا جاسکے، سیرت پر نظر رکھنے والوں کو علم ہوگا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو جو بھی مقام و مرتبہ حاصل ہوا وہ رسول اکرم کی محبت اور صحبت کا فیض تھا چنانچہ وہی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے غلام تھے حبشہ سے آئے تھے، شکل و صورت بہت خوب نہیں تھی لیکن جب انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور حضور کی مبارک صحبت اختیار کی تو ان کی غلامی کو شاہانہ تیور حاصل ہوگیا۔ ان کے علاوہ بھی جتنے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب کتب حدیث میں موجود ہیں، سب کا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاک صحبت اور عشق و محبت سے ہے، یہی کیا کم ہے کہ کسی تفریق کے بغیر اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیضان صحبت اور عطائے محبت کی بنیاد پر تمام صحابہ کیلئے اپنی خوشنودی کا اعلان فرمادیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز مسجد سے نکل رہے تھے، مسجد کے دروازے پر ایک شخص ملا اور اس نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا کہ "تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔" (جو اس کے آنے کی جلدی کر رہے ہو) یہ بات سن کر یہ شخص دل میں کچھ شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ "میں نے قیامت کیلئے بہت نماز، روزے اور صدقات تو جمع نہیں کئے مگر میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا! کہ "اگر ایسا ہے تو سن لو! تم قیامت میں اس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہم یہ مژدۂ جانفزا سن کر اتنے خوش ہوئے کہ اسلام لانے کے بعد اس مسرت کی ایسی کیف آور فضا کبھی نصیب نہ ہوئی۔" اور اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "میں اللہ سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں، اس لئے امیدوار ہوں کہ میں قیامت کے دن ان کے ساتھ رہوں گا۔" (الترغیب والترہیب ۴/ ۲۵)

قرآن کریم کی آیات، رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی احادیث، ائمہ مجتہدین و محدثین کے احوال و اقوال پڑھیں اور حضور شیخ المسلمین کی زندگی کے گوشۂ حیات کا آئینہ سامنے رکھ کر دیکھیں پھر احساس کے دریچے کھلیں گے اور یہ پتہ چلے گا کہ حضور شیخ المسلمین اولیاء اللہ سے کیوں اتنی محبت فرماتے تھے۔ آپ اولیاء، علماء اور صلحاء سے اتنی محبت کرتے تھے کہ اپنی ہر مجلس اور ہر نشست میں بزرگوں کے تذکرے کا چراغ روشن کرتے۔ اپنی تقریروں میں اولیاء اللہ سے محبت کے بے شمار گوشے اجاگر کرتے، واقعات پیش فرماتے کرامتیں سناتے پھر ان پیش کردہ واقعات و

کرامات سے اصلاح کے پہلو نکالتے۔ آپ جب کبھی اپنی تعریف کا کسی سے کوئی جملہ ملاحظہ کرتے تو باندازِ خلقِ حسن اس بات سے احراف فرماتے اور جب کسی کی زبانی بزرگوں کے حوالے سے کوئی بات سنتے خود کو اس گفتگو کا حصہ بنا لیتے اور اولیاء اللہ کی باتیں کرنے لگتے۔ چھوٹی بڑی ہر محفل میں بزرگوں کی باتیں کرنا خود بھی محبوب رکھتے اور دوسروں کی زبان سے بھی بزرگوں کی ہی باتیں سننا پسند کرتے۔ گویا آپ کے سینے میں اولیاء اللہ کی محبتوں نے عشق و وارفتگی کا ایسا جذبۂ بیکراں بھر دیا تھا کہ اس کی تسکین کا سامان صرف اللہ والوں کے ذکرِ جمیل سے ہوتا تھا۔ آپ نے اپنی نشست و برخاست میں ہمیشہ اولیاء اللہ کی سیرتوں کے تذکرے کو ترجیح دیا ہے۔ اک دفعہ عرسِ رحمانی کے موقع سے کسی نعت خواں نے حضور شیخ المسلمین کی شان میں تہنیت کا اک شعر پڑھا تو آپ نے نقیبِ اعظم مولانا طارق انور بھاگلپوری صاحب سے فرمایا کہ شعراء سے کہیں کہ منقبت کے اشعار پڑھیں۔ اس سے ظاہر و باہر ہے کہ حضور شیخ المسلمین اولیاء اللہ سے کس قدر پیار اور کس درجہ محبت فرماتے تھے۔

محبت اولیاء اللہ کی دھڑکن میں بستی ہے
انہیں کے دم قدم سے زندگی کی سانس چلتی ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

تفویض تعلیم کی خدمات

مسلمانوں میں دینی تعلیم کے اہتمام کا سلسلہ عہد نبوی ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

"إنما بعثت معلماً"

ترجمہ: ”میں تو صرف معلم واستاذ کی حیثیت سے آیا ہوں“۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد بالا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا مقصد انسانی دل ودماغ میں ایسی دینی تعلیم کی روشنی پیدا کرنا ہے جس کے ذریعے انسان اپنے مالک حقیقی خداوند عالم کی مرضی کے موافق زندگی بسر کرسکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں جتنی مشقت خیز اور صعوبت انگیز گھڑیاں آئیں اتنی کسی کی زندگی میں نہیں آئیں لیکن ان آزمائشی اور کٹھن لمحات میں بھی جس قدر پُر سکون لمحے مسلمانوں کو مل جاتے تھے ان میں بھی وہ قرآن پاک کی خصوصی تعلیم کا اہتمام کیا کرتے تھے، اس دور کے ایسے تمام مقامات کو جن میں مسلمانوں نے، خواہ تھوڑے عرصے کے لیے ہو، بیٹھ کر پڑھنے کا اہتمام کیا تھا، ہم ان کو ”دینی مدارس“ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

- مدرسہ صحنِ ابی بکر رضی اللہ عنہ
- مدرسہ دارِ ارقم
- مدرسہ بیت فاطمہ
- مدرسہ شعب ابی طالب“
- مدرسہ حبشہ
- مدرسہ قبا
- مدرسہ صفہ

علم کی تعمیر وترقی کی اہمیت اور اس میں مصروفیات کی حیثیت باور کرانے کے لئے دارارقم، درس گاہ مسجد قبا، صحنِ مسجدِ نبوی اور درسگاہِ صفہ وغیرہ کی مثالیں کافی ہیں۔ اسی طرح عہد نبوی اور دور صحابہ کی تعلیماتی سرگرمیوں اور ان کے علمی و دینی

مشغلوں کے بعد چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کی معروف دینی درس گاہوں میں مصر کا جامعہ ازہر، اصفہان کا مدرسہ ابو بکر الاصفہانی، نیشاپور کا مدرسہ ابو الاسحاق الاسفرائینی اور بغداد کا مدرسہ نظامیہ بھی فروغ علم دین کی تحریک کا حصہ ہیں۔ غرضیکہ دور جدید کے مدارس کی تاریخ و تاسیس کی کڑی عہد رسالت سے جاکر ملتی ہے اور مدارس میں پڑھائی جانے والی کتب حدیث کی سند کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ بر صغیر میں مدارس کا قیام دوسری صدی ہجری یعنی آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا۔ اور جب دہلی میں مسلم حکومت قائم ہوئی تو دہلی کے علاوہ دوسرے شہروں و قصبوں و دیہاتوں میں کثیر تعداد میں مکاتب و مدارس قائم ہوئے۔ مدارس کے قیام کا بنیادی مقصد کتاب و سنت اور ان سے ماخوذ علوم وفنون کی تعلیم و تعلم، توضیح و تشریح، تعمیل واتباع، تبلیغ و دعوت کے ساتھ ساتھ ایسے رجال کار پیدا کرنا ہے جو اس تسلسل کو قائم و دائم رکھ سکیں، نیز انسانوں کی دنیاوی زندگی کی رہنمائی کے ساتھ ایسا جدوجہد کرنا ہے کہ ہر ایک انسان جہنم سے بچ کر جنت الفردوس کا مستحق بنے۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت کے مستقل قیام کے ایک صدی گزرنے پر ہندوستان علوم وفنون کا گہوارہ بن چکا تھا۔ صرف دہلی شہر میں ایک ہزار اسلامی مدارس تھے۔ عالمگیر اورنگزیب کے عہد میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں چار سو مدرسے تھے۔ دہلی، آگرہ، لاہور، ملتان، جونپور، لکھنؤ، خیر آباد، پٹنہ، اجمیر، سورت، دکن، مدراس، بنگال، گجرات اور بہار وغیرہ بہت سے مقامات علم وفن کے مرکز تھے۔ صرف بنگال میں اسی ہزار مدارس تھے۔

الغرض علم جتنا عروج پائے گا جہالت کا قد اتنا ہی پست ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور شیخ الاسلام منصبِ سجادگی پر مسند نشینی کے بعد ہی سے اس فکر میں مستغرق تھے

کہ میرے نانا کی شریعت کی پاسداری اور حفاظت کا ذریعہ تعلیم و تعلم کا فروغ ہے اور اس کا سب سے دلکشا باب مدرسہ ہے لہٰذا اس کا قیام از حد ضروری ہے تا کہ دوسرے علاقوں کی طرح اس علاقے میں بھی علم کی خوشبوئیں پھیلے۔

چنانچہ آپ نے ۴۲/ بیالیس روپے کی امداد اور چندہ سے مدرسہ کی بنیاد رکھی اور محنت و مشقت کے چرخے کو اتنی تیزی سے گھمایا کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ دن بھی بر سرِ چشم آیا جب مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کو حتمی وجود کا شرف ملا۔ آج اس مدرسہ میں بہار، جھارکھنڈ، بنگال، اڑیسہ، چھتیس گڑھ اور اتر پردیش سمیت کئی صوبوں کے طلبہ ہمہ وقت زیور علم سے آراستہ و پیراستہ ہو رہے ہیں۔ اور کسی بھی دینی ادارے کو اس قدر عروج کی سرحدوں کو چھونے میں تقریباً ایک صدی کی قربانیاں صرف کرنا پڑتی ہیں۔ مگر یہ ادارہ آپ کی جانفشانی اور عرق ریزی کے جلو میں بڑی سرعت کے ساتھ بامِ عروج پر جا پہنچا۔ دو سو سے زائد طلباء اور دس سے زائد اساتذہ کی ایک برکت شعار ٹیم کے علمی کارنامے کی وجہ سے بانکا، بھاگلپور، دمکا، گڈا، مدھوپور اور دیوگھر جیسے بڑے بڑے شہروں کے لئے یہ مدرسہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ بیع و شراء، طلاق و نکاح اور خلع و میراث جیسے معاملات کے تمام تر امور کی انجام دہی یہیں سے طے پاتی ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کی محنت و کاوش کی بدولت اس مختصر سے وقت میں مدرسہ خانقاہ رحمانیہ نے جو نتائج پیش کیے ہیں ان سے بڑے بڑے دینی ادارے اور عالمی شہرت یافتہ یونیورسیٹیاں مرعوب ہیں۔

بانکا، بھاگلپور، دمکا، گڈا اور دیوگھر جیسے مشہور و معروف شہروں میں دینی و تربیتی اصلاح کے لئے خدمتِ خلق کے جتنے بھی کارواں ہیں ان میں یہ ادارہ میرِ کارواں کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے کئی سارے شعبہ جات کو وجود میں لاکر کامیابیوں کا چمن

آباد کیا ہے۔ وہ تمام شعبے جنہیں ابتدا سے لے کر آج تک اس ادارے نے اپنی آغوشِ تعمیر و ترقی سے لگا رکھا ہے۔ انہیں حساس آنکھوں کے روبرو کر رہا ہوں۔ مثلاً۔

(۱)شعبۂ پرائمری بنام ابتدائیہ (تین سالہ کورس)

(۲)شعبۂ حفظ القرآن الکریم

(۳)شعبۂ قرات و تجوید (مکمّل بروایت حفص کورس)

(۴)شعبۂ عالمیت (از اعدادیہ تا خامسہ)

(۵)شعبۂ افتاء (مراسلاتی کورس ۴ سالہ)

(۶)رحمانی دار الافتاء

(۷)الحسنین اورینٹل لائبریری (چھ ہزار کتابوں کا خزانہ)

(۸)الرحمان اسلامک تحقیقاتی مشن

(۹)شعبۂ مشقِ خطابت

شعبۂ پرائمری

یہ شعبہ مکتب کی صورت میں محلے کے بچوں اور بچیوں کے لئے خاص ہے۔ اس میں چار سال سے لے سات سال کی عمر کے بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ کیوں کہ بچے مستقبل میں قوم کے معمار ہوتے ہیں، اگر اُنھیں صحیح تعلیم و تربیت دی جائے تو اس کا مطلب ہے ایک صالح معاشرے کی مضبوط بنیاد ڈال دی گئی۔ بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے؛ اس لیے کہ ایک اچھا پودا ہی مستقبل میں تناور درخت بن سکتا ہے۔ بچپن کی تعلیم و تربیت کا اثر بچوں کے کردار میں پتھر کے انمٹ نقوش کی طرح ثبت ہو جاتا ہے، بچپن میں ہی اگر

بچے کی صحیح دینی واخلاقی تربیت اور اصلاح کی جائے تو بڑے ہونے کے بعد بھی وہ ان پر عمل پیرا رہے گا۔

شعبۂ حفظ القرآن الکریم

اس شعبہ کے تحت قرآن مجید کو حفظ کرنے کا مضبوط و مربوط اور مستحکم نظام موجود ہے جس میں تجربہ کار حفاظ و قراء حضرات اپنی مخلصانہ جدوجہد کے ساتھ سرگرم عمل ہیں جس میں صحتِ الفاظ، مخارج الحروف والکلمات کی رعایت کے ساتھ تصحیح قرآن کا خاص خیال رکھا جاتا ہے، درجات حفظ میں اردو خواندگی واملا نویسی کا بھی سلسلہ ہے؛ تاکہ کوئی طالب علم اگر درجۂ حفظ سے فراغت کے بعد آگے تعلیمی سلسلہ جاری نہ رکھ سکے تو بقدر ضرورت لکھنے پڑھنے میں کسی کا محتاج نہ رہے۔ حفظ کے طلبہ کو نماز فجر سے ایک گھنٹہ قبل ہی بیدار کر دیا جاتا ہے اور اساتذہ اس وقت طلبہ کے اسباق سن کر فارغ ہو جاتے ہیں۔

شعبۂ قرات و تجوید

یہ شعبہ مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار الھند کا ایک باوقار شعبہ ہے جس میں قرأت و تجوید کی تعلیم کا مکمّل اور مستقل نظم ہے۔ اس شعبہ میں تجوید و قرأت کے حوالے سے حضرتِ امام عاصم کوفی و حضرت امام حفص کی روایات کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ اس میں تجوید کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ مثلاً معرفۃ التجوید، مصباح التجوید، ضیاء القرات، جامع الوقف اور فوائدِ مکیہ جیسی اہم کتابوں کا خاص طور پر درس دیا جاتا ہے اور ہر روز عملی مشق بھی کرائی جاتی ہے۔ قواعد کی کتابوں

کی تکمیل کے بعد ہی متعلقہ درجہ کی مستقل سند دی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ درجۂ عالمیت کے طلبہ کو لازمی طور پر پارۂ عم کی مشق تجوید کے ساتھ کرائی جاتی ہے اور اس کے بغیر طالب علم کو سند فراغت بھی نہیں دی جاتی۔

شعبۂ عالمیت

یہ ایک پانچ سالہ دینی کورس ہے، جس میں اہل السنۃ والجماعۃ کے منہج اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ ماضیہ امام عشق و محبت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق حنفی فقہ کی روشنی میں تدریسی خدمات انجام دی جاتی ہیں۔ درسی نصاب بھی تقریبا ہند وپاک کے معروف ومشہور اور مستند دینی اداروں سے لیا گیا ہے، جس میں خاص طور پر عالم سنیت کی مشہور و معروف درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا نصاب ترجیح اول ہے۔ تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، میراث، نحو، صرف، بلاغت، عربی ادب، تاریخ، اخلاق و تربیت وغیرہ مختلف فنون کی کتب داخل نصاب ہیں۔ سال میں چار امتحانات ہوتے ہیں (سہ ماہی، شش ماہی، نہ ماہی و سالانہ) ان چاروں امتحانات میں کامیابی کے بعد ہی کسی طالب علم کو دستار و سند کے قابل سمجھا جاتا ہے ورنہ نہیں۔

شعبۂ افتاء مراسلاتی کورس

مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار الھند کے جملہ شعبہ جات میں سے ایک اہم شعبہ چار سالہ مراسلاتی تخصص کا ہے اس شعبہ میں وہ طلبہ جو کسی فن مثلا نحو، صرف، فقہ، عربی ادب وغیرہ میں تخصص چاہتے ہیں ان کے لئے بذریعۂ خط و

کتابت مر اسلاتی کورس کا انتظام کیا گیا ہے جس میں طلبہ اپنی صلاحیتوں کو نکھار کر کامیابیوں کے مدارج پہ چڑھتے ہیں۔ جس کے لئے ماہر اساتذہ کا انتظام ہے۔

رحمانی دار الافتا

مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کے مختلف شعبہ جات میں سے یہ شعبہ بھی نہایت ہی اہم شعبہ ہے۔ برصغیر پاک وہند میں فتویٰ نویسی میں علمائے اہل سنت کی کاوشیں لائق تحسین ہیں۔ چونکہ اسلام میں فتویٰ نویسی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ بذات خود اسلام، فتویٰ سے مراد پیش آمدہ مسائل اور مشکلات سے متعلق دلائل کی روشنی میں شریعت کا وہ حکم ہے جو کسی سائل کے جواب میں کوئی عالمِ دین اور احکامِ شریعت کی بصیرت رکھنے والا قرآن و سنت کی روشنی میں رہبری کرے۔ فتویٰ پوچھنے اور فتویٰ دینے کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور سے چلا آرہا ہے۔ اس لئے سرچشمۂ علم و فیضان ہونے کی حیثیت سے جہاں اس ادارے میں باقی شعبہ جات ہیں دار الافتاء کا بھی ہونا اشد ضروری تھا یہ احساس ہی مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کے احاطۂ نور میں رحمانی دار الافتا کے قیام کا سبب بنا آج اس سے بڑے بڑے کام انجام دیے جارہے ہیں۔

الحسنین اورینٹل لائبریری

کتاب کی اہمیت وضرورت سے کسی بھی ذی شعور کو مجالِ انکار نہیں ہو سکتا ہے، کتاب پڑھنے سے جہاں قلوب و اذہان کی گرہیں کھلتی ہیں افکار و خیالات میں رعنائی پیدا ہوتی ہے وہیں پر یہ کتاب زندگی کے نشیب و فراز کو متوازن رکھنے میں بہترین مددگار ثابت ہوتی ہے مگر یہ سب نعمتیں مُہذب و دینی کتابوں سے ہی حاصل ہو

سکتی ہیں نہ کہ وہ کتابیں جو فحش و عریانیت کو فروغ دیتی ہوں یہی وجہ ہے کہ حضور شیخ المسلمین اپنے قول و عمل دونوں سے مطالعہ کرنے اور لائبریری بنانے کی ترغیب دلاتے تھے آپ نے اپنے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کا سامان فراہم کرنے اور تحریری امور کی انجام دہی کے لئے اپنے شہزادے تاج المسلمین علامہ شاہد رضا قبلہ مصباحی کو ایسا سنوارا کہ انہوں نے آپ کے نام سے منسوب "الحسنین اورینٹل لائبریری" بنادی۔ آج علمِ قرآن وحدیث عقائد و فقہ اور تصوف کے درجنوں موضوعات پر ہزاروں کتب و رسائل اس لائبریری کی زینت ہیں جن میں نحو و صرف فقہ و تصوف کی کتابوں کے علاوہ ترجمۂ کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان، فتاوٰی رضویہ، بہارِ شریعت اور اِحیاء العلوم سرِ فہرست ہیں۔ اللہ رب العزت نے عروج کا ایسا تاج پہنایا کہ آج یہ "الحسنین اورینٹل لائبریری" تقریباً چھ ہزار کتابوں کا ذخیرہ و خزانہ ہے۔

الرحمان اسلامک تحقیقاتی مشن

شروع میں تحریریں پتھروں اور ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں، پھر معاملہ درختوں کی چھال اور چمڑے کی طرف بڑھا۔ زمانہ نے ترقی کی تو کاغذ اور پریس وجود میں آیا۔ جس کے بعد سلسلۂ تصنیف و تالیف نے بے مثال ترقی کی، تحریروں سے بگڑی ہوئی زبانیں سدھرتی ہیں، جرائم کی نشان دہی اور بیخ کنی ہوتی ہے، دوریاں قربتوں سے مانوس ہوتی ہیں، معاشرتی واقعات و حکایات تاریخ کی شکل میں مرتب ہوتی ہیں۔ بالخصوص نظریاتی اور اسلامی معاشرہ کی مثبت تشکیل، فکری استحکام، ملکی ترقی کے فروغ، ثقافتی ہم آہنگی، تعلیم تربیت، اصلاح و تبلیغ، رائے عامہ کی تشکیل، خیر و شر کی تمیز اور حقائق کے انکشاف سے ہم آہنگ کرتی ہے۔ تصنیف ایک امانت ہے، اس کے

لیے خدا ترسی، تربیت واہلیت اور فنی قابلیت ناگزیر ہے۔ حضور شیخ المسلمین کا قائم کردہ الرحمان اسلامک تحقیقاتی مشن اسی نہج کی منصوبہ بندی کا ایک خوبصورت حصہ ہے۔ یہاں سے کتابیں، رسالے، مقالے اور مضامین چھپ کر قارئین تک پہنچتے ہیں جن سے ایمانی اور اخلاقی اصلاح ہوتی ہے۔ عربی کا مثل ہے۔

مَن حَفِظَ فَرَّ مَن کَتَبَ قَرَّ

گویا آنے والی نسلوں کے لئے سرمایۂ فن بچا کر رکھنے کی جو صورتیں ہیں ان میں سے تصنیف سے بہتر سبیل کچھ بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور شیخ المسلمین نے زندگی کے آخری لمحات میں اپنی کتابوں کے ذخائر کی صورت میں بیش بہا نعمتیں آنے والی نسلوں کے لیے چھوڑ رکھا ہے۔

شعبۂ مشقِ خطابت

درس نظامی پڑھنے والے عالمیت کے تمام طلباء کے لیے یہ نظم بنایا گیا ہے کہ وہ جمعرات کے دن بعد نمازِ مغرب ایک ہال میں جمع ہو جائیں، اور فن خطابت کی مشق کریں، اس کے لئے اساتذہ کی جانب سے موضوعات کی تعیین ہوتی ہے، اور پھر اس موضوع پر تیاری کے بعد سب کے سامنے تقریر پیش کی جاتی ہے، تاکہ طلبہ آئندہ عملی میدان میں خطاب وبیان کے ذریعے اچھے انداز سے عوام کو دینی تعلیمات سے روشناس کرا سکیں۔

الغرض مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کی خدمات تعلیماتِ نبوی کے حوالے سے اس قدر ثمر آور ہیں کہ آج اس ادارے سے تقریباً تین سو سے زائد حفاظ قرآن، قراء کرام اور علمائے حق فارغ ہو کر ملک کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور جو

جہاں ہیں وہیں کامیاب طریقے سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کوئی مکتب چلا رہا ہے تو کوئی مدرسے میں اعلیٰ تعلیم سے طالبان علوم نبویہ کو سیراب کر رہا ہے۔ کوئی منصبِ امامت پر سرفراز ہے تو کوئی جلسہ و جلوس میں مصروف عمل ہے۔ گویا حضور شیخ المسلمین نے مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کی وساطت سے علم و عمل کا اک ایسا چمنستان عطا کیا ہے کہ ملک کا کوئی کونا ایسا نہیں ہے جسے علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی خوشبو نہ ملی ہو۔

کسی مفکر نے کہا تھا کہ۔۔۔۔۔

برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں پر علماء حق کا بہت بڑا احسان ہے، جنہوں نے دینی مدارس اور جامعات قائم کیے، جن کی بدولت جہاں دینی علوم کی حفاظت و اشاعت کا اہتمام ہوا، وہاں ایسے علماء حق پیدا ہوئے جنہوں نے اُمت کی دینی، ایمانی اور اخلاقی تربیت فرمائی، نیز میدانِ عمل میں انسانیت کی فلاح کے لیے عملی نمونے پیش کیے۔ انھی مدارس کی بدولت آج شعائرِ اسلام زندہ ہیں، منکر و معروف کا فرق واضح ہے۔

تعمیری ترقی و بہبودی انقلاب

۴۲ روپے کے چندے سے اپنے سفر کا آغاز کرتے ہوئے تعلیمی خدمات کی پُر کیف بہاریں تو آپ نے دیکھ ہی لیں اور اپنے جامۂ احساس کو خوشبودار کیا مگر تعمیری خدمات کے خوشنما جلوے کا بھی معائنہ و مطالعہ کریں جو اسی ۴۲ روپے کی امداد اور چندے کا روشن و تابناک باب ہے۔ اہل خرد کی عقلیں دنگ ہیں، احساسات انگشت بدنداں ہیں اور ہوش والے مدہوش ہیں کہ کوئی اتنی کم مدت میں اس قدر توسیع و تعمیر کے جلوے کیسے بکھیر سکتا ہے۔ اتنا بڑا کارنامہ اور اتنی قلیل سی مدت میں کیسے انجام دیا

جاسکتاہے۔ یقیناً اس حوالے سے انسان صامت و ساکت رہے گا مگر چونکہ اللہ والوں کے طریقۂ کار الگ ہوتے ہیں ان کی تبلیغ کا نہج مختلف ہوتا ہے، ان کے منصوبات کی روش علاحدہ ہوتی ہے۔ خیال و فکر کے ضابطے خواہ کچھ بھی کہیں مگر چشم تخیلات سے جب حقائق کے پردے مرتفع ہوتے ہیں تو کہانی دگر گوں ہوتی ہے۔ اور اہلِ دل حضرات عش عش کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کہ ۵ بیگھہ ۲۴ کٹھے کی وسیع و عریض زمین پر دیدہ زیب عمارات اور پُر شکوہ بلڈنگیں اہل نظر کو دعوتِ نظارہ دیتی ہیں۔ ۳۴۰۰ر چونتیس سو اسکوائر فٹ پر مشتمل شیخ عبد الحق بلڈنگ اپنی زیبائش کی جھلکیاں پیش کرتی ہیں۔ سیرۃ النبی ہال پانچ ہزار سے زائد افراد کو اپنی گود میں لینے کے لئے ہمہ دم اور ہمہ تن تیار ہے غوث الأعظم ہال، غریب نواز ہاسٹل، اساتذۂ کرام کی رہائش کے لئے اوپر نیچے سمیت چھ خوبصورت اور بڑے کمروں پر مشتمل ایک عمدہ عمارت، ۶ر کمروں اور اک ہال پر مشتمل حسین خانقاہ بنام خانقاہِ قادری رحمانی، مہمانوں کی ضیافت کے لئے ۱۰ کمروں پر مشتمل شاندار اشرفی مہمان خانہ، عُرسِ رحمانی میں آنے والے زائرین کے لیے خورد و نوش کے اہتمام میں کشادہ ہال جس کے چاروں طرف زیریں و بالائی سمیت کل ۱۰ر سے زائد کمرے نیز ہال کے چاروں اطراف میں خوبصورت بر آمدہ، مغرب کی جانب بابِ محمدی، آستانۂ مخدومِ عالم پناہ کی دیدہ زیب تعمیر، مسجدِ رحمانی کی تعمیرِ دل آرا اور جاذبِ قلب و نظر کشیدہ کاری۔ علاوہ ازیں آپ کی قیام گاہ کے اوپر خانۂ کعبہ اور گنبدِ خضریٰ کے جلووں کی خوبصورت یادگاریں ہیں۔ یہ تمام تر جلوہ سامانیاں آپ کی کوششوں کی سوغات ہیں۔ جو تا قیامت آپ کی عظمتوں اور رفعتوں کا خطبہ پڑھتی رہیں گی۔

حضور شیخ المسلمین اور دیدار محبوب رب العلمین

رسولِ معظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم پر صدق دل سے ایمان لانے والے ان سے سچی محبت کرتے ہیں اور ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مومن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کمال درجہ محبت کرے اور پھر کمال درجہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محب اپنے محبوب سے ملاقات کی خواہش میں آنکھیں بے چین رکھتا ہے۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے خواب میں یا آخرت میں ملاقات کی دلی تمنا کرتا ہے۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے رب سے دعائیں بھی کرتا ہے۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے لئے ان کی ایک جھلک پانے کے لیے زندگی بھر بے چین و بے قرار ہی نہیں رہتا ہے بلکہ اپنی جان دے کر بھی حضور کی ملاقات کی تمنا کرتا ہے۔ زندگی میں محبوبِ رب العالمین کو دیکھنا بہت مشکل ہے مگر موت کے بعد سوالات قبر کے وقت حضور کو دیکھنا یقینی ہے اس لئے عشاق بے نفس مرنے کی تمنا بھی کرتے ہیں البتہ عام حالات میں موت کی تمنانا جائز و حرام ہے۔

موت کی تمنا جائز نہیں ہے

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّزْدَادَخَيْرًا وَ اِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ." (نسائی، ص۳۱۱، حدیث:۱۸۱۵)

یعنی تم میں سے کوئی موت کی تمنّا ہرگز نہ کرے (کیونکہ) یا تو وہ نیکوکار ہوگا تو شاید وہ نیکیاں بڑھائے یا وہ گنہگار ہوگا تو شاید وہ توبہ کرلے۔

مؤمن کے لئے دُنیاوی زندگی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے کیونکہ اسی دنیا میں وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے والے کام کر سکتا ہے اور اپنی آخرت کو بہتر بنا سکتا ہے۔ اور اگر اس سے گُناہ سَرزَد ہوئے ہیں تو یہاں اس کو توبہ کی مُہلت بھی ملی ہوئی ہے۔ اس لئے موت کی تمنّا نہیں کرنی چاہئے۔

مُفَسّرِ قرآن، حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

مؤمن کی زندگی بہرحال اچھی ہے کیونکہ اعمال اسی دورِ ایمان میں ہوسکتے ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: زندگی کا زمانہ تُخم (بیج) بونے کا زمانہ ہے جو بوئے گا، آگے چل کر کاٹے گا، بدکار اگر توبہ کرے گا تو اسی زندگی میں، نیکو کار نیکیاں بڑھائے گا تو اسی زندگی میں۔ (مرآۃ المناجیح، ج۲، ص۴۳۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا جائز ہے

یہ یاد رہے موت کی تمنّا اس صورت میں ممنوع وناجائز ہے جبکہ یہ دُنیاوی مصیبت کی وجہ سے ہو، اگر یہ تمنّا اللہ تعالیٰ سے ملاقات، سیّدُنا وَحَبِیْبُنَا آقائے کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت یا صالح بزرگوں دیدارِ شوق کے لئے ہو یا جب اس کو دینی نقصان ہو رہا ہو تو موت کی تمنّا کرنا جائز ہے۔ جیساکہ رئیس اُلمتکلمین حضرت علامہ مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں:

یہ دعا (یعنی مرنے کی دعا) بسببِ شوقِ وَصْلِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے شوق) واِشْتِیاقِ لِقائے صالحین (نیکوں سے ملاقات کی تمنّا کی وجہ سے) دُرست ہے۔ اسی طرح جب دین میں فتنہ دیکھے تو اپنے مرنے کی دعا

جائز ہے۔(فضائلِ دعا، ص ۱۸۲)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ دُنیوی مَضَرَّتوں (نقصانات) سے بچنے کے لئے موت کی تمنّا ناجائز ہے اور دینی مَضَرَّت (دینی نقصان) کے خوف سے جائز کَمَا فِی الدُّرِّ الْمُخْتَار وَالْخُلَاصَۃِ وَغَیْرِھِمَا(جیسا کہ در مختار، خلاصہ اور دیگر کتب میں ہے)۔(ملخص از فضائلِ دعا، ص ۱۸۳)

ہم یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت خواب میں یا حالتِ بیداری میں میسر ہونے کے حوالے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی احادیث کے ساتھ ساتھ بزرگوں کے اقوال و احوال کی کچھ جہتوں کو رہنمائی کے طور پر اجاگر کرتے ہیں پھر حضور شیخ المسلمین کے دیدار رسول کا خوبصورت اور دلکش لمحہ بھی پیش کریں گے ان شاء اللہ۔

رسول للہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

"مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِيْ لِيْ حُبّاً: نَاسٌ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ أَحَدُهمْ لَوْ رَاٰنِيْ بِأَهلِهٖ وَمَالِهٖ" (صحیح مسلم)

ترجمہ: "میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں، جو میری رحلت کے بعد آئیں گے، ان کی خواہش ہو گی کہ مجھے دیکھنے کے بدلے اپنے اہل و عیال اور مال سب کچھ صرف کردیں"۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھی ایسے لوگوں سے اپنی حد درجہ محبت و شفقت کا ارمغان پیش کیا ہے۔

ایک بار آپ ﷺ قبرستان کی طرف نکلے، قبر والوں کو سلام کیا،

اور صحابہ کرام سے کہنے لگے: ''ہماری خواہش ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتا!'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ میرے ساتھی ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے ہیں''۔ (صحیح مسلم، سنن نسائی)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ رَاٰنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِي، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِيْ'' (صحیح مسلم)

کہ جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو واقعی اس نے مجھے ہی دیکھا ہے، کیونکہ شیطان میری مشابہت نہیں اختیار کر سکتا۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ان کی حقیقی صورت کے ساتھ خواب میں دیکھا جا سکتا ہے، اور شیطان کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آنکھوں کے سامنے یا خواب میں کئی طرح کی شکلیں اختیار کرنے کی طاقت دی ہے، لیکن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسی شکل اختیار کرنے کی قوت سے محروم رکھا ہے۔

حضرتِ اِمام مالک اور زیارتِ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت امام مالِک رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے تھے، کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت نہ کی ہو۔ (حلیۃ الاولیاء، ٦/ ٣٤٦، رقم: ٨٨٥٥)

حضرتِ بلال اور زیارتِ سید الجمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عاشقِ مصطفیٰ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے وِصال مبارک کے بعد یہ خیال کرکے شہر دلبر۔۔۔ مدینہ منورہ۔۔۔ سے شام چلے گئے کہ جب یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہ رہے تو پھر اِس شہر میں کیا رہنا! حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا:

ما هذه الجفوة، يا بلال؟ أما آن لک أن تزورني؟ يا بلال! .

"اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تم ہم سے ملاقات کرو؟"

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اَشک بار ہو گئے۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو حکم سمجھا اور مدینے کی طرف رختِ سفر باندھا، اُفتاں و خیزاں روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی اور بے چین ہوکر غمِ فراق میں رونے اور اپنے چہرے کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ملنے لگے۔

(سبكي، شفاء السقام في زيارة خير الأنام : ٣٩ | ابن حجر مكي، الجوهر المنظم : ٢٧ | ذهبي، سير أعلام النبلاء، ١ : ٣٥٨ | ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ٧ : ١٣٧ | شوكاني، نيل الأوطار، ٥ : ١٨٠)

حضرتِ عتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور کو دیکھنا

اسی طرح۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے عاصیوں اور خطاکاروں کو ہدایت فرمائی ہے کہ جب ان سے خطائیں اور گناہ سرزد ہو جائیں تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرنا چاہئے اور خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے بھی عرض کرنا چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے لئے دعا فرمائیں جب وہ ایسا کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع برحمت فرمائے گا، انہیں بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔ اِسی لئے فرمایا گیا: ”لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا“ (تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے)

عن العتبي، قال : كنتُ جالساً عند قبر النبي صلي اللّٰه عليه وآله وسلم، فجاء أعرابي فقال : السلام عليک يا رسول اللّٰه! سمعتُ اللّٰه يقول: ﴿وَ لَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ وقد جئتُكَ مستغفراً لذنبي مستشفعاً بكَ إلي ربي. ثم أنشأ يقول :

يا خير من دفنت فى القاع أعظمه
فطاب من طيبهن القاع و الأكم
فنفسي الفداء لقبر أنت ساكنه
فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ثُم انصرف الأعرابيّ، فغلبتني عيني، فرأيت النبي صلي اللّٰه عليه وآله وسلم في النوم، فقال : يا عتبي! الحق الأعرابيّ، فبشره أن اللّٰه قد غفر له.

عُتبی کا بیان ہے کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک دیہاتی آیا اور اس نے کہا: ”السّلام علیکَ یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ”اور (اے حبیب!) اگر

وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی اُن کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے" میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت میں اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہوئے اور آپ کو اپنے رب کے سامنے اپنا سفارشی بناتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔" پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

(اے مدفون لوگوں میں سب سے بہتر ہستی! جن کی وجہ سے میدان اور ٹیلے اچھے ہو گئے، میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ صلی اللہ علیک وسلم رونق افروز ہیں، جس میں بخشش اور جود و کرم جلوہ افروز ہے۔)

پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی، میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرما رہے تھے: عُتبی! اعرابی حق کہہ رہا ہے، پس تو جا اور اُسے خوش خبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔"

(ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم: ۱: ۵۱۹-۵۲۰)

اِمام قرطبی نے اپنی معروف تفسیر "الجامع لاحکام القرآن (۵: ۲۶۵-۲۶۶)" میں عتبی کی روایت سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ یوں بیان کیا ہے:

روى أبو صادق عن علي، قال: قدِم علينا أعرابيٌّ بعد ما دفّنا رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم بثلاثة أيام، فرمي بنفسه علي قبر رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم، وحَثَا علي رأسه من ترابه، فقال: قلتَ يا رسول الله! فسمعنا قولك، و وَعَيْتَ عن الله

فوعينا عنك، وكان فيما أنزل الله عليك : ﴿وَ لَوۡ أَنَّهُمۡ إِذۡ ظَّلَمُوۡا أَنۡفُسَهُمۡ﴾ الآية، وقد ظلمتُ نفسي، وجئتُك تستغفر لي- فنودي من القبر أنه قد غفر لک.

''ابو صادق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے سامنے ایک دیہاتی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کے تین دن بعد مدینہ منورہ آیا۔ اس نے فرطِ غم سے اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر گرا لیا۔ قبر انور کی مٹی اپنے اوپر ڈالی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے فرمایا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کا قول مبارک سنا ہے، آپ صلی اللہ علیک وسلمنے اللہ سے احکامات لئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیک وسلم سے احکام لئے اور اُنہی میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: ''وَلَوۡ أَنَّهُمۡ إِذ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ۔ (اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے۔۔۔)۔'' میں نے بھی اپنے اوپر ظلم کیا ہے، آپ صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے اِستغفار فرما دیں۔ اعرابی کی اِس (عاجزانہ اور محبت آمیز) التجاء پر اُسے قبر سے ندا دی گئی: ''بیشک تمہاری مغفرت ہو گئی ہے۔'' (قرطبي، الجامع لأحکام القرآن، ۵:۲۶۵)

عتبیٰ کی اس روایت پر اکابر محدّثینِ کرام نے اعتماد کیا ہے۔ امام نووی نے اسے اپنی معروف کتاب ''الایضاح'' کے چھٹے باب (ص: ۴۵۴، ۴۵۵) میں، شیخ ابو الفرج بن قدامہ نے اپنی تصنیف ''الشرح الکبیر (۳:۴۹۵)'' میں اور شیخ منصور بن یونس بہوتی نے اپنی کتاب ''کشاف القناع (۵:۳۰)''، جو مذہب حنبلی کی مشہور کتاب ہے، میں اسے نقل کیا ہے۔ علاوہ ازیں تمام مذاہب کے اجل ائمہ و علماء کا عُتبی کی

روایت کے مطابق دیہاتی کا روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر مغفرت طلب کرنا ان کی کتابوں میں زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا مناسکِ حج کے ذیل میں بیان ہوا ہے۔ جن میں امام ابنِ کثیر، امام نووی، امام قرطبی، امام ابنِ قدامہ، امام سبکی، امام سیوطی، امام زرقانی سمیت کئی ائمہ شامل ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان اکابر محدّثین و مفسرینِ کرام نے کفر اور گمراہی کو نقل کیا ہے؟ یا (معاذ اللہ) وہ بات نقل کی ہے جو بت پرستی یا قبر پرستی کی غماز ہے؟ اگر ایسا تسلیم کر لیا جائے تو پھر کس امام کو معتبر اور کس کتاب کو ثقہ و مستند مانا جائے گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں نبی ﷺ کو خواب میں دیکھنے والے کی فضیلت کچھ یوں بیان ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ رَاٰنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ." (صحیح بخاری صحیح مسلم)

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ ضرور مجھے (آخرت میں) بیداری کی حالت میں دیکھے گا۔

اس حدیثِ پاک کی شرح میں جلیلُ القدر امام ابو محمد عبد اللہ بن ابی جمرہ مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں:

یہ حدیثِ پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب بیداری میں دیکھ لے گا۔ یہ حدیثِ پاک اپنے عموم پر ہے جس میں حیاتِ ظاہری اور بعدِ وصال کی کوئی قید نہیں ہے، الفاظِ حدیث تو عموم ہی کا فائدہ دیتے ہیں اور جو کوئی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تخصیص کے بغیر اپنی طرف سے خود بخود تخصیص کا دعویٰ کرے وہ تکلف سے کام لینے والا ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے

فرمایا: "مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیطَانُ بِیْ" یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

(بخاری، ۴/ ۴۰۶، حدیث: ۶۹۹۳۔ بہجۃ النفوس، ۴/ ۲۳۷)

موت کے وقت حفاظ ایمان کی سند

نیز اس حدیثِ پاک کے تحت شارحِ بُخاری حضرتِ علاّمہ مفتی محمد شریفُ الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

"بعدِ وصال بھی اگر کوئی حُضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خواب میں زیارت سے مُشَرَّف ہو تو حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُس پر کرم فرمائیں گے اور بیداری میں بھی اپنی زیارت سے مُشَرَّف فرمائیں گے۔ دوسری تاویل یہ کی گئی ہے کہ وہ (خواب میں دیدار کرنے والا) آخِرت میں حُضورِ اَقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار کرے گا یعنی مخصوص طریقے سے قربِ خاص میں باریاب (یعنی حاضِری کی اِجازت پانے والا) ہو گا اور اُس کا خاتِمہ اِیمان پر ہو گا۔"

بے شک بعدِ رحلت نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھنا اور آپ سے فیض لینا اُمّتِ محمدیہ کے بکثرت کاملین کے لئے واقع ہوا ہے۔

رسولِ ذی وقار خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خواب میں یا حالت بیداری میں دیدار کرنے اور فیض و عطا سے دامنِ امید کو لبریز کرنے کے حوالے سے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الحاوی للفتاوی" میں جو

روایات نقل کی ہیں ان میں سے کچھ اصحابِ ذوق کے لئے پیش ہیں۔

فرماتے ہیں:

بیداری میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کرنا بالکل ممکن بلکہ کثیر اولیاو صالحین سے ثابت بھی ہے۔

امام جلالُ الدّین سیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ کے زمانے میں جب کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا تو آپ نے "تَنوِیْرُ الْحَلَك" نامی رسالہ لکھ کر نہ صرف اس مسئلے پر دلائل قائم فرمائے بلکہ مخالفین کا رد بھی فرمایا۔ امام ابنِ حجر مکی، شارحِ بخاری امام سراجُ الدّین ابنِ ملقن، امام زُرقانی، شارحِ بخاری امام قَسطلانی، امام محمد بن یوسف شامی، امام ابنُ الحاج مالکی، امام ابنِ ابی جمرہ مالکی وغیرہ جلیلُ القدر ائمہ رحمۃُ اللہِ علیہم نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ بیداری میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار ممکن ہے جبکہ بعض علمانے بیداری میں دیدارِ رسول کے واقعات بھی نقل فرمائے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی اور دیدارِ محبوب باری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علّامہ جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ کو جب ایک آدمی نے بادشاہ کے پاس سفارش کے لئے چلنے کی درخواست لکھی تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا: میرے بھائی! اَلحمدُ لِلّٰہ میں اِس وَقت تک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں ۷۵ ر بار بیداری کی حالت میں بِالمشافہ حاضِر ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے بادشاہ و اُمَراء کے پاس جانے میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے محرومی کا خوف نہ ہوتا تو ضَرور قَلعَہ میں جاتا اور بادشاہ سے تمہاری سِفارش کرتا۔ میں ایک خادمِ حدیث ہوں، جن

حدیثوں کو مُحدّثین کرام نے اپنی تحقیق میں ضعیف کہا ہے ان کی تصحیح کے لئے حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف محتاج ہوں اور بِلاشبہ اس کا نَفُع تمہارے ذاتی نفع سے کہیں زیادہ ہے۔(میزان الشریعۃ الکبریٰ، ص۵۵)

فقیہ کی بصارت اور حضور کی زیارت

اللہ پاک کے ایک ولی کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اُس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی تو وہاں موجود وَلِیُّ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ تو اُس اللہ کے ولی نے کہا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمہارے پاس کھڑے فرمارہے ہیں: یہ میرا فرمان نہیں ہے۔ اُس فقیہ کی آنکھوں سے پردے ہٹ گئے اور اُنہوں نے بھی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار کرلیا۔
(الحاوی للفتاوٰی، ۲/ ۳۱۴)

حضرتِ شیخ ابوالعباس مرسی اور دیدارِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت شیخ ابو العباس مُرسی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اگر حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لمحہ بھر کے لئے میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو (خاص مقرب) مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں۔(الحاوی للفتاوٰی، ۲/ ۳۱۲)

صحابیِ رسول اور دیدارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کا دورِ خلافت تھا جنگِ مرجُ القبائل کے پہلے دن رومی لشکر ایک بہادر اور جنگی داؤ پیچ میں مہارت رکھنے والے مجاہد حضرت ابوالھَول دَامِس رحمۃُ اللہِ علیہ کو قیدی بنا کر لے گیا۔

دوسرے دن اِسلامی لشکر پوری تیاری کے ساتھ میدان میں موجود تھا، دونوں لشکروں میں جنگ جاری تھی، یکایک مجاہدین نے دیکھا کہ رومی لشکر کے پیچھے سے صفیں چیرتے ہوئے، رومیوں کی لاشوں کا ڈھیر لگاتے ہوئے چند مجاہدین آگے بڑھتے چلے آرہے ہیں۔ پہلے تو مجاہدین نے سمجھا کہ شاید یہ فرشتے ہیں جو اللہ پاک نے ہماری مدد کے لئے بھیجے ہیں لیکن جوں ہی وہ قریب آئے تو دیکھا کہ یہ تو وہی حضرت دامس رحمۃُ اللہِ علیہ اور ان کے ساتھی ہیں کہ جنہیں کل قیدی بنالیا گیا تھا۔ جب لشکر کے امیر حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہُ عنہ نے حضرت دَامِس رحمۃُ اللہِ علیہ سے پوچھا: آپ کہاں تھے؟ پورا لشکر آپ کے لئے فکر مند تھا۔ تو انہوں نے بتایا: کل دشمنوں نے ہم پر غلبہ پا کر میرے ساتھیوں سمیت مجھے قیدی بنالیا اور ہمیں لے جاکر زنجیروں سے باندھ دیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”لَا بَأْسَ عَلَيْكَ يَا دَامِسُ اِعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَ اللهِ عَظِيْمَةٌ“ یعنی اے دَامِس فکر نہ کرو، جان لو! اللہ پاک کے یہاں میرا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میری زنجیروں پر اپنا دَستِ مبارک رکھا تو وہ فوراً ٹوٹ گئیں، اسی طرح آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے دیگر ساتھیوں کی زنجیریں بھی کھول دیں اور فرمایا: ”اَبْشِرُوْا بِنَصْرِ اللهِ فَاَنَا نَبِيُّكُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ“ یعنی خوش ہو جاؤ اللہ کریم کی مدد سے، میں تمہارا نبی محمد رسول اللہ ہوں۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”اَقْرِئْ عَنِّيْ مَيْسَرَةَ اَلسَّلَامَ وَقُلْ لَّهُ جَزَاكَ اللهُ خَيْراً“ یعنی اے دامس! میسرہ کو میرا اسلام کہنا اور انہیں کہنا کہ

اللہ پاک تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔(فتوح الشام، ۲/۸)

سید نورالدین ایجی کے سلام کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر سے

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سلام کے جواب آنے سے متعلق نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

سید نور الدین ایجی والد شریف عفیف الدین رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا "السلام علیک أیها النبي ورحمة الله وبرکاته" تو سارے مجمع نے جو وہاں حاضر تھا سنا کہ قبر شریف سے "وعلیک السلام یا ولدي" کا جواب ملا۔

"وَفِي مُعْجَمِ الشَّيْخِ برهان الدين البقاعي قَالَ: حَدَّثَنِي الْإِمَامُ أبو الفضل بن أبي الفضل النويري أَنَّ السيد نور الدين الإيجي وَالِدَ الشريف عفيف الدين لَمَّا وَرَدَ إِلَى الرَّوْضَةِ الشَّرِيفَةِ وَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، سَمِعَ مَنْ كَانَ بِحَضْرَتِهِ قَائِلًا مِنَ الْقَبْرِ يَقُولُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِي".

(الحاوی للفتاوی، ۲/۳۱۴)

ابو سعد صوفی کرخی اور زیارت رسول ہاشمی

۲) شیخ ابو نصر عبد الواحد بن عبد الملک بن محمد بن ابی سعد الصوفی الکرخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حج سے فراغت کے بعد زیارت کے لیے حاضر ہوا، حجرہ شریفہ کے پاس بیٹھا تھا کہ شیخ ابو بکر دیار بکری رحمہ اللہ تشریف لائے، اور مواجہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا "السلام علیک یارسول اللہ" تو میں نے حجرہ شریفہ کے

اندر سے یہ آواز سنی "وعلیک السلام یا أبا بکر" اور ان سب لوگوں نے جو اس وقت حاضر تھے اس کو سنا۔

"وَقَالَ الْحَافِظُ محب الدين بن النجار فِي تَارِيخِهِ:

أَخْبَرَنِي أبو أحمد داود بن علي بن هبة الله بن المسلمة أَنَا أبو الفرح المبارك بن عبد الله بن محمد بن النقور قَالَ: حَكَى شَيْخُنَا أبو نصر عبد الواحد بن عبد الملك بن محمد بن أبي سعد الصوفي الكرخي قَالَ: حَجَجْتُ وَزُرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ الْحُجْرَةِ إِذْ دَخَلَ الشَّيْخُ أبو بكر الدياربكريُ وَوَقَفَ بِإِزَاءِ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ دَاخِلِ الْحُجْرَةِ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أبا بكر، وَسَمِعَهُ مَنْ حَضَرَ". (الحاوی للفتاوی، ۲/ ۳۱۴)

حضور سید احمد کبیر رفاعی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے "الحاوی للفتاوی" میں نقل کیا ہے:

سید احمد رفاعی رحمہ اللہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبرِ اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے:

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِي كُنْتُ أُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْأَرْضَ عَنِّي فَهْيَ نَائِبَتِي
وَهَذِهِ نَوْبَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ يَمِينَكَ كَيْ تَحْظَى بِهَا شَفَتِي

ترجمہ: "دوری کی حالت میں، میں اپنی روح کو خدمتِ اقدس میں بھیجا کرتا تھا، وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی، اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے، اپنا دست مبارک عطا کیجیے، تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں"۔

اس پر قبر شریف سے دستِ مبارک نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔

مذکورہ بالا روایات اعتقاداتِ عشق کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے کافی ہیں کہ خواہ خواب میں ہو یا حالتِ بیداری حضور اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت دونوں صورتوں میں ممکن ہے۔

حضور کا کلمہ جن لوگوں کے نصیب میں آیا ہے انہیں ان کا عشق جتنا مضبوط کرے گا حضور کا قرب اسے اتنا قریب کرے گا۔ جن لوگوں نے حضور شیخ المسلمین کی زندگی کو قریب سے دیکھا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین ایک سچے اور پکے عاشقِ رسول تھے۔ ہمیشہ حضور کی سنتوں کی پاسداری کیا کرتے تھے۔ کبھی اگر کوئی آپ کی تعریف میں کچھ کہتا تھا تو انہیں درمیان گفتگو روک دیتے اور کہتے کہ حضور کی بات کریں حتی کہ اگر کوئی کسی پروگرام میں آپ کی شان میں تہنیت کے اشعار پڑھتے تھے تو انہیں کہتے کہ نعت کے اشعار پڑھیے۔ گویا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ سلم کے شوق دید ولقا میں مکمّل مستغرق تھے پھر آپ کو حضور کا دیدار میسر نہ ہو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس بات کی بے چینی آپ کے قریب رہنے والوں کو اکثر رہا کرتی تھی اسی لئے ایک دن اچھا موقع تلاش کر کے وارداتِ عشق سے متعلق دریافت کر لیا جس کی تفصیل یوں ہے۔

حضور شیخ المسلمین اور زیارتِ رسولِ امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا نظام الدین صاحب (بونسی) کے کاشانے میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں حضور شیخ المسلمین خصوصی مہمان بنے تھے آپ قیام گاہ میں محوِ راحت تھے تھوڑی دیر بعد محمد ہارون صاحب (بونسی) پہنچتے ہیں اور سلام کرتے ہیں اجازت کے بعد قیام گاہ کے اندر تشریف رکھتے ہیں تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ حضور جرأت معافی فرمائیں اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض ہے حضور شیخ المسلمین نے فرمایا جی کہیں کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور ایک سوال جو میرے دل میں ہے کافی دنوں سے کھٹک رہا ہے کئی بار سوچا کہ آپ سے پوچھ کر دل کو تسلی کا سامان دے دوں مگر کبھی موقع ہی میسر نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا جی پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں تب انہوں نے بڑی ہمت جٹاتے ہوئے حضور شیخ المسلمین سے پوچھا کہ حضور کیا آپ نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ تو حضور شیخ المسلمین نے فرمایا کہ ہاں الحمد للہ میں نے متعدد بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔

(حضور شیخ المسلمین کی سنہری باتیں ص،۱۹)

گویا حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی زبانِ اطہر سے یوں لب کشا تھے:

خدا کے فضل سے ہوتا رہا یہ کام میرا بھی
نبی کو دیکھنے والوں میں ہے اک نام میرا بھی

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین اور دیدارِ رب العالمین

اب جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ حضور شیخ المسلمین نے محبوبِ دو عالم مصطفٰی جان رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی ہے اور جمالِ جہاں آرا کا دیدار اپنے سر کی آنکھوں سے کیا ہے۔ تو یہ کہنا بجا ہو گا کہ حضور شیخ المسلمین نے رسول کریم کے آئینۂ تجلیات میں جمالِ خداوندی کو دیکھا ہے۔ حضور شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی شارح بخاری کتاب العقائد میں لکھتے ہیں کہ۔

حدیث "من رانی فقد رائ الحق" میں الحق سے مراد یقینی واقعی ہے۔ اس پر دلیل حدیث کا دوسرا ٹکڑا ہے:"فإن الشيطن لا يتمثل بي"۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے واقعی مجھ ہی کو دیکھا، اس لیے کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اس حدیث میں الحق سے مراد اللہ تعالی بھی ہو سکتا ہے اور مراد یہی ہو گا۔ علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مِرآۃ ذاتِ الٰہی ہیں۔ یہ کہنا کہ رخ مصطفٰی میں خدا نظر آتا ہے، مذکورہ شدہ معنی کے اعتبار سے درست ہے۔ یعنی یہ کہ رخ مصطفٰی میں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث صحیح سے ہوتی ہے:"خلق آدم على صورته" اللہ عزوجل کی صورتِ پاک سے مراد وہی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی تجلی خاص حضرت آدم علیہ السلام کی ذات میں ودیعت فرمائی۔ (فتاویٰ شارحِ بخاری، کتاب العقائد، ج ۱ ص ۱۲۰)

گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین نے رُخِ مصطفٰی کے آئینے میں جلوۂ ذاتِ رب العالمین کو دیکھا ہے۔

حضور شیخ المسلمین کا سفرِ اجمیر

اجمیر: ریاست راجستھان کا ایک مشہور و معروف اور مقبول ترین شہر ہے جس کا نام اجمیر ہے۔

اجمیر جسے احتراماً اجمیر شریف پکارا جاتا ہے اور اجمیر ضلع کا صدر مقام ہے۔ ۲۰۰۱ء کے اندازے کے مطابق اس کی آبادی ۵۰۰,۰۰۰ افراد پر مشتمل تھی۔ بھارت کی آزادی سے یکم نومبر ۱۹۵۶ء کے بعد اجمیر کو صوبہ راجستھان میں شامل کیا گیا۔ اجمیر ایک اہم ریلوے جنکشن ہے جہاں سے ہندوستان بھر کی ٹرینیں گزرتی ہیں۔ ہمہ وقت مسافروں کی آمد و رفت کے لئے بالواسطہ یا بلا واسطہ ٹرینیں دستیاب ہیں۔ اجمیر کپڑے وغیرہ کی صنعت سے بھی معروف ہے بلکہ عالمِ صنعت کا اہم ترین مرکز ہے۔ اس کے علاوہ کئی ایسی یادگار چیزیں ہیں جس کی وجہ سے اجمیر جانا جاتا ہے مگر ان تمام چیزوں کے علاوہ اس شہر کی شہرت اور مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ درگاہ اجمیر شریف حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی آخری آرام گاہ ہے۔ جن کی خانقاہ مرجع خلائق ہے۔ یہ درگاہ اجمیر شریف اجمیر ریلوے اسٹیشن سے ۲ر کلو میٹر کے فاصلہ پر تاراگڑھ پہاڑی سلسلہ کے قریب واقع ہے۔

مزار کے قریب دو عمارات سفید سنگ مرمر کی تعمیر کردہ ہیں جن کے دو بھاری دروازے نظام حیدرآباد دکن کے عطیہ کردہ ہیں۔ مزار سے ملحق اکبری مسجد مغل شہنشاہ شاہ جہاں نے تعمیر کروائی۔ مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر ملکہ سمیت ہر سال زیارت کے واسطے آیا کرتا تھا۔ آگرہ سے اجمیر کے راستے پر جلال الدین اکبر نے کئی مینار تعمیر کروائے جو ہر ۳ر میل کے فاصلے پر منصوب تھے۔ ہر روز ۱۵۰،۰۰۰

زائرین اِس در گاہ پر آتے ہیں۔

درگاہ اجمیر شریف درگاہ خواجہ صاحب ایکٹ، ۱۹۵۵ء کے تحت راجستھان حکومت کی تحویل میں ہے۔

یہاں جو مرد قلندر صوفی باصفا ولی کامل محوِ راحت ہیں دنیا انہیں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری کے نام سے جانتی ہے۔ ان کی غرباء پروری اور مہمان نوازی کی چادر اس قدر وسیع ہوئی کہ آج اہل دل، اہل قلم اور اہل عشق انہیں خواجہ غریب نواز کے لقب سے ملقب کرتے ہوئے یاد کرتے ہیں۔

خواجہ غریب نواز کی ولادت ایران کے علاقہ سیتان سنجر میں ہوئی۔ مگر ہندوستان میں آخری آرام گاہ کے انتخاب پر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ جب سیاحت و سفر کرتے ہوئے مدینہ شریف پہنچے تو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی اور سلام کیا السلام علیک یا سید الانبیاء و المرسلین تو حضور کے روضہ سے جواب آیا کہ وعلیک السلام یا سلطان الھند گویا آپ ہندوستان اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خاتم النبیین کی رضا اور حکم سے تشریف لائے ہیں۔ لہٰذا آپ ہندوستان کے حقیقی سلطان ہونے کے ساتھ ساتھ امام الطریق بھی ہیں۔ آپ ہی سے ہندوستان میں علومِ معرفت کا افتتاح ہوا، اور سلسلہ چشتیہ ہندوستان میں آپ ہی سے پھیلا، ہندوستان کے نوّے لاکھ افراد آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے، آپ کا نسب گیارہویں پشت پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، آپ کے کمالات بحر لامتناہی ہیں، حتّٰی کہ کہا جاتا ہے کہ جس پر نظر ڈالتے تھے وہ صاحبِ معرفت ہوجاتا تھا۔

بعض تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ مدینہ سے ہی چالیس ہمراہیوں کے ساتھ اجمیر کے لئے روانہ ہوگئے۔ پہلے لاہور میں قیام کیا۔ پھر ملتان گئے

اور وہاں سے واپس آکر دہلی ہوتے ہوئے اجمیر میں آباد ہو گئے۔

حضرت خواجہ کی تشریف آوری کے وقت اجمیر میں پرتھوی راج چوہان کی حکومت تھی۔ غالباً حضرت خواجہ کے بڑھتے اثر ورسوخ کی وجہ سے اس نے اور دربار کے بعض دوسرے لوگوں نے حضرت خواجہ کو پریشان کرنا چاہا۔ لیکن حضرت خواجہ کی مقبولیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اجمیر میں بعض جوگیوں سے بھی حضرت خواجہ غریب نواز کا مقابلہ ہوا لیکن فضل الٰہی سے آپ ان میں بھی غالب رہے۔ اس زمانے کے ایک مشہور جوگی جے پال کا تذکرہ نگاروں نے خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ جے پال سے بڑے بڑے معرکے ہوئے اور آخر اس کو یقین ہو گیا کہ حضرت خواجہ غریب نواز کوئی جادوگر نہیں بلکہ وہ خدا کی طاقت ہے۔ اور اسی طاقت کی وجہ سے وہ سب پر غالب آجاتے ہیں۔ نیز اسی غلبۂ شان کو دیکھ کر جے پال جوگی نے اسلام قبول کر لیا اور اس کا اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا۔

گویا اگر یہ کہا جائے کہ خواجہ غریب نواز سرزمین ہند کی کلاہ افتخار کا سب سے زریں نگینے تھے تو بے جا نہ ہو گا۔ ان کی شخصیت سرزمین ہند کے لیے ایک بڑی نعمت تھی اور ہے۔

ہندستان کی تاریخ اور ثقافت پر انھوں نے انمٹ نقوش چھوڑے۔ ہندستان کے اندر گنگا جمنی تہذیب قائم کی اور بقائے باہم کی ہندستانی روایت کو فروغ دیا۔

آج خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا سے زائرین آتے ہیں اور دامن بھر بھر کر مرادیں پاتے ہیں۔ ڈاکٹر ہوں یا انجنیئر، پروفیسر ہوں یا لیکچرار، سائنس داں ہوں یا قانون داں، کرکیٹر ہوں یا پالیٹیشن، ہندو ہوں یا مسلم بلا تفریقِ مذاہب وملل ہر سماج ہر مذہب کے لوگ اپنی حاضری لگاتے ہیں اور اپنا

کشکول بھر بھر کر لوٹتے ہیں۔

جس بارگاہ سے ہر طبقہ کے لئے فیضان بر سرِ عام تقسیم ہو رہا ہو وہاں سے ایمانی، روحانی اور خونی برادران محروم رہیں یہ کیسے ممکن ہے۔

خواجہ غریب نواز کا ہی ایک فرزندِ دلبند جن کا سلسلۂ نسب امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے وہ حضور سیدنا وشیخنا سید حسنین رضا قادری حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں ان کے سینے میں خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضری کی تڑپ نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اولیاء اللہ کی یادیں فراہم کرتا ہے۔

حضور شیخ المسلمین اور زیارتِ اجمیر شریف

حضور شیخ المسلمین کی دھڑکنوں میں اجمیر شریف کے لیے ہمیشہ بے چینی و بے قراری رہتی تھی مگر اک آس تھی کہ:

ارادے لاکھ بنتے ہیں اور بن کر ٹوٹ جاتے ہیں
وہی اجمیر جاتے ہیں جنہیں خواجہ بلاتے ہیں

چنانچہ وہ ساعت سعید بھی آن پہنچی جب آپ کا بلاوا آیا۔ سنہ ۱۹۸۵ء میں آپ سیدنا خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضری کے لئے اجمیر شریف تشریف لے جانے لگے۔ جب آپ نے خواجہ غریب نواز کی بارگاہ کے لئے اپنا رخت سفر باندھا تھا تب آپ کے نورانی چہرے پر بشاشت کی لکیریں صاف و شفاف طریقے سے دیکھی جا سکتی تھیں۔ آپ کی معیت میں سفر کرنے والے بونسی کے محمد ہارون اور لکشمی پور کے محمد سراج بھی تھے (جو ہارون کے خالہ زاد بھی ہیں) آپ کی معیت میں سفر کرنے والے احباب بتاتے ہیں کہ اجمیر شریف پہنچ کر آپ نے خواجہ غریب نواز کی بارگاہ

میں حاضری دی اور رو رو کر خوب دعائیں کیں۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ حضور اس قدر گریہ وزاری کے ساتھ کون سی اہم دعا مانگ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے سلطان الہند خواجہ غریب نواز سے لو لگاتے ہوئے عرض گزار ہوا کہ حضور کرم کر دیجیے تا کہ مجھے حج کی سعادت نصیب ہو۔ تو جناب ہارون صاحب نے کہا حضور میں نے بھی یہی دعا مانگی ہے۔

بفضلہ تعالیٰ و بکرمِ رسولہ الاعلیٰ دونوں کی یہ دعائیں باب اجابت سے ٹکرائیں اور سنہ ۲۰۱۱ء میں دونوں ایک ساتھ حج کی باریابی کے لیے تشریف لے گئے۔

انوکھی کرامت

اجمیر شریف کی زیارت کے دوران ایک حادثہ نے آپ کی معیت اختیار کرنے والے شخص محمد ہارون بونسی کا ہوش ہی اڑا دیا تھا۔ لوگ بزرگوں کے ساتھ سفر کرتے وقت یہ خیال کرتے ہیں کہ آنے والی تمام پریشانیاں بزرگوں کے رحم و کرم سے راستہ بدل لیتی ہیں۔ محمد ہارون صاحب کے ساتھ جناب محمد سراج بھی اجمیر شریف گئے تھے جو اچانک راستہ بھول گئے اور گم ہو گئے بہت ڈھونڈا گیا مگر کہیں سے کوئی سراغ نہیں ملا جس سے اطمینان کی سانسیں بحال ہوں۔ محمد ہارون صاحب کہتے ہیں کہ میرے لئے سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ میں اب اپنے گھر جا کر کیا جواب دوں گا اور اپنی خالہ کو کیسے منہ دکھاؤں گا یہ سوچ میرے وجود میں زلزلہ برپا کر رہی تھی۔ ایک روز کھانا کھانے کے بیٹھے تھے مگر لقمہ اندر لینے کی طبیعت نہیں ہو رہی تھی میرے چہرے کی اداسی اور مایوسی دیکھنے کے بعد اچانک مجھ سے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ ہارون کھانا کھاؤ اور پریشان نہ ہو تمہارے بھائی محمد سراج بخیر

وعافیت گھر پہنچ چکے ہیں۔ مجھے اس بات سے حیرت تو ہوئی مگر اطمینان اس بنیاد پر ہوا کہ زبان حضور شیخ المسلمین کی ہے۔ میں نے آج تک حضور شیخ المسلمین کی زبان سے نکلی ہوئی بات جھوٹ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آخر کار اسی اطمینان کے ساتھ جب گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ میرا خالہ زاد بھائی محمد سراج گھر پہنچ چکا ہے۔ میں نے اس زبانِ حق نما کی کرامت دیکھ کر یوں کہا:

زباں سے جو بھی نکلے سچ ہوئے حسنین رحمانی
رئیس کشف ہیں آقا مرے حسنین رحمانی

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کا سفرِ بغداد

بغداد عراق کا دار الحکومت اور سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ ماضی میں خلافت عباسیہ کا مرکز تھا۔ شہر کی آبادی ساٹھ لاکھ ہے جو اسے عراق کا سب سے بڑا اور عالم عرب کا آبادی کے لحاظ سے قاہرہ کے بعد دوسرا بڑا شہر بناتی ہے۔ ماہرین فن عمارت نے اس شہر کا نقشہ تیار کیا تھا اور جب اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا گیا تھا تو تعمیر کے وقت سب سے پہلی اینٹ رکھتے ہوئے یہ الفاظ کہے گئے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْاَرْضُ لِلّٰہِ یُوْرِثُھا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْن۔

ترجمہ: اللہ پاک کے نام سے شروع اور تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں اور زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا اِس کا وارث بنادیتا ہے اور آخرت تقویٰ اختیار کرنے والوں اور پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

شہر کی تعمیر ۱۴۹ھ ہجری میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ (تاریخ طبری، ۵/ ۸۱)

شہر بغداد صدیوں سے علوم وفنون، ادب و ثقافت اور روحانیت کا مرکز رہا ہے۔ یہ شہر خاص کر فقہِ حنفی اور فقہِ حنبلی کا مرجع تھا، یہاں بیت الحکمۃ و دارالترجمہ قائم کیا گیا جس میں یونانی، لاطینی، سنسکرت، سریانی اور دیگر زبانوں کی کتب کا ترجمہ کیا جاتا تھا۔ بقول مؤرخین یہی کتب صدیوں بعد یورپ پہنچیں اور اس کے عُروج وترقّی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس مرکز کے علاوہ بھی اہلِ علم وفن کتب کے ترجمے کرتے تھے۔ یہاں کی مساجد بالخصوص جامع المنصور علوم کے بڑے مراکز تھے۔ بڑے بڑے مدارس قائم کئے گئے۔ کتابوں کی دکانیں کثیر تعداد میں تھیں۔ بغداد میں مشائخ، علماء، فقہاء، حکماء، شعراء اور تاریخ دانوں کی اتنی بڑی تعداد تھی جو بیان نہیں کی جاسکتی۔ وجہ یہ بھی تھی کہ خلفاء، وزراء اور بڑے عہدوں پر فائز افراد علم وفن کی ہر طرح سے قدر کرتے تھے، یہاں عُلما و فُضلا کی عزت و توقیر کی جاتی تھی، دینی و علمی سرگرمیوں کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ ایسی باکمال و باعظمت شہرت کی فضائے دلنواز دیکھ کر ہند سے لے کر مصر تک علوم وفنون میں یکتا، قابل، باصلاحیت شخصیات بغداد کا رخ کشاں کشاں کرنے لگیں۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ شہر علمی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔

اس مبارک و مسعود شہر میں حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم، حضرتِ امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی جیسی معظم ہستیوں کے علاوہ بہت سارے مہتم بالشان اور آئینۂ تمثال جیسی شخصیات کے مزارات و مقابر ہیں۔ اس شہر کو علمی، ادبی، طبی، سائنسی اور ثقافتی اعتبار سے شہرت بہت پہلے سے حاصل تھی مگر بغداد کو سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت جس شخصیت کے سبب ملی وہ حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہاں جانے کی خواہش ہر خاص و عام کے سینے میں رہتی ہے۔ اس شہر کو فضیلت و بزرگی کی حیثیت سے جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ حضرتِ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃُ اللہ علیہ نے یونس بن عبد الاعلی سے پوچھا: کیا تم بغداد گئے ہو؟ جواب دیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”مَارَأَيْتَ الدُّنْيَا وَلَا النَّاسَ“ یعنی تو پھر تم نے نہ دنیا دیکھی اور نہ ہی (شاندار اہلِ علم) لوگ دیکھے۔ (معجم البلدان، ۱/۳۶۵)

یہی وجہ ہے کہ حضور شیخ المسلمین بغداد جانے کے حوالے سے فضا مسموم اور موسم قہر آلود ہونے کے باوجود رختِ ارادہ باندھے رہے۔ سنہ ۲۰۱۹ میں عراق پر بم باری کی وجہ سے شدید خطرات لاحق تھے۔ ہر طرف جان لیوا بموں کے دھماکوں کی آوازیں تھیں۔ کہیں راکٹ کی سنسناہٹ تو کہیں گولیوں کی گرگراہٹ تھی گویا عراق اور اطراف کی پوری فضا خراب ہو چکی تھی جس کا اثر یوں تھا کہ کئی ٹور اینڈ ٹریولس والے نے بغداد کا سفر ٹکٹ اور ویزا کی تیاریوں کے بعد بھی ملتوی کر دیا تھا۔

مگر حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان جو بغداد شہر کی عظمت و بزرگی کے حوالے سے بخوبی واقف تھے اور کیوں نہ ہو آپ ایک سند یافتہ عالم، فقیہ، مفکر، مدبر اور صاحب کشف ہونے کے ساتھ ساتھ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لاڈلے بھی ہیں۔ آپ کے خونی رشتے کا سلسلہ نقطۂ غوثیت مآب تک پہنچتا ہے۔ آپ بغداد شریف کی زیارت کے لئے ”ایم، ایم، بی ٹور اینڈ ٹریولس“ کی وساطت سے جانے والے تھے۔ جس کے ایڈ منسٹریٹر جناب سہیل صاحب جو بہار سے تعلق رکھتے ہیں مگر ابھی مستقل طور پر ممبئی میں قیام پذیر ہیں۔

حضور شیخ المسلمین کی حضور غوث اعظم سے گفتگو

آپ کے ہمراہ تقریباً ۵۰ / لوگوں کا قافلہ تھا۔ ٹکٹ اور ویزا وغیرہ کے تمام تر معاملات انجام پا چکے تھے۔ مگر عراق پر بم باری کے سبب قافلہ سے کئی لوگوں کے ارادے سفر بغداد کے حوالے سے تذبذب کے شکار ہو گئے تھے۔ لوگ وہاں کے حالات سے باخبر ہونے کے بعد تشویش میں مبتلا ہو گئے اور ایک عجیب سی کیفیت بن گئی ماحول میں انتشار کی کیفیت اس قدر تیز ہوئی کہ لوگ ٹکٹ تک کینسل کرانے کی بات کرنے لگے جب حالات بے قابو ہونے لگے تب لوگوں نے آپ سے رابطہ کیا اور حالات کی جانکاری دی حضور شیخ المسلمین نے فون پر بتایا کہ ابھی لوگوں کو شانت کریں کسی کو کوئی جواب نہ دیں پہلے مجھے ممبئ آنے دیں۔ حضور شیخ المسلمین سے بات کرنے کے بعد لوگوں کی بے چینی تھوڑی تھمی اور سب نے یہ کہا کہ اب حضور شیخ المسلمین کو ممبئ آنے دیا جائے جو بات ہوگی حضور شیخ المسلمین کی تشریف آوری کے بعد ہوگی جب حضور شیخ المسلمین ممبئ تشریف لائے تو لوگوں نے وہ ساری باتیں حضور شیخ المسلمین کے سامنے رکھیں اور کہا کہ حضور اضطراب بڑھتا جا رہا ہے کیا کریں۔ اک طرف بغداد شریف کی زیارت اور سینے میں پلنے والی امنگیں ہیں تو دوسری جانب عراق پر بم باری کے حادثات۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد فرماتے ہیں۔ آپ میں سے کسی کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نہ ٹکٹ کینسل ہوگا نہ ویزا، ارادہ بنا ہے تو اسے انجام تک پہنچانا ہے۔ ہندوستان سے بغداد اور بغداد سے ہندوستان تک لے جانے اور لانے کی ذمہ داری میری ہے۔

حضور شیخ المسلمین کے اس جملہ نے امید کی ایسی شمع جلائی کہ اس کی کرنوں

نے لوگوں کی ظلمتِ یاس و قنوطیت کو یکسر دفع کر دیا۔ سب کی پیشانیاں مسرور ہو کر چمکنے لگیں۔ سب کے چہروں پر جیسے انبساط کا غازہ مل دیا گیا ہو۔ مکمّل اعتماد کے دوش پر سوار ہو کر نہایت ہی شادمانی کے ساتھ یہ قافلہ ممبئ سے روانہ ہوا اور بغداد پہنچا پھر بغداد شریف کے تمام تر روحانی مقابر اور مناظر کی زیارت کے بعد بخیر و عافیت واپس اپنا وطن بھی لوٹ آیا۔

مگر حیرت ہے کہ جب یہ قافلہ ہندوستان میں تھا بغداد سے عجیب عجیب خبریں آ رہی تھیں مگر جیسے ہی بغداد پہنچا وہاں کی فضائیں امن و شانتی کی سانسیں لینے لگیں۔ بم باری کی پوری فضا بے نشاں ہو چکی تھی۔ راکٹ اور گولیوں کے خطرات یکلخت ٹل چکے تھے۔ حضور شیخ المسلمین کے اُس جملہ سے ایسا لگتا ہے کہ انہیں اعتماد اور حوصلے کے کلمات بغداد سے بھیجے گئے تھے جو ان کی زبان سے ادا ہوے تھے۔ محسوس ہوتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم نے کہا تھا کہ بیٹے حسنین تم آ جاؤ پریشان مت ہو اور کسی کو پریشان بھی نہ ہونے دو تم اور تمہارے ساتھ جو احباب و عازمین آ رہے ہیں سب کے سب میرے مہمانانِ خاص ہیں ان کی آمد و رفت کی حفاظتی ذمہ داریوں کی ضمانت میری ہے۔

راقم السطور اور قاری الحروف کے حاشیۂ ذہن میں اضطرابات کے دریچوں سے جو سوالات جھانک رہے ہیں اور دھڑکنوں کی بیتاب کیفیت سے احوال قلب جس طرح دوچار ہیں بعینہ یہی حال ان متوالوں کا تھا جنہوں نے حضور شیخ المسلمین کے اعتماد اور بھروسے کی سواری پر سفر کرتے ہوئے بغداد پہنچنے کی نیت کی تھی اور نتیجۃً وہاں پہنچ کر اخلاص و وفا کا محل تعمیر کیا تھا۔ مگر ہمت میں اتنی سکت کہاں جرأت میں اتنی تاب کہاں کہ حضور شیخ المسلمین سے سوال کر سکے۔ لیکن پوچھنے کی تمنا ہر سینے میں پنہاں

تھی۔ بس موقع کا انتظار تھا۔ اس سفر میں ہمہ دم ساتھ رہنے والی شخصیت خطیب البراہین حضرت العلام علامہ و مولانا محمد تجمل حسین نورانی کی تھی وہ بھی اپنے جذباتِ دروں میں یہ سوالات مخفی رکھے ہوئے کسی مناسب زاویہ اور موقع کا انتظار کر رہے تھے۔ بالآخر ایک روز موقع مناسب دیکھ کر مولانا تجمل حسین نورانی صاحب نے پوچھ ہی لیا کہ حضور عراق کی صورتحال اس قدر تشویشناک ہونے کے باوجود آپ نے کہا کہ گروپ کے تمام لوگوں کو لے جانے اور واپس لانے کی ذمہ داری میری ہے اس قدر پرسکون لہجے سے لگتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم سے آپ کی ڈائریکٹ گفتگو ہوئی ہے۔ یہ جملہ سن کر حضور شیخ المسلمین مسکراتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مولانا تجمل صاحب رہنے دیں جو بات پردے میں ہے وہ پردے ہی میں رہے۔

مذکورہ بالا واقعۂ کیف انگیز سے صادر ہونے والے جملوں سے صاف لگتا ہے کہ حضور شیخ المسلمین اپنے جد اعلیٰ حضور غوثِ اعظم سے ڈائریکٹ بات چیت کرتے تھے۔ ؎

سینے میں ہے امید تو آنکھوں میں جستجو
غوث الوریٰ سے آپ کی ہوتی ہے گفتگو

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین اور پابندی صوم و صلوٰۃ

نماز کی اہمیت و افادیت

ایمان کی سلامتی اور عقائد کی درستگی میں مذہبِ اہل سنت و جماعت کے

موقف سے تصلب کے بعد نماز تمام تر فرائض و عبادات میں سب سے اہم اور اعظم ہے۔ نماز بدنی عبادات میں افضل ترین عبادت ہے۔ نماز اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سب سے اہم ستون ہے۔ نماز مسلم و کافر کے درمیان فرق و امتیاز کے لئے انمٹ لکیر ہے۔ نماز کی عظمت و فضیلت اور اس کی ادائیگی پر تاکیدات اور ترک پر زجر و توبیخ کے کلمات سے قرآن کی آیتیں حضور کی حدیثیں اور اصحابِ رسول کی پابندیاں نیز بزرگوں کے اقوال ہمہ دم مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہیں۔

سفر ہو یا حضر، مکان ہو یا میدان، امیری ہو یا غریبی، بیمار ہو یا تندرست، جوان ہو یا بوڑھا، گھر کی آسودگی ہو یا میدانِ جنگ غرض کہ کسی بھی حال میں کسی بھی صورت نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ نماز اک ایسا سرمایہ ہے جس سے دارین کی سعادتیں میسر آتی ہیں۔

اللہ عزوجل قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

''هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ''

ترجمہ: کہ یہ کتاب پرہیز گاروں کو ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لائے اور نماز قائم رکھتے اور ہم نے جو دیا اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ: آیت ۳)

''وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○''

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ کہ رکوع ہماری شریعت میں ہے یا تو پھر با جماعت نماز ادا کرو۔) (البقرۃ: آیت ۴۳)

”حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ“

ترجمہ: تمام نمازوں خصوصاً بیچ والی نماز (عصر) کی محافظت رکھو اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔ (سورۃ البقرۃ: آیت ۲۳۸)

”وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ“

ترجمہ: اپنے رب کی اس وقت تک عبادت کر جب تک کہ تیری موت نہ آجائے۔ (پ:۱۴، سورۃ الحجر: آیت ۹۹)

”اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ“

ترجمہ: کہ بے شک نماز تمام بے حیائیوں اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ (پ:۲۰، سورۃ العنکبوت: آیت ۴۵)

”وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ“

ترجمہ: نماز شان ہے مگر خشوع کرنے والوں پر۔ (البقرۃ:۴۵)

نمازیں قضا کر کے پڑھنے والوں کے لئے فرماتا ہے:

”فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ“

ترجمہ: خرابی ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں وقت گزار کر پڑھنے اٹھتے ہیں۔ (سورۃ الماعون، آیت:۵،۴)

”اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا“

ترجمہ: کہ بے شک نماز مومنوں پر اپنے مقررہ وقت میں ادا کرنا فرض ہے۔ (سورۃ النساء آیت:۱۰۳)

اس طریقے سے اللہ تبارک وتعالی نے پورے قرآن میں مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے سیکڑوں ایسے مقامات ہیں جہاں رب نے اپنے بندوں کو نماز قائم

کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جو دنیا میں تو ساتھ دیتی ہی ہے مر جانے کے بعد بھی قبر میں ساتھ رہتی ہے۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو نماز کی طرف رغبت دلاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"أحب الأعمال الى الله الصلاة ."

ترجمہ: اللہ رب العزت کے نزدیک سب سے زیادہ جو عمل محبوب ہے وہ نماز ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، ص۵۸)

"من صلى سجدتين لا يسهو فيهما غفر الله له ما تقدم من ذنبه ." (مشکاۃ المصابیح،۵۸)

ترجمہ: جس کسی بھی شخص نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں کچھ بھی نہیں بھولا تو اللہ تعالی اس بندے کے پچھلے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا "اى الأعمال أفضل إلى الله؟ قال الصلاة."

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ کون سا عمل پسندیدہ ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمام تر عبادتوں میں سب سے افضل عمل اللہ کے نزدیک نماز ہے۔" (مشکاۃ المصابیح، ص:۶۰)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"ہر چیز کی بنیاد اسلام ہے اسلام کی بنیاد نماز ہے"

حضرت عتبان بن مالک ایک صحابی تھے۔ جو نابینا تھے۔ ان کا مکان قباء کے

قریب تھا۔ مسجد اور ان کے مکان کے درمیان ایک وادی تھی۔ بارش ہوتی تو اس میں پانی بھر جاتا تھا مگر باوجود اس کے وہ مسجد میں باقاعدہ حاضر ہوتے اور نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔

نماز کا وقت آتا تو علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ ایک بار ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا کہ یہ اس بار کے اٹھانے کا وقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور پہاڑ پر پیش کیا تو ان سب نے اس بار کے اٹھانے سے ڈر کر انکار کر دیا۔ (احیاء العلوم)

كان عبد الله بن الزبير رضى الله عنه إذا قام في الصلاة كأنه عمود من الخشوع، وكان يسجد ويطيل السجود حتى تنزل العصافير على ظهره لا تحسبه إلا جدار حائط، وكان يحيي الدهر كله ليلة قائماً حتى يصبح، ولية يحييها راكعاً، حتى يصبح وليلة يحييها ساجداً، حتى يصبح وكان يسمى حمامة المسجد.

(أخرجه الشعراني في الطبقات الكبرى)

”حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خشوع کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا کہ گویا ایک ستون کھڑا ہے۔ سجدہ کرتے اور طویل سجدہ کرتے حتیٰ کہ چڑیاں دیوار سمجھ کر آپ کی پشت پر بیٹھ جاتیں۔ آپ ہمیشہ شب بیداری فرماتے کسی رات کو صبح تک قیام میں کسی کو رکوع میں اور کسی کو سجدہ میں بسر کرتے اور آپ کو مسجد کا کبوتر کہا جاتا تھا۔“

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ : قُلْتُ لَهُ : مَا كَانَ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالايمَانِ عِنْدَكُمْ

مِنَ الأَعْمَالِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ؟ قَالَ : الصَّلَاةُ.

(أخرجه المروزي في تعظيم قدر الصلاة، ٢ / ٨٧٧، الرقم : ٨٩٣، وهبة الله اللالكائي في اعتقاد أهل السنة، ٤ / ٨٢٩، الرقم : ١٥٣٨)

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما صحابی رسول ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں کون سا عمل کفر و ایمان میں فرق کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا: نماز۔"

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ : نُبِّئْتُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما كَانَا يُعَلِّمَانِ النَّاسَ : تَعْبُدُ اللهِ، وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الَّتِي افْتَرَضَ اللهُ لِمَوَاقِيتِهَا، فَانَّ فِي تَفْرِيطِهَا الْهَلَكَةَ.

(أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ١ / ٢٨٠، الرقم : ٣٢١٢، وابن عبد البر في التمهيد، ٢٣ / ٢٩٤، ومعمر بن راشد في الجامع، ١١ / ٣٣٠، الرقم : ٢٠٦٨٣)

"محمد بن سیرین رَحِمَہُ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حضرت ابو بکر اور عمر رضي اللہ عنہما لوگوں کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، اور نماز جو اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کی ہے، اس کے اوقات میں ادا کرو، اور بے شک اسے چھوڑنے میں ہلاکت ہے۔"

حضرت عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "جس نے نماز پر مداومت کی تو قیامت کے دن وہ نماز اس کے لیے نور، برہان اور نجات ہو گی اور جس نے نماز کی محافظت نہ کی تو اس کے لیے نہ نور ہے، نہ برہان، نہ نجات اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

(مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ۲/ ۵۷۴، الحدیث: ۶۵۸۷)

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی تو جہنم کے اُس دروازے پر اِس کا نام لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ داخل ہو گا۔ (حلیۃ الاولیاء، ۷/ ۲۹۹، الحدیث: ۱۰۵۹۰) (تفسیر صراط الجنان، ج ۱، ص)

نماز کے حوالے سے اقوالِ رب العالمین، ارشاداتِ رسولِ مبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم اعمالِ اصحابِ رسول امین اور معمولاتِ ائمۂ مجتہدین کو دیکھنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ نماز کی اہمیت کیا ہوتی ہے۔

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک باجماعت نماز ادا کرتے رہے جب تک مسجد آنے جانے کی جسمانی قوت باقی رہی۔ آپ نے مسجد میں آخری نماز ظہر کی پڑھی۔ اس کے بعد نقاہت بڑھنے کی وجہ سے مسجد میں نہ آسکے۔ آپ کی جگہ ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے رہے۔ جمعرات سے لیکر اتوار تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار رہے۔ پیر کا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری دن تھا۔ اس دن آپ کی رحلت ہوئی۔ اسی دن فجر کی نماز کے وقت آپ نے اپنے حجرہ کا پردہ ہٹایا، اور الوداعی نگاہ صحابہ کرام پر ڈالی۔ اس کی منظر کشی انس رضی اللہ عنہ نے کی ہے، فرماتے ہیں:

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن جب لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ کا پردہ ہٹا کر کھڑے ہوئے، ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ورق تھا۔ آپ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہمیں اتنی خوشی

ہوئی کہ خطرہ ہو گیا کہ کہیں ہم سب آپ کو دیکھنے میں نہ مشغول ہو جائیں اور نماز توڑ دیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر صف کے ساتھ آملنا چاہتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں، لیکن آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو۔ پھر آپ نے پردہ ڈال دیا۔ اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہو گئی"۔ (صحیح بخاری: ٦٨٠)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو آخری بار حالت نماز میں دیکھا ہو گا تو کتنی خوشی ہوئی ہو گی اس کا صحیح اندازہ لگا پانا مشکل ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراہٹ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ اس منظر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندگی کے آخری مرحلے میں نماز کی حالت میں دیکھنا اس بات کا پیغام تھا کہ نماز سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ اور نماز سے زیادہ کوئی عمل قابل رشک وستائش نہیں۔

علی رضی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری گفتگو بھی نماز سے متعلق تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نماز! نماز! اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا"۔

(سنن ابو داود: ٥١٥٦)

آخری وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے لوگوں کو نماز کے بارے میں تاکید کرنا یقینا نماز کی اہمیت اور اس کے مقام کو ظاہر کرتا ہے۔

نیز نماز کی اہمیت کیا ہے یہ جاننے کے لئے اتنی سی معلومات کافی ہے کہ اس کی فرضیت کے وقت اللہ تعالی نے اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنے پاس بلایا، اور بلا واسطہ آپ پر نماز فرض کی گئی۔ حالانکہ دیگر فرائض وواجبات کی

فرضیت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے بذریعہ وحی ہوئی۔ نماز کی فرضیت کے وقت معراج کا تاریخی واقعہ رونما ہوا۔ اس مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے شروع میں پچاس وقتوں کی نماز فرض کی لیکن بعد میں تخفیف کر کے پانچ وقتوں کی برقرار رکھی گئی۔ جو تعداد کے اعتبار سے تو پانچ وقتوں کی ہے لیکن اجر وثواب کے لحاظ سے پچاس وقتوں کے برابر ہے۔

حضور شیخ المسلمین اور نمازوں کی پابندی

قرآن مقدس کی پاکیزہ آیتوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دلکش حدیثوں، اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور طریقوں اور ائمۂ مجتہدین کی عادتوں کی کسوٹی میں رکھ کر حضور شیخ المسلمین کے عادات واطوار کو دیکھیں پھر اندازہ لگائیں کہ آپ کو شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کتنا پاس تھا۔

نماز کے حوالے سے قرآن مقدس کے احکام کیا کہتے ہیں، حضور کے ارشادات کیا کہتے ہیں، صحابہ و تابعین اور ائمۂ مجتہدین کے معمولات کیا کہتے ہیں ان تمام چیزوں پر نظر رکھنا ہی ایک سچے ولی کی پہچان ہوتی ہے۔

حضور شیخ المسلمین ایک باصلاحیت قابل اور زیرک عالم دین تھے۔ مذکورہ بالا قرآنی آیات اور احادیث رسول کے رموز سے واقف نہ ہوں یہ ذہن کبھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ اسی بنا پر آپ نے نماز وغیرہ کی پابندی کے حوالے سے کبھی تساہلی اور کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ سفر میں ہوں یا حضر میں ہمہ وقت نمازِ پنجگانہ کی پاسداری کرتے تھے۔ ایک دفعہ آسنسول کے علاقے میں فقیر راقم السطور کا پروگرام تھا اور اس پروگرام میں مولانا جمشید ناطق بھاگلپوری کی دعوت پر حضور شیخ المسلمین کی

بھی شرکت ہوئی تھی۔ میرے پاس گاڑی نہیں تھی میں بائی ٹرین اڑیسہ سے آیا تھا اور مجھے پروگرام پڑھ کر دمکا آنا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضور شیخ المسلمین پروگرام پڑھ کر دمکا ہوتے ہوئے کیری شریف جائیں گے میں نے حضور والا سے کہا کہ اگر گنجائش ہو تو سرکار میں بھی ساتھ چلوں حضور شیخ المسلمین نے فرمایا کیوں نہیں اگر دمکا جانا ہے تو چلیں ساتھ چلتے ہیں میں بھی اسی راستے سے کیری نکلوں گا۔ پروگرام ختم ہونے کے بعد فجر سے پہلے ہم لوگ وہاں سے جلد ہی نکل پڑے راستہ ہی میں اچانک ایک مسجد دکھی حضور شیخ المسلمین نے ڈرائیور سے فرمایا کہ گاڑی روکو نماز پڑھنی ہے۔ گاڑی روکی گئی ہم لوگوں نے فجر کی نماز پڑھی پھر وہاں سے آگے کا سفر جاری ہوا۔ میں نے حضور شیخ المسلمین سے عرض کیا کہ یہ مسجد پہلے سے دیکھی ہوئی تھی کیا حضور یا پہلے کبھی یہاں نماز ادا کی تھی آپ نے فرمایا نہیں ایسا کچھ نہیں نماز کی تڑپ اگر دل میں ہو تو خدا جگہ کا انتظام فرما دیتا ہے۔ اس لئے سفر میں رہیں یا کہیں اور نماز کسی حالت میں مت چھوڑیے خدا سے اور اس کے محبوب سے قرب کا اس سے آسان اور بہتر راستہ کوئی نہیں ہے۔

آپ اگر ٹرین میں سفر کر رہے ہوتے تو جب بھی ٹرین کہیں رکتی آپ مصلی بچھا کر نماز کی نیت باندھ لیتے پھر اس کی کوئی فکر نہیں کرتے کہ اگر ٹرین چھوٹ جائے گی تو آگے کا سفر کیا ہوگا۔ آپ کی پہلی کوشش یہ ہوتی تھی پہلے وقت پر نماز ادا کی جائے۔

حضور شیخ المسلمین کہیں اگر پروگراموں کی دعوتوں میں تشریف لے جاتے تو اپنے فرمائشی کھانوں کی فہرست کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے بلکہ سب سے پہلے نماز کے حوالے سے دریافت کرتے تھے۔ نماز کا وقت ہو جاتا تو سب سے پہلے وقت پر نماز ادا کرتے اس کے بعد ہی کوئی دوسرا کام کرتے۔

راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نوافل پڑھنا آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ جس طرح رات رات بھر نوافل پڑھتے تھے اسی طرح رات رات بھر قرآن کی تلاوتیں کیا کرتے تھے۔ کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوڑتے تھے۔ حضور شیخ المسلمین ہمہ وقت باوضو رہتے تھے تاکہ جیسے ہی ضروری امور سے فراغت ملے نماز پڑھی جائے یا قرآن کی تلاوت کی جائے۔

پاسداری شریعت فوز طریقت ہے

آج کل کچھ ناہنجار اور جاہل پیروں کی وجہ سے حالات اس قدر مسموم ہیں کہ لفظوں میں اتارنا دشوار ہے۔ جدھر دیکھو جھوٹی کرامتوں کا دور دورہ ہے۔ خود نمائی اور نفس پرستی کا غلغلہ ہے۔ پیر اپنے ہاتھوں میں چھ چھ انگوٹھیاں پہن کر بالوں کے جٹے بڑھا کر شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور یہ جاہل پیر نبی کی شریعت سے ہمہ دم کھلواڑ کر کے بھی اپنے آپ کو ولی کی حیثیت سے متعارف کراتے ہیں۔ پیر صاحب ایک وقت کی نماز تک نہیں پڑھتے ہیں اور ان کے مریدین جھوٹے واقعات کو ان کی جانب منسوب کرتے ہوئے کرامت کے طور پر روشناس کراتے ہیں۔ یہ جہالت پیروں کی حویلی سے آتی ہے۔ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے ہیں تو یہ جہالت کے مبلغین کہتے ہیں کہ ہم شریعت والے نہیں طریقت والے ہیں۔ جو شریعت والے ہیں وہ نماز پڑھیں ہم تو طریقت والے ہیں۔ ہم اپنی آنکھ بند کر لیتے ہیں تو نگاہوں میں خانۂ کعبہ اور گنبدِ خضریٰ کے جلوے ہوتے ہیں۔ اس طرح کی جہالت مریدوں کے دستر خوان پر پروسی جاتی ہے۔ ان جہلا کو کیا معلوم کہ شریعت کے بغیر طریقت کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اسلام میں ایسے کسی تصوف کی گنجائش نہیں جو شریعت کے احکام

سے بے تعلق ہو، کسی پیر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ کی شرعی پابندی سے خود کو آزاد قرار دے یا دوسروں کو آزادی کے پروانے بانٹتا پھرے۔ کوئی صوفی یا پیر ان قوانین کے خلاف عمل کرنے کا حق نہیں رکھتا جو معاشرت اور معیشت، اخلاق اور معاملات، حقوق و فرائض اور حلال و حرام کی حدود کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بتائے ہیں اور جن کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

تصوف تو دراصل اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سچی محبت، بلکہ عشق کا نام ہے۔ عشق کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی پیروی سے سرِ مو بھی انحراف نہ کیا جائے۔

عوام الناس کو بھی یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں: کسی پیر سے ہزاروں کمالات خارقِ عادات ظاہر ہوں پھر بھی وہ اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا ہے جب تک شریعت کی پاسداری کا ملکہ ان کے اندر نہ پایا جائے۔

ہمارے علماء فرماتے ہیں:

"لو خالف احد سنة من سنن النبی لم یکن ولیا لو ظهرت منه الف کرامات"

اگر نبی کی سنتوں میں سے کسی ایک سنت کی بھی مخالفت کوئی کرے تو وہ اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ اس سے ہزاروں کرامات ظاہر ہوں۔

مگر اس نازک اور پرفتن دور میں بھی حضور شیخ المسلمین نے اپنے کردار اور اپنی روش سے اس نوعیت کے تمام پیروں کا رد کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ خود شریعت کی

پابندی کرتے تھے بلکہ اپنے مریدوں اور ملنے جلنے والے یا ہر اس انسان سے جن سے مراسمِ محبت وعقیدت قائم ہیں شریعت کی پاسداری کا درس دیتے تھے۔

بچوں کی تربیت کا خوبصورت سلیقہ

بچوں کی تربیت میں بھی شریعت کی پاسداری کا درس قابلِ رشک ہے۔ حضور شیخ المسلمین ایک روز اپنے گھر میں محوِ راحت تھے سفر کی تھکاوٹ نے چند دنوں کے لئے مزید کسی سفر کی گنجائش میں زنجیر ڈال رکھی تھی۔ سو کر اٹھے اور گھر میں ناشتہ کا دستر خوان مزین ہوا۔ گھر کے تمام افراد ساتھ بیٹھ کر ناشتہ تناول کر رہے تھے۔ جس میں حضور صاحب سجادہ علامہ شاہد رضا قبلہ مصباحی صاحب بھی تھے۔ حضور شیخ المسلمین نے حضور شاہد میاں صاحب قبلہ کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا کہ میری داڑھی کو دیکھیں آج تک میں نے اس میں قینچی نہیں لگائی ہے۔ ناشتہ کا نوالہ منہ میں چباتے وقت یہ بات بے محل لگتی ہے مگر بزرگوں کی چشمِ تربیت تاریخ کے کس دروازے کو کھٹکھٹاتی ہے یہ تو اربابِ ہوش ہی جانتے ہیں۔

ایک مشہور روایت جو سینہ بہ سینہ منتقل ہو کر مجھ تک پہنچی ہے اس کے روشن گوشے میں بھی تبلیغ اور اصلاح کے موزوں زاویے کی طرف ایما ہے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ دریائے فرات کے کنارے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جو وضو کر رہا تھا۔ اس نے جلدی جلدی وضو کیا اور پھر نماز پڑھنے لگا۔ اس جلد بازی کی وجہ سے اس سے وضو اور نماز کے مسنون طریقے میں کوتاہی ہو گئی۔ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اسے سمجھانا چاہتے تھے لیکن یہ اندیشہ ہوا کہ بوڑھا اور دیہاتی آدمی ہے اپنی غلطی

سن کر مشتعل نہ ہو جائے اور بجائے اصلاح کے بگاڑ پیدا ہو۔ ان حضرات نے حکمت سے کام لینے کا فیصلہ کیا اور اس بوڑھے دیہاتی کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ بابا جی ہم ابھی نو عمر ہیں اور آپ ہمیں تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں آپ یقیناً" وضو اور نماز کا طریقہ ہم سے بہتر جانتے ہونگے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو وضو کرکے اور نماز ادا کرکے دکھائیں تاکہ اگر کوئی غلطی ہو تو آپ ہماری اصلاح کردیں۔ اس کے بعد حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نے سنت کے مطابق وضو کیا اور پھر نماز پڑھی۔ بوڑھے دیہاتی نے دیکھا تو سمجھ گیا کہ اس کا طریقہ غلط ہے چنانچہ اس نے اپنی غلطی سے توبہ کی اور حضرات حسنین کا شکریہ ادا کیا۔ (مناقب الامام الاعظم للکردری، ج ۱، ص ۳۹)

حضراتِ حسنین کریمین نے ایک معمر دیہاتی بزرگ کی اصلاح کا جو عبرت انگیز طریقہ اختیار فرمایا ٹھیک سلیقہ مندی کے اسی چشمے سے مستفیض ہو کر حضور شیخ المسلمین سید حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان لب کشائی کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ آپ فرمارہے ہیں کہ میری داڑھی دیکھیں میں نے اس میں کبھی قینچی نہیں لگائی ہے۔ مطلب صاف ہے کہ میرے لاڈلے، بیٹے شاہد اپنے نانا جان حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی حفاظت جس طرح میں نے اپنے چہرے پر کی ہے تم بھی کرنا۔ کیونکہ آج میں جس منصب پر فائز ہوں کل تمہیں ہونا ہے۔ مصطفٰی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے خود کو اس طرح ثابت کرنا کہ تمہارا کردار تمہاری سیرت و خصلت کے ساتھ ساتھ زندگی کی ہر روش سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبوئیں تقسیم کرے۔

آج خانقاہوں میں سجادگی کے نشے میں سجادگان جس بے راہ روی کے شکار

ہیں زمانہ اس سے واقف ہے۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی، سنت رسول کی پیروی، اطاعت گزاری اور تقویٰ شعاری سے تو کوسوں دور ہیں ہی، کئی خانقاہیں ہندوستان میں ایسی ہیں جہاں سجادگان کے چہرے پر داڑھی تک نہیں ہے۔ یہ نوعمری یا کم عمری کے تقاضوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ عمر کی اس منزل کے حوالے سے بات ہو رہی ہے جہاں داڑھی کے تصور کا تیقن ہوتا ہے۔ اس عُمر میں مکمّل رسائی کے بعد بھی اپنے چہرے کو سنت رسول کے قتل سے داغدار کرتے ہیں اور خود کو جوان رکھنے کی دوڑنے اور عیاشی کے نشیمن آباد کرنے کی ہوس نے سجادگان کے چہرے کو داڑھی جیسی خوبصورت نعمت سے روک رکھا ہے۔

نااہل سجادگان کی بے راہ روی

سال ۲۰۲۳ء میں حیدرآباد شہر میں ایک پروگرام تھا۔ شب معراج کے موقع سے شہر حیدرآباد میں کئی بڑی بڑی محفلیں معراج النبی کانفرنس کے نام سے منعقد ہوتی ہیں۔ انہیں پروگراموں میں سے ایک میں میری شرکت تھی۔ اس پروگرام میں شیر بنگال خطیب یورپ و ایشیا علامہ شمیم الزماں صاحب قبلہ کولکاتا اور مولانا احمد نقشبندی بھی تھے۔ مجھے جب اسٹیج پر لے جایا گیا تو دیکھا اس وقت علامہ شمیم الزماں صاحب کے صاحبزادے مولانا بلیغ الزماں صاحب ازہری کا خطاب ہو رہا تھا ان کے فوراً بعد میرا خطاب ہونا تھا تو مجھے اسٹیج پر لے گئے۔ میں کچھ دیر بیٹھا رہا تو دیکھا کہ اچانک مجمع کی توجہ ایک کار کی طرف مائل ہوئی۔ اچانک نعرے بلند ہونے لگے لوگ مصافحہ کے لئے خطاب چھوڑ چھوڑ کر جانے لگے مجھے لگا شاید کسی بڑی شخصیت کی آمد ہو رہی ہے۔ مگر جیسے جیسے لوگ اسٹیج سے قریب آنے لگے آنے والے مہمان کا چہرہ

صاف سمجھ میں آنے لگا جب وہ اسٹیج پر پہنچے تو دیکھا سارے لوگ ان کے استقبال میں کھڑے ہو گئے جبکہ موصوف کے چہرے پر داڑھی نہیں تھی دور سے تو داڑھی بالکل نظر نہیں آرہی تھی قریب ہونے پر جو داڑھی نظر آئی وہ داڑھی کے نام پر محض ایک مذاق تھا۔

میں اسٹیج پر بیٹھے ہوئے ایک ایڈوکیٹ جو میرے داعی تھے ان سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ فلاں خانقاہ کے سجادہ نشیں ہیں۔ یہ جواب سننے کے بعد میری کیفیت کیا رہی ہوگی یہ اندازہ ہر وہ شخص لگا سکتا ہے جس کے سینے میں سنتِ رسول کو زندہ کرنے اور رکھنے کا جذبہ پرورش پاتا ہو۔

اسی طرح کا ایک سانحہ اور میرے سامنے پیش آیا جب ستمبر ۲۰۲۴ء کو ویشالی بہار کے ایک پروگرام میں عرس کی مناسبت سے شرکت کا موقع ملا۔ اس پروگرام میں مجھے خود صاحب سجادہ نے مدعو کیا تھا۔ مجھے دعوت دیتے وقت ہی فون پر کہا گیا تھا کہ میں وہاں کا سجادہ نشیں بول رہا ہوں اور میں ہی آپ کو دعوت دے رہا ہوں۔ سجادہ نشینی کے حوالے سے سنتے ہی پیشانیوں پر عظمتوں کے طغرے آویزاں ہو جاتے ہیں۔ چونکہ کسی بزرگ کی امانت کو سنبھالنا اور مکمّل دیانت داری کے ساتھ اس کی پاسبانی کرنا کسی لاعلم اور بے عمل اشخاص کے بس کی بات نہیں ہے۔ جب انہوں نے کہا کہ میں صاحب سجادہ بول رہا ہوں۔ میں یہ لفظ سننے کے بعد خاموش رہا تو انہوں نے خود کہا کہ میں اتنا نذرانہ دے دوں گا آپ ٹینشن نہ لیں۔ اعراس کے پروگراموں میں اکثر خاطر خواہ نذرانہ نہیں ملتا ہے نہ ڈیمانڈ کی کوئی گنجائش ہوتی ہے اور نہ یہ عمل کسی زاویے سے مناسب ہے۔ لیکن جب صاحب سجادہ نے خود کہا تو دل اور بھی خوش ہو گیا۔

میں مکمل اطمینان ہو کر اس پروگرام میں متعینہ تاریخ پر اپنی گاڑی سے پہنچا

کہ اگر ضرورت پڑے گی تو حضرت گاڑی کا خرچ بھی دے دیں گے اور دیا بھی۔ لیکن بتانا یہ ہے کہ ان سے صرف فون پر ہی باتیں ہوئی تھیں کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی جب میں وہاں پہنچا تو ان کے مریدوں نے مجھے رسیو کیا۔ قیام گاہ پہنچنے کے بعد فوراً میں نے صاحب سجادہ کے حوالے سے پوچھا کہ حضور صاحب سجادہ کہاں ہیں تو مریدوں نے کہا کہ حضرت اسٹیج چلے گئے ہیں آپ کی تقریر پہلے ہے کھانا کھا کر تیار ہو جائیں۔ میں جلدی سے فریش ہو کر کھانا اور نماز سے فارغ ہوا اور اسٹیج کے لئے تیار ہوا۔ تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ آئے اور مجھے اسٹیج لے گئے۔ اسٹیج پر جا کر دیکھا تو ایک صاحب جن کے چہرے پر داڑھی نہیں ہے وہ شعراء کرام پر پیسے لٹا رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنے قریب بٹھایا۔ اور جتنی دیر میں بیٹھا رہا مجھے دیکھ کر بار بار مسکراتے رہے۔ میں بیٹھے بیٹھے یہ سوچ رہا تھا کہ شاید یہ داڑھی چھیلنے والا آدمی پیر صاحب کا بہت خاص مرید ہو گا۔ اور حضرت نے میرے حوالے سے بتا دیا ہو گا کہ شہاب الدین ثقافی آج کے پروگرام کے خصوصی خطیب ہیں۔ جب میرا تجسس بے قابو ہوا تو میں نے ان سے پوچھا کہ صاحب سجادہ کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ اسٹیج ہی پر ہیں تو پھر کدھر تشریف فرما ہیں۔ وہ مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت میں نے ہی آپ کو دعوت دی اور میں ہی اس خانقاہ کا سجادہ نشیں ہوں۔ موصوف مذکور کا جواب سننے کے بعد میری کیفیت کیا رہی ہو گی قارئین اندازہ کر سکتے ہیں۔ میں نے سوچا یا اللہ یہ کس نوعیت کی سجادگی ہے اور یہ صاحب داڑھی چھیل کر کس امانت کی پاسداری کر رہے ہیں۔ اگر خانقاہوں کے سجادگان کا یہ حال رہے گا تو مریدین، متوسلین اور باہر سے آنے والے زائرین کی بے راہ روی کا کیا عالم رہے گا۔ اللہ خیر فرمائے۔

میں نے اسٹیج پر موجود کئی علمائے کرام کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو ان کے مایوس

چہرے بھی میری کیفیات کی ترجمانی کر رہے تھے۔ زبانیں اگرچہ خاموش رہ کر صاحب سجادہ کی حمایت کر رہی تھیں مگر دھڑکنیں صاف طور سے محسوس کر رہی تھیں کہ یہ دنیا پرست لوگ ہیں انہوں نے طلب دنیا کی خواہش میں روحانیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ پیری مریدی کے نام پر لوگوں کو لوٹنے کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خالص اپنی ہوس کی دکانیں سجا کر دنیا کا کاروبار تیز کر رکھا ہے۔ غیر محرم خواتین سے میل جول اور نشست و برخاست کے علاوہ بہت سے غیر شرعی افعال کو بھی طریقت و تصوّف کا نام دے رکھا ہے۔ صورت حال اس قدر مخدوش ہے کہ مسند و سجادگی کے نشے میں شریعت سے نابلد سجادگان اسلاف کی وراثت کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

خانقاہوں کا نظام

یہی وہ خانقاہیں ہیں جہاں سے لاکھوں زندگیوں میں انقلاب بپا ہوتے تھے، جہاں پر تزکیہ و تصفیہ کی منازل طے کرائے جاتے تھے، جہاں پر اتفاق و اتحاد اور اخوّت و یگانگت اور خدمتِ خلق کا درس دیا جاتا تھا، جہاں پر سیرت سازی کی جاتی تھی۔ مگر افسوس کہ آج درگاہوں کے کچھ مسند نشینوں اور سجادہ نشینوں کا مقصد مریدوں کی تعداد بڑھانا ہی رہ گیا ہے۔ جائز و ناجائز طریقوں سے دولت اکٹھی کر کے جائیدادیں کھڑی کرنا ان کا مقصد حیات بن گیا۔ نمود و نمائش کی دوڑ، جاہ و حشم میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا خبط، اونچی کرسی اور امتیازی نشست پر بیٹھنے کی بچکانہ خواہش اور خوشامد کا شوق سر چڑھ کر بولنے لگا۔ خلق خدا کی کردار سازی اور تعلیم و تربیت سے کلیتاً دوری کے باعث انہوں نے روحانیت کے چشمۂ صافی کو بھی گدلا کر دیا۔

خانقاہِ رحمانیہ کیری شریف

مگر آج بھی ہندوستان میں بہت ساری خانقاہیں ایسی ہیں۔ جہاں اسلام کے عنوان سے شریعت، ایمان کے عنوان سے عقائد و ایمانیات اور احسان کے جلی عنوان کے تحت تزکیہ و تصوّف کے مقامات حاصل کرنے کی راہیں ہموار اور آسان ہوتی ہیں۔

جہاں کا نظامِ تربیت در حقیقت درس گاہ صفّہ کی تربیت یاد دلاتا ہے۔ یہی وہ تربیت گاہ ہے جہاں شیخ اپنے مرید کی روحانی و اخلاقی تربیت کرتا ہے اور اس کا تعلق للہ رب العزت کے ساتھ جوڑتا ہے۔

کروڑوں تشنگانِ معرفت فیض یاب ہوتے ہیں اور لاکھوں گم گشتہ راہیوں کو محبتِ الٰہی کی منزل کا سراغ ملتا ہے۔ انہیں خانقاہوں میں سے ایک خانقاہ: خانقاہِ رحمانیہ کیری شریف ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ کی کلی اطاعت اور محسنِ انسانیت کی مکمّل فرماں برداری کے ساتھ ساتھ احادیث رسولِ کے بتائے ہوئے طریقِ کار کے مطابق زندگی گزارنے کا پاکیزہ سلیقہ عطا کیا جاتا ہے۔ نظامِ اخروی کی درستگی اور تابناک مستقبل کے تشکیلی عناصر علم و عمل، تربیت اور اخلاقیات کو ہر اعتبار سے فوقیت دی جاتی ہے۔ عشق و محبت، صدق و اخلاص، علو ہمت و عزیمت، خدمت خلق، ایثار و قربانی، بذل و عطاء، فقر و زہد اور علم و معرفت کی شمع روشن رکھ کر کفّارۂ ذنوب کی ادائیگی کا مقدس محل تعمیر کیا جاتا ہے۔ نیز جرائم کے انسداد اور ماحول کی پاکیزگی اور تزکیہ نفس کے لئے ایک نہایت ہی عمدہ تدبیر اختیار کی جاتی ہے۔

حضور شیخ المسلمین خود صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور اپنی اولاد کو بھی صوم و

صلوٰۃ کا پابند بنایا۔ خود کی سیرت کو بھی سیرتِ مصطفوی کا مظہر بنایا اور اپنی اولاد کی خصلت کو بھی سنوارا۔ آج جب شہزادۂ حضور شیخ المسلمین علامہ شاہد رضا صاحب قبلہ صاحب سجادہ کی عبادت گزار روش پر نظر پڑتی ہے تو اہلِ دل دانتوں میں انگلیاں دبا کر بولتے ہیں کہ اس عمر میں اس قدر نمازوں کی پابندی اعلیٰ تربیت کا امتیاز ظاہر کرتی ہے۔

ملا تیرے لہو سے حیدرِ کرار کی خوشبو
ترے بیٹے سے ملتی ہے ترے کردار کی خوشبو

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کا التزام اوراد و وظائف

فضائلِ ذکرِ الٰہی

ہر تکلیف و آزمائش اور سہولت و خوشی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس لیے پریشانیوں اور مصائب کا حل رجوع الی اللہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ و استغفار کے ذریعے متوجہ ہو کر اپنے مسائل کا حل اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا گویا اللہ تعالیٰ کو اپنے مسائل کے حل کا وکیل بنا دینا ہے اس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی بے سہارا نہیں چھوڑتا ہے۔ موسم غم کا ہو یا پریشانی کا ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔ اللہ کا ذکر بندوں کو سکون و راحت کا سامان عطا کرتا ہے۔ جو بندہ خدا کا ذکر کرتا ہے خدا اس کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ''۔۔۔

پس تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا، تم میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔''

اللہ رب العزت کتنا کریم ہے کہ فرماتا ہے کہ: تم میرا ذکر کرو، میں بھی تمہارا ذکر کروں گا، حالانکہ وہ تو رب ہے، صمد ہے، بے نیاز ہے، وہ وراء الوراء ہے، بادشاہ ہے اور پھر حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ: جس حالت میں تم میرا ذکر کروگے، اسی ماحول میں' میں تمہارا ذکر کروں گا۔ اگر تم اپنے دل میں یعنی ذکرِ قلبی کروگے اور مجھے اپنے دل میں یاد کروگے تو میں اپنے آپ میں تمہیں یاد کروں گا، اور اگر تم مجمع میں میرا ذکر کروگے، انسانوں میں، میرے بندوں میں، تو میں بھی مجمع میں تمہارا ذکر کروں گا اور وہ مجمع نورانی مخلوق کا مجمع ہوگا، فرشتوں کا مجمع ہوگا، جو اللہ پاک کا ہر حکم ہر آن ہر گھڑی پورا کرتا ہے اور نورانی مخلوق ہے، کھاتا پیتا بھی نہیں ہے، تو اللہ رب العزت اتنا کریم ہے کہ وہ بھی ہمارا ذکر کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کے ذکر کے حوالے سے چند قرآنی آیات اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بطورِ تمثیل پیش ہیں ملاحظہ کریں اور بزرگانِ دین کے اذکار وافکار کی لذتوں کا جائزہ لیں۔

خدا فرماتا ہے:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰهَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ، وَّسَبِّحُوۡهُ بُکۡرَةً وَّاَصِیۡلًا" (الاحزاب، ۳۳:۴۱)

"اے ایمان والو! تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو، اور صبح و شام اسکی تسبیح کیا کرو"

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ، فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ

اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ'' (الجمعۃ،۶۲: ۹،۱۰)

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کے لیے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر (یعنی خطبہ و نماز) کی طرف تیزی سے چل پڑو اور خرید و فروخت (یعنی کاروبار) چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو، پھر جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرنے لگو اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ'' (المنٰفقون،۶۳: ۹)

''اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد (کہیں) تمہیں اللہ کی یاد سے ہی غافل نہ کر دیں، اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

جس طرح اللہ رب العزت نے قرآن مقدس کی پاکیزہ آیتوں کی وساطت سے اپنے بندوں کو اذکار کی مشغولیت پر فضیلتیں وارد کیں اسی طرح حدیثِ رسول کے ذریعے حضور نے ذکرِ الٰہی کی جانب توجہ دلائی۔

ارشاد ہوتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ''يَقُولُ اللهُ تَعَالَى : أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي، أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً.'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوتا ہوں اور اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر (ذکر خفی) کرے تو میں بھی (اپنے شایان شان) خفیہ اس کا ذکر کرتا ہوں، اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر (ذکر جلی) کرے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک آئے تو میں ایک گز کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک گز کے برابر میرے نزدیک آئے تو میں دو گز کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔'' (یہ حدیث متفق علیہ ہے۔)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنهما : أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللهَ عزوجل إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ.

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ أَبُو عِيْسَى : هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

''حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں انہیں فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ (سکون و طمانیت) کا نزول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنی بارگاہ کے حاضرین میں کرتا ہے۔''

(اس حدیث کو امام مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُوْلُ: اللهُ، اللهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ : اللهُ، اللهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اللہ کہنے والے کسی شخص پر قیامت نہ آئے گی (یعنی جب قیامت آئے گی تو دنیا میں کوئی بھی اللہ اللہ کرنے والا نہ ہو گا)۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت برپا ہو گی، جب دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا۔“ ان دونوں روایات کو امام مسلم نے ذکر کیا ہے۔

ذات شیخ المسلمین اور ذکر خدا کی مشغولیت

الغرض! اللہ تعالیٰ کا نام کائنات کی روح ہے اللہ کے نام کی بڑی عظمت ہے۔ جب تک ایک اللہ کا بندہ بھی ایسا رہے گا جو صرف اللہ کا نام لے گا، اللہ پاک اپنے نام کی برکت سے اس دنیا کے نظام کو چلائے گا، اور جب ”اللہ، اللہ“ کہنے والا واحد بندہ بھی دنیا سے رخصت ہو جائے گا تو پھر اللہ پاک اس دنیا کے نظام کی بیخ کنی فرما دے گا کہ اب میرا نام لیوا کوئی نہیں رہا، اب یہ دنیا بے قدر ہو چکی ہے، بے فائدہ ہو چکی ہے۔ سو اللہ کے نام کی بڑی قیمت ہے، بڑا وزن ہے، اس لیے کہ اللہ بڑا ہے، اللہ کا نام بھی بڑا

ہے، تو اللہ کا نام تعظیم سے لینا چاہیے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: "اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ" عظمت، کبریائی اللہ کی چادر، اللہ کا تہبند ہے۔ کبریائی اللہ کے ساتھ خوبصورت لگتی ہے، یہ اللہ کا وصف ہے، اللہ کی صفت ہے۔ اس لئے بندہ اگر اپنی زندگی اور آخرت کو بامراد و کامیاب بنانا چاہتا ہے تو اللہ رب العزت کا ذکر کرے۔ بندہ جتنا اپنے معبود کا نام لے گا جتنا اللہ اللہ کرے گا خدا کا اتنا قرب اسے حاصل ہو گا۔ ہمارے اکابر اور ہمارے اسلاف کی زندگی کے مرحلے اور ان کے طور طریقے سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ بندوں کو خدا کے ذکر سے غافل کبھی نہیں ہونا چاہیے۔

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان انہیں محبوبان خدا میں سے ایک تھے۔ ان کی زندگی کے گوشوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر کس و ناکس پر یہ راز افشاں ہوتا ہے کہ آپ نے ذکرِ الٰہی کے لئے کیسے اپنے زیادہ تر اوقات کو صرف کیا ہے اور کس طرح آپ نے اپنی زندگی کے بیشتر لمحات ذکرِ الٰہی کے لئے وقف کر دی تھی۔ فرائض و واجبات سنن و نوافل کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اوراد و اذکار میں انہماک کا بھی کوئی جواب نہیں تھا۔

حالت نیند میں بھی ذکر خداوندی

حضور شیخ المسلمین کے ایک بڑے چہیتے مرید ہیں مولانا حسن صاحب خزانہ بانکا بہار کے رہنے والے ہیں بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین حالت بیداری میں تو ذکر و اذکار اور اوراد و وظائف میں مشغول ہوتے تھے حتیٰ کہ جب آپ سو جاتے تو بھی ذکر کرتے تھے۔

بتاتے ہیں کہ اک دفعہ حضور شیخ المسلمین آسنسول پروگرام میں تشریف

لائے تھے میں حضور شیخ المسلمین کے ساتھ اس سفر میں تھا۔ آپ نے کہا کہ میں نماز پڑھ کر سو جاؤں گا پھر جب بیدار ہوؤں گا تب کھانا کھاؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا حضور شیخ المسلمین اپنی نماز سے فارغ ہوئے اور اسی کمرے میں جہاں آپ کی آرام گاہ تھی آپ لیٹ گئے۔ میں نے کچھ دیر حضور شیخ المسلمین کا پاؤں دبایا اس کے بعد حضور شیخ المسلمین نے فرمایا حسن چلے جاؤ مجھے آرام کرنے دو میں حضور شیخ المسلمین کے کے کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ضرورت پیش آنے پر میں کمرے میں داخل ہوا تو ایک عجیب سا منظر دیکھا۔ کہ حضور شیخ المسلمین کی آنکھ بند ہے گہری نیند میں ہیں مگر انگلیوں کے عقود پر انگوٹھا محوِ گردش ہے اور لب مبارک بھی حرکت میں ہے۔ دیکھنے کے بعد صاف پتہ چلتا تھا کہ حضور شیخ المسلمین نیند کی حالت میں بھی ذکرِ خداوندی میں مشغول و مصروف ہیں۔ میری تہذیب، حُسنِ ادب اور شیخ المسلمین کی عظمت و شوکت کی ہیبت نے مجھے روک دیا ورنہ طبیعت چاہ رہی تھی کہ ذرا لبھائے اولادِ ابو تراب کے قریب اپنے کانوں کو کروں اور سنوں کہ حضور شیخ المسلمین کے لبوں کی حرکات سے کون سا ذکر جاری ہے۔

مرے حسنین نے یوں زندگی کی شب گزاری ہے
ہیں آنکھیں نیند میں لیکن لبوں سے ذکر جاری ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

درود شریف کے ذریعے قرب و رضا

محبوبانِ خدا کبھی ذکرِ الٰہی سے خدا کا قرب حاصل کرتے ہیں تو کبھی درود شریف کے کثرتِ ورد سے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب پاتے

ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میرے زیادہ قریب وہ ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔ (جامع ترمذی ۴۸۴)

حُضور سیّدِ عالَم شفیعِ معظّم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی مبارک سیرت پر لکھی گئی عظیم کتاب "سُرُوْرُ الْقُلُوْب فِی ذِکْرِ الْمَحْبُوْب" میں اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت کے والدِ ماجد عظیم عاشقِ رسول، رئیسُ المتکلّمین مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

"علمائے راسخین اور ائمۂ دین فرماتے ہیں: ایک دُرود دنیا وَمَافِیْہَا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب) سے بہتر اور دونوں جہان کے لئے کافی ہے۔ ثواب اس کا طاعاتِ ہزار سالہ (ہزار سالوں کی عبادت) کے ثواب سے زیادہ اور رتبہ اس کا اکثر عباداتِ بدنیہ اور مالیہ اور قولیہ سے اعلیٰ ہے، اور یہ افضال و عنایات اس اُمّتِ بابرکت پر، اس صاحبِ دولت کی بدولت ہے، صلّی اللہ علیہ وسلّم ورنہ ہم کب لائق اس عنایت اور مستحق اس کرامت کے تھے۔"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"شیخ ابو عبد اللہ ساحلی کہتے ہیں: بزرگ ترین ثمرات اور گرامی ترین فوائدِ صلوٰۃ یہ ہے، کہ جب آدمی برعایت آداب و محافظتِ شروط و خلوصِ نیت و تدبّرِ معانی دُرود کی کثرت کرتا ہے، محبت آنحضرت صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی اس کے دل کو گھیر لیتی ہے۔ اور شجرہ طیبۂ محبت بحکم "اَلْمَرْءُ لِمَنْ یُحِبُّ مُطِیعٌ (یعنی آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے)" ثمرۂ اتباع و طاعت بخشتا ہے اور بواسطہ اس محبت و طاعت کے بحکم "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ

اَحَبَّ (یعنی آدمی جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ ہو گا)" اور بمفہوم (وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًا"
تَرجَمۂ کنزُ الایمان: جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔)(پ۵، النسآء:۶۹)

قصیدۂ بردہ شریف

درود شریف کے ذریعے مصطفٰی جانِ رحمت، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کرنے کی بابت روایات و درایات نیز حکایات و واقعات سے علمائے اسلاف کا ذخیرہ موجود ہے۔ ہزار کوششوں کے باوجود یہاں احاطہ تحریر دشوار ہے مگر درودوں کی دنیا کا اک قصیدہ جسے دنیا بھر میں مقبول ترین قصیدہ تسلیم کیا جاتا ہے اسے اہلِ ایمان قصیدۂ بردہ شریف کہتے ہیں۔

صاحبِ بردہ شریف

اس مبارَک قصیدے کو لکھنے کی سعادت حضرت سیّدُنا امام شَرَفُ الدّین محمد بُوصِیری رحمہ اللہ (وفات:۶۹۶ھ) کو حاصل ہوئی۔ آپ اپنے زمانے کے ممتاز عالِم تھے جبکہ فَصاحَت وبَلاغَت میں تو آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ایک بار آپ کہیں سے واپس گھر تشریف لا رہے تھے۔ جب اپنی گلی میں داخل ہوئے تو ایک بُزرگ سے سامنا ہوا جنہوں نے پوچھا: کیا آپ نے گزشتہ رات خواب میں سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم کی زیارت کی ہے؟ امام بُوصِیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس رات

زیارت نہیں کی تھی لیکن بزرگ کی یہ بات سُن کر میرا دل اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحبّت اور عِشق سے سَرشار ہو گیا۔ گھر پہنچ کر جب میں سویا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صَحابۂ کرام علیھمُ الرِّضوان کے درمیان اس طرح موجود ہیں جس طرح ستاروں کے جُھرمٹ میں چاند جگمگاتا ہے جب میں بیدار ہوا تو میرا دل محبت اور خوشی سے لبریز تھا اور اس کے بعد میں نے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح و ثنا میں کئی قصیدے لکھے۔

قصیدۂ بردہ کی وجہِ تسمیہ

امام بُوصِیری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: (کچھ عرصے بعد) مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور میرے جسم کا نِصف حصّہ مَفلُوج ہونے کے باعث میں چلنے پھرنے سے عاجز ہو گیا۔ میں نے اس حالت میں سوچا کہ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف میں ایک قَصِیدَہ مُرتَّب کروں اور اس کے وسیلے سے اللہ پاک سے شفا طلب کروں، چنانچہ میں نے ایک قصیدہ تیار کیا۔ جب میں سویا تو خواب میں محمدِ عَرَبی، مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت ہوئی، میں نے پورا قصیدہ پڑھ کر سنایا۔ (قصیدہ سُن کر) سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے جسم پر اپنا مبارَک ہاتھ پھیرا اور اپنی مبارک چادر مجھے دی، جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میرے جسم کا فالِج دُور ہو چکا تھا۔ (عصیدۃ الشھدۃ، ص۳۷، ۳۹ مفہوماً)

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے شعر مکمل کیا

شارِحِ قصیدۂ بُردہ شریف علّامہ سیّد عمر بن احمد آفندی حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: حضرت سیّدُنا امام بُوصِیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب خواب میں رحمتِ

عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنا مُرتَّب کردہ قصیدہ سنایا تو یہ مِصرع سنا کر رُک گئے:

"فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ"

اِرشاد ہوا آگے پڑھو۔ عرض کی: یَارسولَ اللہ! مجھے اس شعر کا دوسرا مِصرع نہیں مل سکا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دوسرا مِصرع سِکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہو:

"وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ" (عصیدۃ الشھدۃ، ص۳۹)

ان دونوں مِصرعوں کا تَرجَمہ یہ ہے:

سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں ہمارے عِلم کی انتہا یہ ہے کہ آپ بَشَر (یعنی انسان) ہیں اور اللہ پاک کی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جانا خدا کی کتنی بڑی نعمت ہے اہل عشق اور اہلِ ایمان جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بعد میں آنے والے امتیوں کی یہ فضیلت بیان فرمائی ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زیارت کے ایسے مشتاق ہوں گے کہ اگر گھر بار اور مال سب قربان کرنا پڑے تو وہ قربان کر کے زیارت کریں۔ درود شریف کی کثرت، سُنّت کی کامل اتباع اور غلبۂ محبت سے یہ سعادت نصیب ہو جاتی ہے؛ اس لیے ہمارے بزرگوں کی عادت رہی کہ وہ سنتوں کی اتباع کے ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھتے رہے جس کی بدولت خدا نے انہیں اپنا قرب عطا کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کی سعادت بھی۔

دلائل الخیرات

درود شریف کے حوالے سے ایک کتاب اور ہے جسے زمانے بھر میں مقبول ترین کتاب شمار کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کا نام دلائل الخیرات ہے۔ قرآن مقدس کے

بعد اوراد و وظائف کے طور پر سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب دلائل الخیرات ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں: جو اس کتاب کو پڑھنے کی عادت ڈال لیتا ہے خدا اسے مرنے سے پہلے پہلے ولی بنا دیتا ہے۔

دلائل الخیرات اور اس کی وجہِ تالیف

اس کتاب کا پورا نام "دَلَائِلُ الْخَيْرَاتِ وَ شَوَارِقُ الْاَنْوَارِ فِيْ ذِكْرِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَار" ہے۔ حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَيْه "الدلالات الواضحات" میں اس کتاب کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شیخ احمد صاوی مصری رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَيْه سے ہمارے شیخ علامہ حسن عدوی رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَيْه نے نقل فرمایا کہ دلائل الخیرات شریف کے مؤلف شیخ محمد بن سلیمان جزولی رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَيْه وُضو کے لئے ایک کنویں پر تشریف لے گئے مگر یہ دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ وہاں نہ ڈول ہے نہ رسی۔ آپ کو پریشان دیکھ کر قریب کے بلند مکان سے ایک بچی نے پوچھا کہ آپ کون ہیں جب آپ نے بتایا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کی بزرگی کے تو ہر طرف چرچے ہیں اور آپ پریشان ہیں کہ کنویں سے پانی کیسے نکالیں چنانچہ اس نے کنویں میں اپنا لُعاب دہن ڈال دیا۔ پانی جوش مارتا ہوا باہر اُبل پڑا، شیخ رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَيْه نے وُضو کیا پھر اُس بچی سے کہنے لگے: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا؟ اس بچی نے جواب دیا: اس ذاتِ اَقدس پر کثرت سے درود بھیجنے کی بدولت جو جنگل میں چلتے تو وحشی جانور ان کے دامن سے لپٹ جاتے۔ یہ سن کر شیخ نے قسم کھائی کہ میں دربار رسالت میں پیش کرنے کے لیے درود و سلام کی کتاب ضرور لکھوں گا۔ (الدلالات الواضحات، ۶۱)

پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ نے یہ کتاب تحریر فرمائی جس کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ نے دلائل الخیرات شریف کے ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء میں طبع شدہ ایک نسخے کے حوالے سے "مَطَالِعُ المَسَرَّات" مترجم صفحہ ۷۴/ پر لکھا ہے کہ اس بچی نے پوچھنے پر بتایا کہ میں یہ درود شریف پڑھا کرتی ہوں:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً مَّقْبُوْلَۃً تُؤَدِّیْ بِھَا عَنَّا حَقَّہُ الْعَظِیْمَ" (مطالع المسرات مترجم، ص ۷۴)

اسے صلوٰۃ البئر کہا جاتا ہے، شیخ سلیمان جزولی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ نے ساتویں حزب کے آخر میں (صفحہ ۲۹۳/پر) یہ درود پاک تحریر فرمایا ہے۔

حضور شیخ المسلمین اور دلائل الخیرات کی کثرتِ تلاوت

الغرض دلائل الخیرات، درود شریف کی ایک مستند کتاب ہے، جو ہمارے بزرگوں کے معمولات کا حصہ بنتی چلی آرہی ہے، اور اس کی اجازت کا بھی معمول تسلسل سے رہا ہے، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری جو غیر مکتبہ فکر کے عالم ہیں اور تھانوی صاحب کے پیروکار ہیں وہ بھی اس کتاب کے مستند ہونے کے قائل ہیں کہتے ہیں: دلائل الخیرات کا ورد ایک کامل و متبع سنت مرشد کی بیعت کا کام دیتا ہے۔

ہم جب حضور شیخ المسلمین کے معمولاتِ اوراد و وظائف کا مطالعہ و معائنہ کرتے ہیں تو راز کھل کر سامنے آتا ہے کہ آپ کی شخصیت خدا اور اس کے محبوب

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کس قدر مقبول رہی ہوگی۔ آپ ہمیشہ پابندی کے ساتھ دلائل الخیرات کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ گھر میں رہیں یا باہر، سفر میں رہیں یا حضر، بیمار رہیں یا صحت یاب ہر لمحہ دلائل الخیرات کی تلاوت عبادات و بندگی اور اوراد و وظائف کے معمولات میں شامل تھی۔ آپ جب لمبے سفر کے لیے نکلتے بیگ میں جگہ کم رہنے کے سبب کپڑے دو جوڑے کم لیتے مگر دلائل الخیرات نہیں چھوڑتے ہمیشہ سفر میں اس کتاب کو ساتھ رکھتے۔ اور جہاں موقع ملتا دلائل الخیرات نکال کر اس کی تلاوت شروع کر دیتے۔ آپ کے ایک چہیتے مرید اور با اثر عالم دین علامہ نہال صاحب قبلہ جو رائے گڑھ میں رہتے ہیں ان کی ایک تحریر میری نظر سے گزری لکھتے ہیں:

"حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان سارناتھ ایکسپریس میں سوار ہو کر دُرگ چھتیس گڑھ سے الہ آباد یوپی تشریف لے جارہے تھے جہاں جمنا ندی کے کنارے پنڈوہ گاؤں میں تقریری پروگرام تھا۔ آپ کے ساتھ جناب انوار احمد قادری صاحب دُرگ، ترنم صاحب رحمانی (خادم) خلیفۂ حضور تاج الشریعہ علامہ مجیب الرحمن صاحب قبلہ اور میں خود بھی شریکِ سفر تھا۔ صبح کے وقت دیکھا کہ حضور شیخ اپنی سیٹ پر دلائل الخیرات شریف کی تلاوت کر رہے ہیں۔"

مزید لکھتے ہیں کہ

"حضور شیخ المسلمین دلائل الخیرات کے ایسے عامل تھے کہ زندگی کی آخری سانس تک اس پر عمل پیرا رہے"

یہی وجہ ہے کہ زندگی کے آخری لمحات میں جب آپ ہاسپٹل میں زیرِ علاج

تھے وہاں موجود لوگوں کا بیان ہے کہ آپ علالت کے بستر پر بھی دلائل الخیرات شریف کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ اور جب تک آپ اٹھنے بیٹھنے کے قابل رہے یہ سلسلہ بدستور جاری وساری رہا۔ آپ رسولِ ہاشمی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت فرماتے تھے اور اسی محبت ووارفتگی کی بنیاد پر آپ کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ خاموش بھی ہوتے تو آپ کے لبہائے مبارک کی جنبش درود شریف کے ورد کا اشاریہ ثابت ہوتی تھی۔

درود شریف کی کثرت اور دلائل الخیرات کی کثرتِ تلاوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کا عشقِ حقیقی ثابت کرتی ہے۔

ہوں لمحے شادمانی کے یا بستر ہو علالت کا
نہ چھوڑا آپ نے دامن درودوں کی تلاوت کا

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کی سخاوت وفیاضی

سخاوت وایثار

آج دنیاوی گرد وپیش کے تمام تر طبعی، سماجی اور ثقافتی حالات اور معاشرتی ماحول پر مادیت کا زبردست غلبہ ہے۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی نے خیر وشر کی بنیادی پہچان مٹادی ہے۔ خود غرضی نے انسانیت کی قدر وقیمت کا معیار ہی گرا کر رکھ دیا ہے۔

وقارِ زندگی کے معیار کو بلند کرنے کی ہوس نے لوگوں کو بدعنوانی کے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ اُنس ومحبت کے خمیر سے پیدا کیا گیا انسان درندہ صفت حیوان بن گیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے خون سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے بے قرار ہے۔

سرمایہ داران وقت اپنے ہی جیسے انسان جو غریب، بے بس ولاچار ہیں ان کے پسینے اور لہو کا کاروبار کرنے لگے ہیں اور اسی بنیاد پر اپنی عیش گوشی کی عالیشان عمارت کھڑی کرنے میں سرگرمِ عمل ہیں۔

انا پرستی اور خود غرضی نے پوری انسانیت میں بے چینی اور اضطرابی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اس خطرناک مرض کا یہ حال ہے کہ اسے کوسا جاتا ہے، مگر اس کے علاج کی فکر نہیں ہوتی، اس بیماری کا ایک یقینی علاج موجود ہے جس نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ایسے ہی پراگندہ ماحول کو خوشگوار فضا میں تبدیل کر دیا تھا۔

یعنی اسلام نے انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اسلام کی دعوت کا بنیادی سبق ایثار ہے۔

ایثار کی تعریف یہ ہے کہ انسان کا اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینا، مثلاً کوئی اپنی بھوک کی شدت کے باوجود اپنا کھانا کسی دوسرے بھوکے شخص کو کھلا دے، یہ ایثار ہے۔

اور سَخاوَت کنجوسی اور بخل کے مقابلے میں، جود وکَرم بخشش اور عطا کو کہتے ہیں۔

سخاوت کو انبیاء علیہم السلام کی مشہور ترین خوبیوں میں شمار کیا گیا ہے جو ہر انسان کے لیے قابل قدر ہے۔ مصادرِ احادیث میں سخاوت کو ایمان کا ستون، ذہانت، زیرکی اور قناعت کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ سخی انسان کو سب سے زیادہ بہادر اور شجاع سمجھا گیا ہے۔ سخاوت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک واجب ہے، جیسا کہ خاندان کے اخراجات کو پورا کرنا، اور دوسری مستحب ہے، جو انسان اپنے مالی واجبی حقوق کو ادا کرنے کے بعد کسی کو بخشتا ہے۔

سخاوت افعال حسنہ اور صفات حمیدہ میں سے نہایت محمود و مرغوب عمل ہے،

جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت عزیز ہے اور عند الناس بھی اس کا حامل عزت مند گردانا جاتا ہے۔

سخاوت کرنے والا جنتی ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ.

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی السخاء، الحدیث ۱۹۶۸، ج:۳، ص:۳۸۷)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”سخی آدمی اللہ سے قریب، جنت سے قریب، لوگوں سے قریب اور جہنم سے دور ہے۔ بخیل آدمی اللہ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور جہنم سے قریب ہے، جاہل سخی اللہ کے نزدیک بخیل عالم سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔“ (ترمذی)

صحابۂ کرام کی سخاوت

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر حضور کی نصیحتوں کا ایسا اثر ہوا کہ ہر طرف سخاوت و ایثار کی خوشبو محسوس کی جانے لگی۔ یکایک معاشرتی نظام تبدیل ہو گیا۔ لوگ خود بھوکا رہنا تو گوارا کر سکتے تھے مگر کوئی دوسرا شخص بھوک کے اثر سے پریشان رہے صحابہ کرام کو یہ گوارا نہیں تھا۔ گھر میں کھانے کا رہے نا رہے اگر گھر میں مہمان آ جائے تو اپنا اور اپنے بچوں کا کھانا مہمان کے حوالے کر دینا اپنی شان سمجھتے تھے۔

ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی اطلاع دی۔ حضور نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا کہیں کچھ نہ ملا تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مہمانی کروں گا، وہ انہیں گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان ہیں جو تعظیم ہو سکے کرنا اس میں کسر نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا، خدا کی قسم، بچوں کی خاطر تھوڑا سا کھانا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔ صحابی نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب وہ سو جائیں، تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تم چراغ درست کرنے کے حیلے سے اُٹھ کر اسے بجھا دینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گزاری۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگر چہ ان پر فاقہ ہی ہو۔

اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جو صحابہ کے یہاں پیش آئے چنانچہ ایک دوسرا واقعہ اسی قسم کا لکھا ہے۔ ایک صحابی ہر روز روزہ رکھتے تھے، افطار کے لیے کوئی چیز کھانے کی میسر نہ آتی ایک انصاری صحابی حضرت ثابت نے انہیں دیکھ لیا۔ بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک مہمان لاؤں گا، جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ کو درست کرنے کے حیلے سے اُٹھنا اور بجھا دینا اور جب تک مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، ساتھ میں سب شریک رہے جیسے کھا رہے ہوں۔ صبح کو حضرت ثابت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم نے فرمایا کہ رات کا تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ برتاؤ حق تعالیٰ کو بہت ہی پسند آیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں

سب سے بڑے باغ کے مالک تھے۔ ان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیر حاء تھا، وہ انہیں بہت ہی زیادہ محبوب تھا، مسجد نبوی کے قریب تھا۔ پانی بھی اس میں نہایت شیریں اور وافر مقدار میں تھا۔ حضور اکرم بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے۔ جب قرآن شریف کی آیت، ترجمہ: تم نیکی کے کامل درجے کو نہیں پہنچ سکتے، جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کروگے جو تمہیں پسند ہیں"۔ نازل ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اپنا باغ بیر حاء سب سے زیادہ عزیز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کے راستے میں خرچ کرو، اس لئے وہ اللہ کے راستے میں دیتا ہوں، مزاجِ یار کے موافق اسے خرچ فرمادیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ بہت ہی عمدہ مال ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے اپنے اہل قرابت میں تقسیم کردو۔ ابو طلحہ نے اسے اپنے رشتے داروں میں تقسیم فرمادیا۔

حضرت ابو جہم بن حذیفہ کہتے ہیں کہ یرموک کی جنگ میں، میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ جنگ میں شریک تھے اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لیا کہ ممکن ہے کہ وہ پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں۔ اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جاں کنی کا عالم تھا۔ میں نے پوچھا پانی کا گھونٹ دوں ؟ انہوں نے اشارے سے ہاں کی، اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے آہ کی آواز بلند کی۔ میرے چچازاد بھائی نے آواز سنی تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر گیا۔ وہ ہشام بن ابی العاص تھے، ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حالت میں پڑے دم توڑ رہے تھے۔ انہوں نے آہ بلند کی۔ ہشام نے مجھے

ان کے پاس جانے کا اشارہ کر دیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے۔ ان کے پاس سے اپنے بھائی کے پاس لوٹا تو اتنے میں وہ بھی شہید ہو چکے تھے۔ اس نوع کے متعدد واقعات کتبِ احادیث میں اکثر ملتے ہیں۔ کیا انتہا ہے ایثار و سخاوت کی کہ اپنا بھائی دم توڑ رہا ہو اور پیاسا ہو، ایسی حالت میں کسی دوسرے کی طرف توجہ کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اسے پیاسا چھوڑ کر دوسرے کو پانی پلایا جائے، ان شہداء کی روحوں کو اللہ جل شانہ اپنے لطف و فضل سے نوازے کہ موت کے وقت بھی جب ہوش و حواس سب ہی جواب دے جاتے ہیں، یہ نفوس قدسیہ ایثار و ہمدردی میں اپنی جان نثار کرنے ہمہ تن تیار رہتے ہیں۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور کافروں نے آپ کے کان، ناک وغیرہ اعضا کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دل نکالا اور طرح طرح کے ظلم کئے۔ جنگ کے ختم ہونے پر حضور اکرم اور دوسرے صحابہ شہیدوں کی نعشیں تلاش فرما کر ان تمام کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہ کو اس حالت میں دیکھا کہ نہایت صدمہ ہوا، دریں اثنا حضرت حمزہ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت دیکھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خیال سے کہ یہ ایک عورت ہے، ایسے ظلم کو دیکھنے کا تحمل مشکل ہو گا، ان کے صاحبزادے حضرت زبیر سے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کرو۔ حضرت زبیر کہتے ہیں کہ میں جلدی سے روکنے کیلئے بڑھا، مگر وہ قوی تھیں، اور کہا کہ راستے سے ہٹ جاؤ۔ میں نے کہا کہ حضور اکرم نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہو گئیں۔ اس کے بعد دو کپڑے نکالے اور فرمایا کہ میں اپنے

بھائی کے کفن کیلئے لائی تھی کیونکہ میں ان کے انتقال کی خبر سن چکی تھی۔ ان کپڑوں میں انہیں دفنا دینا۔ ہم لوگ وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہ کو کفنانے لگے کہ برابر میں ایک انصاری شہید موجود تھے، جن کا نام حضرت سہیل تھا۔ ان کا بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا، جیسا کہ حضرت حمزہ کا تھا۔ ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری صحابی کے پاس ایک بھی نہ ہو۔ اس لئے ہم نے دونوں کیلئے ایک ایک کپڑا تجویز کر دیا، مگر ایک کپڑا ان میں بڑا تھا، دوسرا چھوٹا۔ تو ہم نے قرعہ ڈالا کہ جو کپڑا جن کے حصہ میں آجائے گا، وہ اُن کے کفن میں لگایا جائے۔ قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیل کے حصے میں آیا اور چھوٹا حضرت حمزہ کے حصے میں آیا، جو ان کے قد سے بھی کم تھا کہ اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دو، یہ دو جہاں کے بادشاہ کے چچا کا کفن ہے، وہ بھی اس طرح کہ ایک عورت اپنے بھائی کیلئے دو کپڑے دیتی ہیں، انہیں یہ گوارا نہیں کہ دوسرا انصاری صحابی بے کفن رہے۔ ایک کپڑا بانٹ دیا جاتا ہے اور پھر چھوٹا کپڑا اس شخص کے حصے میں آتا ہے، جو کئی جہات سے فوقیت اور ترجیح کا استحقاق رکھتا ہے۔

غرباء پروری اور انسانی مساوات کے دعویدار اگر اپنے دعووں میں سچے اور امین ہیں تو ان پاک ہستیوں کی طرح ایثار و سخاوت کا مظاہرہ کرکے دکھائیں۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایثار و سخاوت کے واقعات کو اگر ضبطِ تحریر میں لایا تو قرطاس و قلم کی روحیں چیخ اٹھیں گی پھر بھی واقعات پورے طور سے جمع نہیں ہو پائیں گے۔ اصحابِ رسول علیہم الرحمہ کے علاوہ حضور کی تعلیمات

کے اثر سے بزرگانِ دین کی سخاوتوں کا باب بھی طوالت کا متقاضی ہے۔ واقعات و حکایات کی تعداد بھی لا محدود ہے جنہیں کامل طریقے سے زیبِ تحریر کرنا دشوار امر ہے۔

آپ کی سخاوت و فیاضی کے جلوے

لیکن ماضی قریب میں حضور شیخ المسلمین کی ستودہ صفات شخصیت جو بہت ساری خوبیوں اور محامد و محاسن کی جامع خصوصیات سے لبریز ہے وہیں سخاوت و عطا، جود و کرم، غرباء پروری، حمیت و اخوت، بھائی چارگی و ہمسائیگی، مساوات و انصاف اور بخشش و مہربانی کے حوالے سے نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

فرائض و واجبات کی ادائیگی، سنن و نوافل کی پابندی، اوراد و وظائف کی مصروفیات اور اذکار و معمولات کا استغراق و انہماک ایک طرف مگر حضور شیخ المسلمین نے خدمتِ خلق کے مسلم مشن کا حصہ بن کر سخاوت و فیاضی کا ایسا باغیچہ لگایا کہ دنیا اس کے گلاب و گل کی خوشبوؤں سے ہمہ دم معطر ہوتی رہے گی۔ کیری شریف میں آپ کے ورودِ مسعود سے پہلے جہالت و ظلمت کی ہواؤں میں آوارگی کے قصے اطراف و اکناف میں بولے اور سنے جاتے تھے۔ علم و ادب اور شعور و آگہی کا دور دور کہیں چرچا نہیں تھا۔ مگر جب آپ تشریف لائے تو فضا بدل گئی، موسم خوشگوار ہو گیا، رُتوں کی تہذیب مسکرا اٹھی۔

علم و ادب، شعور و سخن، تہذیب و ثقافت اور دانائی و ہنر مندی کے میدان میں ایسا کارنامہ انجام دیا کہ علاقے کا علاقہ علم و نور میں محیط ہو گیا۔ پوری کیری کی فصیل میں علوم مصطفوی کی بنیاد گزاری کی گئی۔ حضور شیخ المسلمین نے علم نبوی کا چراغ جلا کر طالبان علومِ انبیاء کو اس کی لو کے قریب کیا۔ گھر گھر جا کر علم کی دعوت

دی۔ ہر دروازے میں جا کر بچوں کو آواز دی اور خانقاہ بلوایا جو بچے آنے کے لئے تیار نہیں ہوئے ان کے والدین کو بلوایا اور کہا کہ آپ کا بچہ جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھے۔ آپ اپنے بچے کو جو بنانا چاہتے ہیں بنائیں مگر صبح میں یا شام میں دو گھنٹے کے لئے ہی سہی مدرسہ بھیجیں۔ لوگوں کو لگا یہ سودا بہت آسان ہے بچہ اگر اسکول میں بھی پڑھنا چاہے گا تو پڑھ لے گا صرف دو ہی گھنٹہ کی تو بات ہے لوگوں نے اپنے اپنے بچوں کو بھیجنا شروع کیا۔ بچے آنے لگے آپ انہیں پڑھانے لگے۔ قرآن شریف ناظرہ مکمّل ہوتے ہی آپ ان بچوں کو درس نظامی کی کتابیں دے کر پڑھانا شروع کر دیتے ابتدائیہ جماعت کی کتابوں کا درس مکمّل ہونے کے بعد درجہ اولیٰ پھر درجہ ثانیہ کی کتابیں پڑھانے لگتے اور جب ثانیہ کی کتابیں بچے پڑھ لیتے تب انہیں اور ان کے گھر والوں کو سمجھا کر دارالعلوم حمیدہ بنارس بھیج کر داخلہ کرا دیتے۔ تاکہ آگے کا تعلیمی سفر کہیں خانقاہ کی مصروفیت کے سبب موقوف نہ ہو جائے۔ جن بچوں کا گھرانہ مالی اعتبار سے مضبوط تھا ان کے لئے تو کوئی پریشانی نہیں تھی وہ جلد تیار ہو جاتے تھے مگر جن بچوں کے والدین کی حالت مالیت کے اعتبار سے کمزور ہوتی ان کے لئے تیار ہو پانا ذرا دشوار امر تھا۔ پھر بھی آپ کوشش کرتے کہ کسی طرح وہ تیار ہو جائے مگر بار بار اصرار کے بعد جب والدین اپنی کمزوری ظاہر کرتے تو حضور شیخ المسلمین فرماتے کہ آپ پریشان نہ ہوں خدا مسبب الأسباب ہے وہ انتظام فرمادے گا بس آپ تیاری کریں جب باقی بچے اپنا علمی سفر بنارس کے لئے کریں گے آپ بھی اپنے بچے کو ان کے ساتھ بھیج دیں۔ ان کے کرایے کا پورا انتظام فقیر حسنین رضا قادری رحمانی کرے گا۔ کئی بچے ایسے بھی ہیں جن کے پاس نہ آنے جانے کا کرایہ تھا نہ پہننے کے لئے کپڑے نہ سونے کے لئے بستر نہ وہاں رہن سہن اور پڑھائی کے اسباب سہولت نہ دیگر اخراجات کا سامان اور نہ کتاب و کاپی اور قلم

خریدنے کے لئے پیسے مگر ان کی پیشانی پر علمی چمک صاف دیکھی جاسکتی تھی اور یہ چمک دیکھنے والی آنکھ محض حضور شیخ المسلمین کے پاس تھی۔ آپ نے ایسے بچوں کے لئے تمام اخراجات کی ذمہ داری اپنے شانے پر لی اور انہیں مدرسہ بھیج کر پڑھایا اور عالم بنایا۔

حضور شیخ المسلمین نے اپنے خرچ سے عالم بنایا

میرے ایک دوست جو بڑے قابل عالم دین مصباحی اور ثقافی ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے خطیب ہیں حضرت علامہ و مولانا فاروق عالم مصباحی ثقافی جو کیری شریف ہی کے رہنے والے ہیں نہایت ہی غریب، کمزور اور تہی دست تھے۔ مگر علم نبوی کا ذوق اور اس کی للک ان کی لوح جبیں کی لکیروں میں چمک رہی تھی۔ حضور شیخ المسلمین نے انہیں اپنے خرچ سے پڑھایا اور عالم بنایا وہ خود اپنی زبان سے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ایک متمدن اور مہذب معاشرے میں استاد یعنی معلم کی حیثیت ایک منارۂ نور کی سی ہوتی ہے جس کے وجود کے ہر گوشے سے علم و عمل کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ اس دنیا میں اساتذہ کی کمی نہیں ہے استاد بہت ہیں مگر علوم و فنون کے ساتھ ساتھ معرفت اور کشف کا جامع، شخصیت کا ہونا نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ مگر میری آنکھوں نے اک ایسے استاد اور معلم کو دیکھا ہے جو بچوں کے اندر کے مخفی حالات سے با خبر تھے۔ اپنی بصیرت افروز بصارت سے سامنے بیٹھے ہوئے طلبہ کے جوہرِ علم کو جان لیتے تھے۔ جن کی قسمتیں باب فیوض سے ٹکراتی ہیں اور جن کا مقدر روبہ عروج ہوتا ہے انہیں نصیب زادوں کو ایسے مربی الروح والجسم ملا کرتے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین امام الکشف تھے۔

انہوں نے ہم جیسے کئی ناکاروں اور نکموں میں علم کی پیاس بھانپ کر جو ہرِ علم کو پہچان کر مدرسہ بھیجا اور اپنی ذاتی رقم خرچ کیا اور عالم بنایا۔ پہلے ہمیں اپنے درس و تدریس کا حصہ بنایا پھر جب مدرسہ جانے کے لائق ہوا تو ہمیں اپنے خرچ سے مدرسہ بھیج کر داخلہ کرایا۔ داخلہ ہونے کے بعد بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ ہر ماہ ماہانہ خرچ کے لئے پیسے بھیجا۔ پہننے کے لئے نئی نئی پوشاک کا انتظام کیا۔ نیز کتابوں کے انتظامات کے لئے رقم ارسال فرمایا۔ مولانا غلام فاروق مصباحی ثقافی کہتے ہیں کہ بخدا میں حضور شیخ المسلمین کے سرپرستی احوال اور فیض و بخشش کا ایک کامل نمونہ ہوں۔ میں غربت و افلاس کا مارا تھا مگر حضور شیخ المسلمین نے مجھے کیا سے کیا بنا دیا۔

سچ کہا کسی نے۔۔۔

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

علامہ غلام فاروق مصباحی ثقافی صاحب کہتے ہیں: کہ نہ صرف میں بلکہ مجھ جیسے بیسیوں افراد ایسے ہیں جنہیں تنگدستی اور غربت و افلاس نے گھیر رکھا تھا۔ ان کے پاس مدرسہ جانے کے لئے اور مدرسہ جا کر دینی علم حاصل کرنے کے لئے نہ وسائل تھے نہ رسائل تھے۔ نہ اخراجات کی سہولتیں تھیں۔ ان سب کا خیال حضور شیخ المسلمین نے یکساں طریقے سے رکھا اور سب کو اپنے ذاتی خرچ سے پڑھایا اور عالم دین متین بنایا۔

مرے رب نے مرے مرشد کو وہ حاتم بنایا ہے
کہ جس نے اپنے پیسے سے کئی عالم بنایا ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

لوگوں کے درمیان عُموماً جب کسی سخی آدمی کا تذکرہ چھڑتا ہے، تو ہر کوئی اچھے الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے، حتی کہ اس کے دشمن بھی سخاوت کی وجہ سے اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ پاتے، دُکھی افراد دل کی گہرائیوں سے اُسے دعائیں دیتے ہیں، ایسے شخص کا شمار، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ بندوں میں ہوتا ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت اسے جنّت کی خُوشخبری سُنائی جائے گی۔

چنانچہ شہنشاہِ آدم و بنی آدم، رسولِ محتشم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ راحت نشان ہے:

"اِنَّ اللّٰہَ جَوَادٌ یُّحِبُّ الۡجَوَادَ"

اللہ سخی ہے اور اللہ سخاوت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

لوگوں کے کھانے، پینے اور رہنے سہنے کے لئے روٹی کپڑا اور مکان پہننے کے لئے پوشاک کا انتظام کرنا یقیناً سخاوت و فیاضی ہے مگر ان تمام چیزوں کے انتظامات کے ساتھ ساتھ تعلیماتی اسباب فراہم کرنا اور اپنے خرچ سے بیسیوں افراد کو عالم بنا کر علم کی ایک بستی آباد کرنا سخاوت و فیاضی کا محل تعمیر کرنے کے مترادف نہیں ہے بلکہ جود و عطا اور فیاضی و سخاوت کا پورا شہر بسانے کی مانند ہے۔

آج اگر اپنی سر گزشت بیان کرتے ہوئے علامہ فاروق اور ان کے جیسے کئی افراد کی آنکھیں حضور شیخ المسلمین کی محبت اور یاد میں بھیگ جائیں تو اس کا مطلب ہے کہ حضور شیخ المسلمین نے اپنے نانا کی سیرت کو اپناتے ہوئے غریبوں کا نہ صرف پیٹ بھرا۔ پہننے کے لئے نہ صرف کپڑوں کا انتظام کیا۔ بلکہ حرا کے غار سے اِقرا کی جو روشنی پھوٹی تھی اس سے پورے کیری کو منور کیا۔ نہ صرف کیری بلکہ پورے بہار اور جھارکھنڈ کو علم کی روشنی سے تابندہ و تابناک کر دیا۔

عجب اسلوب ہے حسنین کی بخشش عنایت کا
زمانے بھر میں چرچا ہے نوازش اور سخاوت کا
(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کا تکریمی خطاب وایوارڈ

(۲۹ مئی ۲۰۱۱ دن سنیچر) یہ تاریخ، سال اور دن اہل عشق چاہ کر بھی نہیں بھول پائیں گے، اپنی دھڑکنوں کے ہر ساز میں اسے ہمیشہ کے لئے زندہ رکھیں گے۔ یہی وہ تاریخ اور دن ہے کہ ہمارے پیر و مرشد شیخ طریقت رہبر راہِ شریعت حضرت العلام علامہ و مولانا سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان کو شیخ المسلمین کے تکریمی خطاب سے نوازا گیا تھا۔ صوبۂ جھارکھنڈ کے ضلع گڈا میں بسنترائے تھانہ سے قریب ایک گاؤں ہے بھٹہ جہاں خلیفۂ حضور تاج الشریعہ علامہ و مولانا مفتی مجیب الرحمن صاحب رائے پور چھتیس گڑھ کا آبائی وطن ہے۔ وہاں ۲۹/ مئی ۲۰۱۱ء میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں گڈا، بانکا، بھاگلپور اور دمکا جیسے بڑے بڑے شہروں سے خاصی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی تھی۔ ہر طرف دیوانوں کا مجمع تھا۔ جدھر نظر اٹھتی تھی وارفتگان مخدومِ عالم پناہ کا سر ہی سر نظر آتا تھا۔

پورے اطراف و اکناف سے عوام و خواص نے اس جلسہ میں شرکت کی تھی۔ کمال در کمال کی بات یہ ہے کہ دیگر جلسوں اور کانفرنسوں میں جتنی تعداد عوام کی ہوتی ہے۔ اتنی تعداد میں علمائے کرام اس کانفرنس کا حصہ بننے کے لئے تشریف

لائے ہوئے تھے۔ کیونکہ اس یادگار اور دیدہ زیب کانفرنس میں رئیس العلماء، استاذالاساتذہ، معتمد تاج الشریعہ، شہزادۂ صدر الشریعہ، حضور محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری صاحب قبلہ خصوصی خطیب کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ اور اس کانفرنس کو امام الکشف، رئیس الصوفیا، سید الشاہ حسنین قادری رحمانی کی سرپرستی حاصل تھی۔ دو دو مقبول و معزز شخصیت کی موجودگی ہو تو جلسے میں اتنی بھیڑ کا تقاضا تو عام بات ہے۔

ایک طرف خاندان مصطفوی کا چشم و چراغ اور بوترابی لہو کے پیکر میں حضور سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی صاحب بنفس نفیس جلوہ گر تھے تو دوسری طرف شہزادۂ مصنف بہارِ شریعت فقیہ ابن فقیہ علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب تھے۔

حضور محدث کبیر کو اللہ رب العزت نے حدیث دانی کے حوالے سے ایسے خبرہ اور ملکہ سے نوازا ہے کہ حدیث کا ایک ٹکڑا کس باب میں ہے اس کا راوی کون ہے اور اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا کس باب میں ہے وہ کس سے مروی ہے اس کی مکمّل معلومات کے ساتھ ذخیرۂ احادیث کو اپنے سینے میں محفوظ رکھنا یہ حضور محدثِ کبیر کا کمال ہے۔

ایسی باکمال اور مقتدر شخصیات کی آمد ہی ازدحام کی متقاضی ہے۔ بھٹہ، بسنترائے ضلع گڈا جھارکھنڈ کے اس گاؤں میں یہ تاریخی کانفرنس تھی۔ آغاز جلسہ کے بعد نعت خوانی کا دور چلا پھر تقاریر علمائے کرام کے سنہرے لمحات سے بھی لوگ محظوظ ہوئے۔ جب پروگرام مکمّل شباب پر پہنچا تب حضور محدث کبیر اور شہنشاہِ کیری تشریف لائے۔ حضور محدثِ کبیر کی تشریف آوری کے کچھ ہی پل کے بعد ان کے نام کا اعلان ہوا۔ حضور محدثِ کبیر نے تھوڑی دیر خطاب فرمانے کے بعد خلیفۂ حضور تاج

الشریعہ علامہ مفتی مجیب الرحمن صاحب قبلہ سمیت تمام علمائے کرام کے اتفاق رائے سے کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ حضور شیخ طریقت علامہ سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی جو ایک قابل با اخلاق ملنسار اور نہایت ہی زیرک عالم و حکیم ہیں اولادِ غوث اعظم ہونے کے ساتھ ساتھ تقویٰ شعاری کے میدان میں بھی بے مثال شخصیت ہیں۔ بانکا، بھاگلپور، گڈا اور دیوگھر سمیت ہندوستان بھر میں ان کے مریدین پھیلے ہوئے ہیں۔ عشاق کی کثرتِ تعداد اور دیوانوں کی دیوانگی دیکھنے کے بعد آج انہیں شیخ المسلمین کے تکریمی خطاب سے نوازا جاتا ہے۔ یہ اعلان ہوتے ہی مجمع میں جیسے ہلچل سی مچ گئی ہو ہر طرف نعرے کا شور فضاؤں میں ایسا گونج رہا تھا جیسے یہ نعرہ زمینی نہیں آسمانی ہے۔ پھر اس کے بعد حضور محدثِ کبیر نے وہ سپاس نامہ بھی پڑھ کر سنایا جس میں حضور محدثِ کبیر کا دستخط ہے۔ آج وہ دستخط شدہ سپاس نامہ حضور شیخ المسلمین کی گدی میں آویزاں بر دیوار ہے۔ جسے دیوانے دیکھ کر اس یادگار پل کو محسوس کرتے ہیں۔

آج بھی اعلان کرتا ہے یہ تکریمی خطاب
آپ شیخ المسلمیں ہیں آپ ابنِ بو تراب

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

شیخ المسلمین کو موئے سید المرسلین کی نعمت میسر آئی

موئے مبارک کی عظمت

صفا اور مروہ کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے، تابوت سکینہ کا ذکر قرآن میں پایا جاتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کا ذکر سورہ یوسف میں ہے اور مقدس وادی طُوٰی کا ذکر سورہ طٰہٰ میں ملتا ہے۔ مذکورہ شدہ تمام اشیا جس طرح قابلِ تعظیم و

احترام ہیں۔ اسی طرح رسولِ ذی وقار ﷺ سے وابستہ ہر شئے مقدس، متبرک، محترم اور بے مثال قرار پاتی ہے۔ آپ ﷺ کے آثار مبارک، باقیات و متروکات سارے آپ ﷺ کی مبارک نشانیاں ہیں محترم، معظم اور بابرکت ہیں۔

حضور ﷺ کے مقدس صحابہ کرام، غلامانِ نبی اور عشاق رسول سے ادب و احترام کے پیش نظر آثار و تبرکات میں سب سے زیادہ جس تبرک کا احترام کئی صدیوں سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کا موئے مبارک ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کے ان آثار مبارکہ سے محبت، تعظیم اور توقیر فرمائی اور ان کی حفاظت کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھا۔ اپنی دلی تسکین و دماغی سکون حاصل کرنے کے لئے اور اپنے روحانی و مادّی مقاصد کی تکمیل کے لئے اسے واسطہ بنایا اور امراض خبیثہ و دفع بلیات کے لئے ان کا استعمال پورے ادب و احترام سے فرمایا جیسے خود حضور نبی کریم ﷺ کا اور آپ کی موجودگی میں آپ سے حاصل کردہ کسی شئے کا کیا جاتا تھا۔

موئے مبارک کی تقسیم برضائے رسولِ کریم

سنہ ۱۰ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے بموقعہ حجۃ الوداع ۱۰ ذوالحجہ کے دن بعد رمی جمار و ادائے قربانی حلق فرمایا (یعنی سر کے مبارک بال اتارے) حضرت معمار بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ (معزز حجام) نے حضور نبی کریم ﷺ کے سر کے بال (مبارک گیسو) اتارے جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے خود صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم میں تقسیم فرمائے۔ یعنی بطور تبرک صحابہ کرام کو عطا فرمایا۔ صحیح البخاری و صحیح مسلم وغیرہ کی احادیث مبارکہ میں ان مبارک گیسوؤں حاصل کرنے والے اولین

خوش عقیدہ اور خوش نصیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں امیر المومنین حضرت ابو بکر الصدیق، حضرت ابو طلحہ اور امّ سلیم رضی اللہ تعالی عنہم کا نام آتا ہے۔

موئے مبارک باعثِ صحت و شفاء

ام المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس کوئی مریض آتا تو آپ ایک پیالہ میں پانی لیکر اسمیں اس متبرک و مقدس موئے مبارک کو جنبش دیتیں اور مریض کو پلا دیتیں۔ چنانچہ وہ مریض شفاء یاب ہو جاتا تھا۔ حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میری بیوی نے مجھے ایک پیالہ دیکر حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے یہاں بھیجا۔ وہ اس لئے کہ جب کبھی کوئی نظر بد کا شکار ہوتا یا بیمار ہوتا، تو ایک پیالہ میں پانی حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے یہاں بھیجا جاتا۔ آپ کے پاس حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مقدس موئے مبارک ایک چاندی کی ڈبیا میں محفوظ تھے اور آپ انہیں پانی میں ڈبویا کرتیں۔ مریض اس (متبرک) پانی کو پینے کے بعد صحتمند ہو جایا کرتے۔ (صحیح البخاری:۲:۸۷۵)

موئے مبارک کی تعظیم بوساطت اصحابِ عظیم

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ و امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ وغیر ہم نے ان کے کفن میں اشرف الانبیاء حضور پر نور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے متبرک و مقدس موئے مبارک کو رکھنے کی ہدایت فرمائی تاکہ عالم برزخ و آخرت میں خیر ہی خیر ہو۔ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت اور انہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی اتباع

میں ائمہ کرام، محدثین کرام، صالحین، علماء حق، مشائخ عظام و غیر ہم نے بھی ان متبرک و مقدس موئے مبارک کو بطور تبرک ہمیشہ اپنے پاس محفوظ رکھا اور ان کی موجودگی میں اللہ تعالی سے دعاء مانگا کرتے جو فوری قبولیت کے درجہ پر پہنچتی۔ اس طرح کا عمل یہ ظاہر کرتا ہے کہ جو محبان حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار سے مشرف نہ ہوسکے کم از کم انہیں آپ ﷺ کے آثار مبارکہ کا دیدار ہی ہو جاے۔ ان کے برکات و عنایات سے سرفراز ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے انہیں بڑی محبت خوشی اور وارفتگیِ شوق سے حاصل فرمایا اور بطور برکت بڑے احترام سے اپنے مکانات میں محفوظ رکھا جہاں سے نہایت ہی میٹھی آواز میں تلاوت قرآن کی آواز آتی تھی۔ اور وہ مبارک و مسعود آواز اور کسی کی نہیں بلکہ فرشتوں کی ہوتی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاں حضور نبی کریم ﷺ کے مقدس موئے مبارک (بال) ہوتے ہیں وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ماشآء اللہ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ جہاد میں گھمسان لڑائی کے دوران اپنا عمامہ ڈھونڈ رہے تھے، ملنے پر دوبارہ اسے اپنے سر پر پہن لیا۔ اسکی ضرورت دریافت کی گئی تو فرمایا: اس عمامہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک ہیں۔ ان ہی کی برکت سے میں ہر جہاد میں دشمنوں پر فتح پاتا ہوں۔ مجھے یہ خوف ہوا کہ اسکی بے حرمتی سے کہیں اسکی برکت مجھ سے چھین نہ لی جائے۔ (صحیح مسلم؛ قاضی عیاض: الشفاء جلد: ۱، صفحہ: ۶۱۹)

حضرت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی، حضور نبی کریم ﷺ کے پردہ فرمانے کے دو سال بعد اسلام سے مشرف ہوئے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کا پیارا چہرہ دیکھنے سے محروم رہے لیکن ان کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کے

موئے مبارک تھے۔ آپ فرماتے: میرے پاس حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک ہیں جو مجھے دنیا و آخرت سے زیادہ پیارے ہیں۔

(صحیح البخاری: کتاب الوضو)

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ (کاتب وحی) کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کے مقدس موئے مبارک اور مقدس ناخن تھے۔ انکی وصیت تھی کہ بوقت دفن ان کے آنکھوں اور منہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے مقدس موئے مبارک اور مقدس ناخن رکھکر انہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ انکے منہ اور آنکھوں میں ان متبرک آثار کو رکھ کر انہیں دفن کیا گیا۔ (تاریخ خلفاء)

حضرت شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بیان میں فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کے چند مقدس موئے مبارک امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس محفوظ تھے۔ آپ ان مقدس موئے مبارک کو ایک کمرے میں بڑے ہی عزت و اہتمام سے رکھتے تھے اور ہر روز ایک مرتبہ اسکی زیارت فرمایا کرتے۔ جب کبھی کوئی خاص مہمان آتا تو آپ اسکو ان مقدس موئے مبارک کی زیارت کرواتے اور فرماتے، یہی میری دولت ہے۔

ملک میں جہاں جہاں صوفیاء کرام و خوش عقیدہ مسلمان بستے ہیں وہاں بفضل اللہ تعالی بڑے ادب و احترام سے محفوظ رکھے گئے ہیں اور ماہ ربیع الاول اور عیدین کے مواقع پر ان کی زیارت کرواتے ہیں۔ اگر دنیا میں برکت اور آخرت میں نجات چاہتے ہوں تو ضرور عقیدت و احترام کے ساتھ موئے مبارک کی زیارت کریں۔

حضور شیخ المسلمین کو موئے مبارک عطا ہوا

دنیا و آخرت کی سعادتوں میں بہترین سعادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موئے مبارک کا حاصل ہونا ہے۔ جب اللہ رب العزت نے حضور شیخ المسلمین کی ذاتِ بابرکات کو خونِ فاطمی سے نوازا سیرتِ نبوی سے آشنائی بخشی تو اس عظیم دولت سے حضور شیخ المسلمین محروم رہتے بھلا کیوں کر ممکن ہو۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ، اللہ رب العزت نے آپ کو اس دولت سے بھی محروم نہیں رکھا آپ کو یہ نعمتِ عظمیٰ بھی حاصل ہوئی۔

کیری شریف کے ایک نہایت ہی لائق و فائق اور با اخلاق عالم دین خوش طبع خطیب حساس طبیعت کے مالک علامہ عسجد رضا قادری مصباحی جو حضور شیخ المسلمین کے اخص الخواص قاری غلام محمد نور رحمانی کے نسبتی بھائی ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے حضور شیخ المسلمین کی شخصیت پر قلم اٹھایا اور حضور شیخ المسلمین کی کتابوں سے مختلف اقتباسات یکجا کر کے ایک رسالہ بنام، "حضور شیخ المسلمین کی سنہری باتیں" لکھ کر شائع کیا۔ جس کی رسمِ اجراء عرسِ رحمانی کے موقع سے ۲۰۲۳ء میں ہو چکی ہے۔

اس کتاب میں مدلل حوالہ جات سے علامہ عسجد رضا مصباحی رحمانی لکھتے ہیں:

الحمد للہ! اس نعمت عظمی سے بھی آپ محروم نہیں۔ سن ۲۰۰۲ء کی بات ہے: ایک مرتبہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ رائے گڑھ تشریف لے گئے تھے، رائے گڑھ کی جامع مسجد میں رکھے ایک خوب صورت اور دیدہ زیب پیٹی پر نظر پڑی تو آپ نے حاجی اقبال صاحب (لولا نیا) سے پوچھا اس پیٹی میں کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا اس میں موئے مبارک ہے۔ آپ نے

پوچھا کہاں سے لائے ہیں؟ جواب دیا: گجرات سے۔ پھر حاجی عبد الستار کی معرفت گجرات سے رائے گڑھ موے مبارک منگوائے گئے اور آپ کو عطا کیا گیا۔ اور آپ از خود رائے گڑھ سے کیری شریف لائے۔ اس دن پورے کیری شریف کے لوگ بونسی استقبال کے لیے بشکل جلوس حاضر ہوئے تھے، جس میں یہ راقم الحروف بھی موجود تھا اور اس وقت راقم خانقاہ رحمانیہ میں زیر تعلیم بھی تھا۔

یاد رہے! جس آستانے سے آپ کو موے مبارک عطا ہوا ہے وہ ایک عظیم بزرگ، صوفی باصفا، علم و حکمت میں بلند مقام پر فائز لدھا شاہ علیہ الرحمہ دھوراجی، راجکوٹ (گجرات) کا آستانہ ہے۔

حضرت علامہ و مولانا مفتی منور رضا منور ابن ولی میاں باپو (سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ حضرت پیر لدھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ) کے بقول پیر لدھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے، وہ ایک مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی و فلاحی رہنما بھی تھے۔ آپ نے دھوراجی، گجرات میں اسلام شناسی اور تبلیغ دین سے روحانیت کی زمین تیار کی۔ دین مبین میں داخل ہونے والوں کے عقائد و نظریات کو درست کیا اور ان کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کیا ساتھ ہی اسلام کو ایک منظم نظام حیات کے طور پر ثابت کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہاتھوں بہت سے غیر مسلم داخل اسلام ہوئے اور بہت سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم حاصل ہوا۔

آپ کا عرس ہر سال ۱۶/ محرم الحرام کو مکمل شریعت کے حدود و قیود میں منایا جاتا ہے جس میں عاشقوں کا جم غفیر حاضر ہوتا ہے۔

آپ کے پیر و مرشد غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھنے

والے سید عبد الرزاق شاہ قادری علیہ الرحمہ تھے۔

آپ نے ۱۲؍ سال تک پیر و مرشد کی خدمت کی، خوب اکتساب فیض کیا تب جا کر آپ کو جملہ علوم و فنون اور اجازت و خلافت سے نوازا، نیز پیر و مرشد ہی کے ایما پر دھوراجی (گجراتی) تشریف لائے اور پوری زندگی خدمت خلق اور خدمت دین میں وقف کر دی۔

میرا مرشد آپ کی برکت سے اس قابل ہوا
آپ کا موئے مبارک بھی انہیں حاصل ہوا

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کے تبلیغی دورے

حضور شیخ المسلمین کے دعوتی اسفار اور تبلیغی دورے کا اثر کامیابیوں اور کامرانیوں کی چوٹی پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا اندازہ بہار، جھارکھنڈ، بنگال، اڑیسہ، اتر پردیش اور چھتیس گڑھ جیسے صوبوں میں رہائش پذیر اربابِ ارادت کی ہمہ گیر تبدیلیوں سے لگایا جا سکتا ہے جو حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں آپ کے آغازِ حیات میں ہی برپا ہو گئی تھیں۔

محض بیس سال کی عمر میں آپ کو جملہ علوم و فنون سے فراغت کی سند و شہادت عطا کر دی گئی تھی۔ آپ فراغت سے ایک سال قبل ہی سے درس و تدریس کے فرائض پر مامور ہو چکے تھے۔ مگر والد بزرگوار کی شفقت ظاہری ساتھ چھوڑ گئی تو آپ نے مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کو وجود بخشا اور تا دمِ حیات آپ یہیں پر مقیم اور مصروفِ خدمتِ دین متین رہے۔ جس عمر میں آزادی کی سانسیں زندگی کو آزاد

فضاؤں سے روشناس کراتی ہیں اس وقت سے ہی آپ نے خود کو دعوتی اسفار اور تبلیغی دورے کے لئے تیار و مستعد کر لیا تھا۔ قریہ قریہ بستی بستی گاؤں گاؤں شہر شہر جہاں جہاں قوم اور ملت کو سنوارنے کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں وہاں گئے۔ مصطفیٰ جان رحمت کے پیغامات کو عالم اسلام میں پھیلاتے ہوئے نہ کبھی آپ تھکے نہ رکے۔ جب جب جیسی ضرورت پڑی آپ نکل پڑے۔ گاڑی ملی تو گاڑی سے سائیکل ملی تو سائیکل سے کچھ نہیں ملا تو پیدل چل پڑے مگر قرآن و حدیث کے پیغامات کو لوگوں تک پہنچایا۔

جن لوگوں نے آپ کی زندگی کی صعوبتوں کو قریب سے دیکھا ہے بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین کئی کئی گھنٹے تک سائیکل کے پیچھے کیریئر پر بیٹھ کر سفر کرتے تھے پھر بھی نہیں کہتے تھے کہ نہیں جائیں گے۔ حضور شیخ المسلمین کے ہم عصر میں سے ہیں مولانا صدیق صاحب جو رانی پور گڈا اجھار کھنڈ کے رہنے والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین کے ابتدائی ایام میں ان کے ساتھ میں خود چلا کرتا تھا۔ میرا کام تھا سائیکل چلانا۔ حضور شیخ المسلمین کا اشارہ جدھر ہوتا تھا میں اُدھر چل پڑتا تھا۔ حضور شیخ المسلمین پیچھے بیٹھتے تھے اور میں سائیکل پر پیڈل مارتا تھا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا بیچ راستے میں ہی سائیکل کا چین اتر جاتا تھا تو کبھی ٹوٹ جاتا تھا اور گھنٹوں پیدل چلنا پڑتا تھا۔ میں بولتا تھا حضور تھوڑی دیر آرام کر لیں تو حضور شیخ المسلمین فرماتے کہ آرام کی سوچ لے کر اگر ہمارے اجداد میدان میں نکلتے تو آج اسلام کی خوشبوئیں دنیا کے کونے کونے تک نہیں پہنچتی۔

اللہ اللہ کیا ذوق و شوق تھا کیا لگن اور کسک تھی آج پیرانِ عظام اپنی گدی پر بیٹھ کر حقہ اور سگریٹ کا مزہ لیتے ہیں اور جب مریدین کہیں سے فون کر کے دعوت دیتے ہیں تو جواب آتا ہے جانے کے لئے کون سی اور کیسی گاڑی کا انتظام ہے۔ گاڑی

میں اے سی ضرور ہونا چاہئے۔ جہاں رکیں گے وہاں قیام گاہ میں بھی ایئر کنڈیشن روم کا اہتمام ہونا چاہئے۔ مگر حضور شیخ المسلمین نے کبھی اس کی فرمائش نہیں کی۔ دین کی خدمت کے لئے آپ نے کبھی رکشا پر سفر کیا تو کبھی بیل گاڑی پر سفر کیا لیکن آج تک کبھی کسی مرید کو تکلیف میں نہیں ڈالا۔

باپ تو باپ بیٹا بھی لاجواب

حضور شیخ المسلمین نے نہ صرف اپنی زندگی میں سادگی صفت لمحات کو اختیار کیا بلکہ اپنے صاحب زادے حضور سید شاہد میاں صاحب (موجودہ سجادہ نشین) کی تربیت بھی اسی انداز سے کی ہے۔ تربیت کی سلیقہ مندی کس عروج پر ہے اندازہ کریں۔ مسندِ جانشینی متمکن ہونے کے بعد شہزادۂ حضور شیخ المسلمین مفتی سید الشاہ محمد شاہد رضا مصباحی صاحب نے بھی اپنی زندگی کی روش کو حضور شیخ المسلمین کے جادۂ سادگی سے بر سرِ مو بھی الگ تھلگ نہیں کیا۔

سیت پہاڑی چھیلا پاتھر دمکا میں جامع مسجد کی چھت ڈھلائی کا پروگرام تھا اس میں حضور سید شاہد میاں کو آنا تھا، میں اسٹیج پر تھا علامہ جبیر الدین سمنانی جو دمکا مدرسہ رضائے غوث کے مہتمم اور بہت اچھے خطیب ہیں وہ حضور تاج المسلمین سید شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ کے رابطے میں تھے۔ علامہ جبیر الدین سمنانی نے مفتی شاہد میاں سے فون پر باتیں کرتے ہوئے کہا کہ حضور دیر ہو رہی ہے یہاں سے اگر گاڑی بھیجوں گا تو مزید تاخیر ہو جائے گی۔ بہتر ہو گا آپ وہیں سے کوئی کار بک کر کے آ جائیں یہاں ان کو کرایہ دے دیا جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ حضور شاہد میاں نکل چکے ہیں۔ درمیان میں رابطہ کیا گیا تو آواز کی گھڑ گھراہٹ اور شور کی وجہ سے پوچھا گیا کہ حضور

کون سی گاڑی لے کر آرہے ہیں کہ اتنا شور ہورہا ہے۔ اُدھر سے جواب آیا کہ آٹو رکشا سے آرہے ہیں۔ بڑا افسوس ہوا کہ ہم لوگوں نے یہ کیا کر دیا گاڑی بھیج ہی دیتے تو بہتر ہوتا۔ مگر اب کیا کرنا ہے تو لوگوں نے فیصلہ کیا کہ ایسا ہے اگر حضور تاج المسلمین آٹو رکشا سے آکر یہاں اتریں گے تو ہم لوگ کہیں شکل بھی دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ اس لئے حضور مفتی صاحب قبلہ سے بات کریں اور کہیں کہ ہم لوگ یہاں سے گاڑی لے کر نکل رہے ہیں راستے میں جہاں ملاقات ہو جائے گی آٹو والے کو پیسہ دے واپس کر دیں گے اور حضور مفتی صاحب قبلہ کو گاڑی میں بٹھالیں گے۔ مگر جب حضور شاہد میاں سے بات ہوئی تو انہوں نے منع کر دیا کہ نہیں خبر دار آٹو والے کو ہم نے آخری منزل تک کے لئے بک کیا ہے اگر انہیں درمیان میں ہی واپس کر دیں گے تو ان کے ساتھ دھوکہ ہو گا جو میرے اجداد و اسلاف کو پسند نہیں۔ اور پھر آپ آٹو ہی سے پہنچے۔ پروگرام ختم ہونے کے بعد انتظامیہ سمیت میں نے بھی ضد کیا کہ حضور آٹو والے کو پورا کرایہ دے دیتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں پھر آپ کو اپنی گاڑی سے پہنچادیں گے تو حضور شاہد میاں نے اس پیشکش کو بھی یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا کہ ہم نے اس سے واپس آنے کا وعدہ کیا ہے اگر نہیں جائیں گے تو وعدہ خلافی ہو گی جو ہمارے اجداد و اسلاف کی روش کے خلاف ہے۔ بارہا اصرار کے بعد بھی حضور شاہد میاں اسی آٹو رکشا سے واپس کیری گئے جس سے آئے تھے۔

آج اگر دوسری خانقاہوں کے پیرزادوں کی بے راہ روی دیکھیں تو دانتوں میں انگلیاں دبانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مگر یہ خانقاہِ رحمانیہ کا ابھرتا ہوا سورج ہے۔ جہاں سے سادگی اور زہد کی کرن پھوٹتی ہے اور اطراف و اکناف کو روشنی عطا کرتی ہے۔ جب ان کی سادہ لوحی کا یہ عالم ہے تو حضور شیخ المسلمین کی سادگی کا عالم کیا ہو گا۔

کار کے ہوتے ہوئے لائن بس سے سفر

سنہ ۲۰۱۸ء کی بات ہے دمکا میں ایک شادی کی تقریب تھی جس میں حضور شیخ المسلمین کو نکاح پڑھانا تھا۔ رات میں نکاح تھا اور صبح میں حضور شیخ المسلمین کو بنگال کے لئے روانہ ہونا تھا۔ میں اس وقت اڑیسہ اقامت پذیر تھا اتفاق سے گھر آنا ہوا تھا۔ حضرت مولانا عبد اللہ جامعی جو دمکا جرواڈیہہ کے امام اور مدرسہ قادریہ نوریہ ڈنگال پاڑہ کے اس وقت مدرس بھی تھے۔ مجھے ان سے پتہ چلا کہ حضور شیخ المسلمین دمکا تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ چلیے حضور سے ملاقات کر آتے ہیں۔ ہم دونوں مغرب کے بعد حضور شیخ المسلمین سے ملاقات کے لئے جناب نوشاد کے گھر پہنچ گئے۔ حضور شیخ المسلمین انہیں کے گھر میں آرام فرماتھے اور شادی انہیں کے گھر میں تھی نکاح بھی انہیں کی بیٹی کا پڑھانا تھا۔ ہم وہاں پہنچے حضور شیخ المسلمین سے ملاقات ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضور شیخ المسلمین کے ایک چہیتے مرید جناب سقیم صاحب پہنچے۔ بات چیت ہوتے ہوتے انہیں پتہ چلا کہ حضرت کل سیوڑی بنگال نکلیں گے تو سقیم نے کہا کہ حضور کیسے جائیں گے آپ نے فرمایا لائن بس سے۔ سقیم صاحب نے کہا کہ حضور ہم لوگوں کے رہتے ہوئے آپ لائن بس سے کیسے جائیں گے۔ ہم لوگوں کے پاس گاڑیاں آپ کی دعاؤں کی برکت سے ہیں۔ پھر آپ کو لائن بس سے کیسے جانے دیں گے۔ آپ نے کہا نہیں آپ پریشان نہ ہوں ہمارے ساتھ مقیم ہے (خادم خاص) ہم لوگ لائن بس سے چلے جائیں گے۔ سقیم صاحب بار بار اصرار کرنے لگے تو حضور شیخ المسلمین نے فرمایا آپ پریشان کیوں ہو رہے ہیں۔ ان سب چیزوں کی عادت نہ لگوائیں ورنہ جو امانت ہمارے اجداد نے ہمیں سونپی ہے اسی کے ساتھ کہیں

خیانت نہ ہو جائے۔ آرام طلب بدن سے کام نہیں ہوتا ہے آرام ہوتا ہے۔ بالآخر حضور شیخ لائن بس ہی سے گئے۔

آج جس علاقے میں بھی حضور شیخ المسلمین کا تذکرہ چھیڑ دیا جاتا ہے۔ اس علاقے سے یہ آواز آتی ہے کہ حضور شیخ المسلمین ہمارے ہیں۔ گویا حضور شیخ المسلمین نے اپنے کردار وروش سے زمین نہیں دلوں کو فتح کیا ہے۔

اور کیوں نہ ہو حضور شیخ المسلمین کے تبلیغی دورے اور دعوتی اسفار کی تحریک قرآن مقدس کی یہ آیت تھی قولہ سبحانہ وتعالیٰ: "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ"۔

حضور شیخ المسلمین کی دعوت و تبلیغ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کا اندازِ تبلیغ مخاطب کی خیر خواہی، بھلائی کا ایسا دلکش اور خوبصورت اسلوب سے مزین ہوتا تھا کہ سوائے ہٹ دھرم اور ضدی شخص کے کوئی انسان بھی اس کے ماننے سے انکار نہیں کر پاتا تھا۔ آپ کی گفتگو سے آپ کے اخلاق سے اور آپ کے اسلوبِ تکلّم سے مخاطب کا قلب ایک آن کے لئے نہیں بلکہ ہر آن کے لئے متاثر و مطمئن ہو جاتا تھا۔

ہر علاقے کی یہی چاہ تھی کہ تو آئے
تیری تبلیغ کے دورے سے بھی خوشبو آئے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کا تصلب فی الدین

تصلب فی الدین، تصلب فی المذہب اور تصلب فی المسلک کے شفاف آئینے میں کسی شخصیت کا کردار اگر صد فی صد کامیاب و کامران نظر آتا ہے تو اسے حضور شیخ

المسلمین کے پیکر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جن کی زندگی کا مقصد فکر رضا، ذکرِ رضا، حبِ رضا اور مسلکِ رضا کا فروغ تھا۔ سادگی، عاجزی، تحمل، تدبر، تفکر، صبر، قناعت، متانت، جرأت، ہمت، ذہانت، فطانت، فقاہت علمیت، صداقت، حکمت، سخاوت، محبت، شفقت، رقت، عفو و درگزر، عیب پوشی، غمخواری، خیر خواہی، دلجوئی، ہمدردی، حوصلہ افزائی، خوش مزاجی، خوش اخلاقی، پرہیز گاری، خوف خدا، حب الٰہی، عشق رسول، الفت صحابہ، حب اہل بیت، عقیدتِ اسلاف، جذبۂ نیکی، فکر امت، شوق مطالعہ، ذوق عبادت، وسعت نظری، اطاعتِ شریعت، اتباعِ سنت، اشاعت قرآن وسنت، ادب علماء، محبت صلحاء، اعلاء کلمۃ الحق، احقاق حق، ابطال باطل، قیام مدارس و مساجد، کثرت تصنیف و تالیف، نورانیت، روحانیت اور رضویت سمیت کئی ایسے اوصاف ہیں جن کو کسی ایک پیکرِ محسوس میں یکجا دیکھا جائے تو ایک ذات کا تصور صفحۂ ذہن پر مرتسم ہوتا ہے۔ جنھیں دنیا شیخ طریقت، گلِ دبستانِ فاطمہ فاطمیت، پیرِ طریقت، رہبر شریعت، برہانِ شریعت، گنجینۂ رموزِ شریعت، آفتاب ہدایت، منبع رشد و ہدایت، واقفِ اسرارِ حقیقت، آفتاب ولایت، منبعِ جود و سخا، کرامتِ غوثِ اعظم، ولی کامل، صوفیٔ باصفا، پیکرِ علم وحیا، عالمِ ربانی، عارفِ صمدانی، عالی مرتبت، پروانۂ شمع رسالت، یادگارِ اسلاف، نمونۂ اسلاف، بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، سرمایہ ملک و ملت، آفتابِ علم و حکمت، مقبول عوام وخواص، مبلغِ فکر رضا، پاسبانِ مسلک رضا، نباض قوم وملت، شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، امام الکشف حضرت العلام علامہ و مولانا سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی دام فیوضہ علینا النورانی کی صورت میں جانتی ہے اور پہچانتی ہے۔

جن کی زندگی کے کے ہر گوشے سے مسلکِ رضا کی خوشبوئیں آتی تھیں۔

عرصۂ حیات کا لمحہ لمحہ تصلب فی الدین کی روشنی تقسیم کرتا تھا۔ گفتگو کا وقار، لہجے کی

متانت، روش کی سنجیدگی اور اندازِ تبلیغ کی جاذبیت پتھر دلوں کو بھی موم کر دینے کے قابل تھی۔ اپنے دلنشیں اور من موہنے انداز میں سادہ و دلپذیر الفاظ کا سہارا لے کر لوگوں کے قلوب میں اخلاقِ عالیہ کی عظمت، بزرگی اور فوائد کے ان مٹ نقوش مرتسم کرنے والی شخصیت حضور شیخ المسلمین ہیں۔

کون سے ایسے نیک اوصاف ہیں جو ہمیں اپنے ممدوح کی شخصیت میں نظر نہیں آتے، دور اندیشی کا کوہِ گراں کہا جائے، عاجزی و انکساری کا پیکر کہا جائے یا جہدِ مسلسل کا استعارہ قرار دیا جائے تو ایک جملہ یا ایک لفظ کیا ایک حرف کو بھی کذب پر محمول نہیں کیا جاسکتا ہے۔

زندگی بھر اپنے آباء و اجداد کی امانت و پاسداری کی۔ مسلکِ رضا کے فروغ کے لئے سرمایۂ زندگی کا پل پل وقف کر دیا۔ آزادی کی آندھیوں اور بے راہ روی کے طوفانوں کے بیچ نہ کبھی بہکے نہ کبھی بھٹکے۔ آج کے اس دورِ پر فتن میں خود کو کردار و روش کے زاویے سے تصلب فی الدین کے آئیڈیل کی حیثیت سے متعارف کرانا کوئی آسان کام نہ تھا سوشل میڈیا کی مسموم فضاؤں سے اور ویڈیو گرافی کی زہریلی ہواؤں سے بھی خود کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔ اس حوالے سے آپ کا موقف وہی تھا جو موقف مرکز اہلسنت بریلی شریف کا ہے۔ فوٹو گرافی ویڈیو گرافی وغیرہ کے معاملات میں سختی سے تنفر کا اظہار فرماتے تھے۔ عُرسِ رحمانی کے موقع سے ایک دفعہ روحانی چینل کا ایڈمنسٹریٹر محترم اطہر نعمانی صاحب آئے ہوئے تھے اور سامنے بیٹھ کر اسٹیج کی پیشکش کو شوٹ کر رہے تھے۔ اور یہ کام بہت محتاط طریقے سے چھپ چھپ کر ہو رہا تھا مگر بزرگوں کی نظر سے چھپنا بھی تو ممکن نہیں ہے۔ حضور شیخ المسلمین اچانک اپنے ہاتھ میں مائک لے کر ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے کہ اسے وہاں سے اٹھائیں جو بیٹھ کر اس

پروگرام کا ویڈیو بنا رہے ہیں۔ جب تک کیمرہ بند نہیں کرا دیا تب تک آپ نے مائک اپنے ہاتھ میں رکھا۔ کیا تصلب فی الدین کے جلوے تھے اور کیا تصلب فی المسلک کے نظارے تھے۔

وہابیت، نجدیت، دیوبندیت اور صلح کلیت سے ہمیشہ اجتناب کرتے رہے، ان غیر مکتبۂ فکر کے لوگوں سے دوری اختیار کرنے کا یہ عالم تھا کہ کسی کے بارے میں جان بھی جاتے تھے کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا دیوبندیوں اور وہابیوں کے ساتھ ہے تو پہلے اسے سمجھانے کی کوشش کرتے تھے اگر وہ بات مان کر باز آجاتا تو ٹھیک تھا ورنہ خود ہی ایسے لوگوں سے قطع تعلق کر لیتے تھے۔ بڑی بڑی تنظیموں تحریکوں اور انجمنوں کی سرپرستی و صدارت محض اس لئے چھوڑ دی کہ ان کا مسلکی تشخص اور مذہبی قبلہ درست نہیں تھا۔ آپ نے چاپلوسی کا فن سیکھا ہی نہیں تھا۔ مسلکی و مذہبی پیشانی کو داغدار کر کے جیب بھرنے کا سلیقہ آپ کی آبائی تعلیمات سے کوسوں دور تھا۔ آپ کے خزانۂ تصلب فی الدین میں وہی تھا جو آپ کے اسلاف نے دیا تھا۔ آپ کے یہاں اپنا یا بیگانہ ہونے کا پیمانہ رشتہ داریوں کا خونی دباؤ نہیں تھا بلکہ تصلب فی الدین کا وقار و دبدبہ تھا۔ تصلب فی الدین کے معاملے میں خونی رشتہ کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ مصطفٰی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق سب سے بڑا معیارِ رفاقت و مجالست ہوتا ہے۔ اس حوالے سے اصحابِ رسول، أزواج مطہرات، اہلبیت اطہار اور عشاقِ رسول کی بے شمار روایات ہیں مگر فی الحال ایک روایت قارئین کے نذر ہے:

ہجرت نبوی کے ساتویں سال قریش مکہ صلح حدیبیہ کے معاہدے کو توڑنے پر شرمندہ ہوئے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ پر حملے کی تیاری کا حکم دیا تو گھبرائے ہوئے قریش مکہ نے اپنے سرداروں میں سے ابوسفیان کو تجدید

عہد (نئے سرے سے معاہدہ کرنے کے لیے) کے لیے حضور ﷺ کے پاس بھیجا۔ مسلمانوں کے خلاف بہت سی لڑائیوں میں پیش پیش رہنے والے ابو سفیان مدینہ آئے۔ کاشانۂ نبوت میں اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرے میں داخل ہوگئے۔ ان کی بیٹی اسلام لے آئی تھیں اور رسول اللہ نے ان سے نکاح فرمالیا تھا جب رسول اللہ ﷺ کے بستر مبارک پر ابو سفیان نے بیٹھنے کا ارادہ کیا تو ام المومنین نے بستر کو سمیٹ دیا اور اپنے باپ ابو سفیان کو جو ابھی کافر و مشرک تھے بستر رسول پر بیٹھنے نہیں دیا، باپ نے بیٹی سے کہا اس بستر کو میرے شایان شان نہیں سمجھا؟ مجھ کو اس بستر کے قابل نہیں سمجھا تو ام المومنین ام حبیبہ کا ایمان بھرا عشق مصطفی اور دینی تصلب میں ڈوبا ہوا جواب ملاحظہ فرمائیں "یہ رسول کریم ﷺ کا بستر ہے۔ تم مشرک ہو۔ نجس، ناپاک ہو میں یہ پسند نہیں کرتی کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھو"۔

(تاریخ ابن جریر طبری مترجم جلد ۱، صفحہ ۴۰۴، سیرت النبی، مدارج النبوۃ وغیرہ وغیرہ)

آج عالم یہ ہے کہ صحیح اور غلط، حق اور باطل سمجھنے والی ہر زبان یہ کہتی ہے کہ حضور شیخ المسلمین کے اوصافِ جمیلہ میں سے تصلب فی الدین ایک خاص وصف ہے۔

گویا آپ کی زندگی کا مقصد ہی تصلب فی الدین تھا۔۔۔

ہمارے درمیاں اب فاصلے کی ایک ہی حد ہے
پرائے اور اپنے میں تصلب شانِ سرحد ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

اللہ رب العزت ہم تمام عاشقانِ شیخ المسلمین کو تصلب فی الدین کی دولت و نعمت سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

حضور شیخ المسلمین کے معمولات حیات

حضور شیخ المسلمین کے تبلیغی دورے اور دعوتی اسفار کے پیراگراف سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کس حد تک سفر میں رہتے تھے اور کتنا وقت آپ گھر والوں کو دیتے تھے۔ آپ کی مصروف ترین زندگی کا یہ عالم تھا کہ آپ بمشکل گھر کے لئے وقت نکال پاتے تھے۔ زیادہ تر اوقات دعوت و تبلیغ کے سفر میں صرف ہوتے تھے۔ سفر سے مہلت ملتی تھی تو خانقاہ میں وقت گزارتے۔ مگر چونکہ گھر کی ذمہ داریاں اور عیال کی دیکھ بھال، امورِ خانہ داری کی تکمیل بھی عبادت کا حصہ ہے تو اس کے لئے بھی وقت نکالنا اور ذمہ داری نبھانا ضروری امر تھا۔ اس لئے آپ کسی بھی معاملہ کو تشنہ نہیں چھوڑتے تھے۔ اتنی مصروفیات کے باوجود آپ ہر کام وقت پر کیا کرتے تھے۔

آپ اوقات کے بہت پابند تھے جب سفر سے لوٹتے تو خانقاہ میں یا گھر میں ہوتے تو مندرجہ ذیل طریقے سے مصروفیات کے ایام صرف ہوتے تھے:

اذان سے دو گھنٹہ پہلے بیدار ہو کر نمازِ تہجد ادا کرتے بعدہ فجر کی اذان ہونے تک قرآن مقدس کی تلاوت کرتے۔ اذانِ فجر کے بعد مدرسہ کی طرف جھانک کر دیکھتے کہ بچے بیدار ہوئے یا نہیں اگر گہری نیند کے سبب مدرسین بچوں کو بیدار نہیں کر پاتے اور کہیں سے کسی کے جگانے کی کوئی آواز نہیں ملتی تو اپنے حجرے سے نکل کر بچوں کو خود بیدار کرتے۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا مسجد پہنچ کر نمازِ فجر ادا فرماتے۔ بعد نمازِ فجر اوراد و وظائف میں مصروف رہتے اس کے بعد پابندی سے دلائل الخیرات شریف کی تلاوت کرتے۔ دلائل الخیرات شریف کی تلاوت کے بعد نمازِ اِشراق و

چاشت پڑھتے بعدہ مدرسے کے گراؤنڈ میں تھوڑی دیر چہل قدمی کرتے پھر ناشتہ کرتے۔
ناشتہ سے فارغ ہو کر درس نظامی میں زیرِ تعلیم طلبہ میں سے کسی بھی درجہ کے طلبہ کو بلا کر درس دیتے اور یہ سلسلہ دن کے گیارہ بجے تک جاری رہتا۔ بعدہ باہر سے آنے والے ضرورت مندوں کی خبر لیتے اور تعویذات وغیرہ کے ذریعے علاج معالجہ کا عمل انجام دیتے۔

پھر تھوڑی دیر آرام کرتے۔ بیدار ہونے کے بعد ظہر کی نماز با جماعت ادا کرتے۔ بعد نمازِ ظہر دو پہر کا کھانا کھاتے اور کھانا کھا کر تھوڑی دیر قیلولہ کرتے پھر تعویذات کا کام کرتے۔ مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج و معالجہ کا عمل انجام تک پہنچاتے۔ بعدہ عصر کی نماز پڑھتے۔ نمازِ عصر تا مغرب اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ اس دوران مغرب کی نماز کا وقت ہو جاتا، اذان ہوتے ہی مغرب کی نماز پڑھتے۔ بعد نمازِ مغرب حضور مخدومِ عالم پناہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیتے اور بہت دیر تک مناجات کرتے۔ کبھی کبھی عشاء کی اذان تک وہیں رہتے پھر جب عشاء کی اذان ہوتی عشاء کی نماز پڑھتے۔ بعدِ نمازِ عشاء رات کا کھانا کھاتے۔ رات کے کھانے کے بعد سنن و نوافل اور قرآن مقدس کی تلاوت میں رات بھر خود کو مصروف رکھتے۔ درمیان میں کبھی دو گھنٹہ کے لئے سوتے اور بیدار ہو کر نمازِ تہجد پڑھتے پھر حسبِ دستور دوسرے دن کے معمولات کا سلسلہ جاری ہو جاتا۔

حضور شیخ المسلمین کے ایامِ مصروفیت کا شیڈول اتنا سخت ہونے کے باوجود اتنا کام کر لینا اور اتنے سارے عمل کو انجام دے دینا نہایت ہی دشوار امر ہے۔ اللہ جانے آپ کیسے مینیج کرتے تھے اور ان تمام ذمہ داریوں کو کیسے نبھاتے تھے۔ مثلاً خانقاہ کا پورا نظام سنبھالنا، مدرسہ کے جملہ امور کو دیکھنا اور آمدنی و اخراجات کا پائی پائی حساب

رکھنا وغیرہ وغیرہ۔ عرسِ رحمانی کے موقع سے جب آپ حساب دینے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو آمدنی اور خرچ کا حساب بالتفصیل پیش کرتے تھے جیسے رمضان کی وصولی سے کتنی رقم آئی، چرم قربانی سے کتنا پیسہ آیا، قرآن خوانی سے کیا اماؤنٹ بنا اور عطیات وغیرہ سے کتنے پیسے جمع ہوئے سب کا حساب سناتے تھے اور خرچ کی تفصیل کا بھی یہی دستور تھا مثلاً مدرسین کی تنخواہ میں کتنا خرچ ہوا، مطبخ میں کتنے پیسے لگے۔ تعمیرات میں کتنا پیسہ صرف ہوا، بجلی بل، بلب، تار، ہولڈر کے اخراجات کے علاوہ مدرسہ کی چھوٹی چھوٹی تعمیری مرمت میں کتنے پیسے خرچ ہوئے اور بچوں کی دوائی وغیرہ میں کتنا پیسہ لگا اس حوالے سے بھی پوری تفصیل آپ عرسِ رحمانی کے موقع سے خود کھڑے ہو کر عوام کے سامنے رکھتے۔ اس نہج کا حساب جب آپ اسٹیج پر کھڑے ہوکر عوام کو سناتے تو لوگ حیرت و مسرت کی دوآتشہ کیفیتوں سے ہمکنار ہوجاتے۔

مصروفیات کے اتنے سخت شیڈول دیکھنے کے بعد لگتا ہے آپ خانقاہ سے نکل بھی نہیں پاتے ہوں گے مگر بانکا، بھاگلپور، گڈا، دمکا، دیوگھر، پاکوڑ، سیوڑی، رامپورہاٹ، آسنسول چونکہ یہ علاقے کیری سے محض سو دو سو کیلو میٹر کے فاصلے پر ہیں اس لئے آپ ہر تقریب میں شرکت کرتے۔ نمازِ جنازہ، نکاح، عقیقہ مسنونہ، تقریب ختنہ، تیجہ، چہارم اور چالیسواں کوئی ایسی تقریب نہیں جس میں چاہنے والوں نے آپ کو یاد کیا ہو اور شریک نہیں ہوئے ہوں۔ اس کے علاوہ بہار، جھارکھنڈ، بنگال، اڑیسہ، اتر پردیش اور چھتیس گڑھ وغیرہ دور دور تک آپ نکاح کی تقریب میں شرکت کے لئے جاتے رہتے۔ پھر مذکورہ بالا علاقوں کے اکثر جلسوں اور کانفرنسوں کی سرپرستی و صدارت میں آپ کا نام ہوتا آپ ہر جلسہ میں شریک ہوتے۔ کہیں کوئی جھگڑا یا تصادم کی نوبت آتی آپ فیصلہ کرنے جاتے۔ کیری میں زمین کا معاملہ ہو یا بھائی بھائی کا تصادم

ہو یا دیگر کوئی معاملہ ہو ہر گھر کا فیصلہ آپ کرتے تھے۔ اللہ اللہ!

ان تمام معاملات کو سرانجام دینے کے بعد آپ گھر کا کام بھی خود ہی کرتے تھے۔

کیری شریف میں جمعہ کی نماز پڑھ کر بھاگلپور اپنے گھر جاتے اور گھر کا سارا کام خود دیکھتے۔ مثلاً بچوں کے لئے کپڑوں کی خریداری کتاب، قلم اور کاپیوں کی اشتراء پردازی وغیرہ وغیرہ بنفس نفیس انجام دیتے۔ حتیٰ کہ بازار سے رسوئی (مطبخ) کی اشیاء بھی خود خرید کر لاتے۔ سنیچر کو پورا دن آپ بچوں کی ضروریات کا سامان خریدنے اور ضرورتیں پوری کرنے میں صرف کر دیتے اور رات میں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر مذہبی مذاکرات کی نشست سجاتے۔ پھر اتوار کی صبح تمام بچوں کے کپڑے خود صاف کرتے گھر کی بھی مکمّل صفائی کرتے۔ پیر کو آپ آستانہ پہنچتے اور اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتے۔

خیال رہے عبادتوں کا جو شیڈول حضور شیخ المسلمین کا بنا ہوا تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی سفر میں رہیں یا حضر میں گھر میں رہیں یا باہر ہر جگہ اپنے عبادتی معاملات کی پابندی کرتے تھے۔

اتنی مصروف زندگی سے اور کیا کام چاہیں گے مزید کس عمل کی امید کی جائے گی مگر حضور شیخ المسلمین نے اتنے مصروف لمحات کے باوجود آٹھ آٹھ کتابیں تصنیف فرما دیں۔ جن میں سات کتابیں زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظر وجود پر آ چکی ہیں اور ایک کتاب قلمی نسخے کی صورت میں موجود ہے جس کی طباعت باقی ہے۔

ترے مصروف لمحوں پر یہ کس کی مہربانی ہے
جہاں آنکھیں ٹھہرتی ہیں وہیں پر شادمانی ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کی تصنیفی بہاریں

قرآن کریم میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ"

"اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا۔ انسان کو خون کے لوتھڑے سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا"

مذکورہ بالا آیات نزول کے اعتبار سے سب سے پہلی وحی ہے۔ اپنی پہلی ہی وحی میں اللہ رب العزت نے لفظِ "اِقْرَا" ارشاد فرما کر علم کی اہمیت و اولیت کو ظاہر فرما دیا۔ بعدہ خدا فرماتا ہے "الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ" (جس نے قلم سے لکھنا سکھایا) اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قلم کی اہمیت و افادیت کو اجاگر فرمایا۔ یعنی قلم ہی سے علوم ضبط میں آتے ہیں، گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں، ان کے احوال اور ان کے کلام محفوظ رہتے ہیں، اگر قلم نہ ہوتا تو دین و دنیا کے کام قائم نہیں رہ سکتے۔ گویا قلم ہی سب سے زیادہ طاقتور شئ ہے۔ اگر قلم نہ ہو علوم محفوظ نہیں رہ سکتے ہیں۔

حضرت عبد اللّٰہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "علم کو قید کر لو۔ میں نے عرض کی: اسے قید کرنا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا "علم کو لکھ لینا (اسے قید کرنا ہے)۔

(مستدرک، کتاب العلم، قیّدوا العلم بالکتاب، ۱/۳۰۳، الحدیث: ۳۶۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آنے والی نسلوں تک علم کو قید کر کے رکھنے اور بعد میں فائدہ پہنچانے کا عمل علم کو لکھ لینے سے ہوگا جو بغیر قلم کے ممکن نہیں۔ اس لئے قلم کی طاقت کو انسان کبھی فراموش نہیں کر سکتا ہے۔ قلم کی طاقت سے انسانوں کی نسلیں جہالت و نافہمی سے نکل کر فہمیدگی کی طرف آجاتی ہیں۔ قلم کی طاقت سے ہی تخلیق کار کی تخلیقات محفوظ کی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ کسی کی زندگی یا موت تک کا فیصلہ اسی کی بدولت کیا جاتا ہے۔ تمام ملکوں یا یوں کہیے کہ دنیا کی تاریخ تک قلم کے ذریعے سے رقم کی جاتی ہے۔ قلم وہ ہتھیار ہے جو ایک عالم و صحافی کے ذریعے عوام کی آواز بن جاتی ہے۔ اس کی طاقت ہی سے ایک طالب علم میں آگے بڑھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ قلم کی بدولت ہی ایک عالم اور جاہل میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ یہ قلم کی ہی طاقت ہے کہ جہاں بڑے سے بڑے بندوق اور تلوار کے سپاہی اس دارِ فانی کو خیر آباد کہنے کے چند ہی روز بعد بھلا دیے جاتے ہیں وہیں قلم کے سپاہی رحلت کرنے کے بعد بھی اپنی تحریروں کی بدولت زندہ و جاوید رہتے ہیں۔ اسی لئے آج بھی علامہ فخر الدین رازی، علامہ جلال الدین سیوطی، حضرتِ امامِ غزالی، شیخ سعدی شیرازی، علامہ شرف الدین بوصیری، علامہ عبد الرحمان جامی، ماضی قریب میں حضور اعلیٰ حضرت، علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی، حضور تاج الشریعہ اور حضور شیخ المسلمین جیسی شخصیات کتابوں کے صفحات پر تابندہ تحریروں کے ذریعے زندہ و تابندہ ہیں اور ان عظیم ہستیوں کی طرح ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں اہل قلم علم والوں کے قلوب واذہان میں بقیدِ حیات ہیں۔

خدا جسے قلم کی طاقت عطا فرماتا ہے اسے علم کی وسعت سے بھی نوازتا ہے۔ اس کی خمیر میں مطالعے کا ایسا جوش بھر دیتا ہے کہ وہ کتابوں سے دوستی کر لیتا ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ حضور شیخ المسلمین کو عہد طفولیت ہی سے مطالعے کا بڑا شوق تھا۔ بچپن سے آپ کو کتابوں سے انس و شغف تھا۔ آپ کتابوں سے بے حد پیار کرتے تھے۔ دوران طالب علمی میں بعد نمازِ عصر جب طلبہ سیر و تفریح کے لئے نکلتے تھے آپ اپنا ٹھکانہ لائبریری کو بناتے تھے۔ آپ کا دل کتابوں ہی سے بہلتا تھا۔ آپ علومِ قرآن، تفسیر، اُصول تفسیر، علم حدیث، اصول حدیث، فقہِ حنفی، فقہِ مذاہبِ اربعہ، اُصول فقہ، علم مناظرہ، علم کلام، علم تصوف، علم سلوک، علم اخلاق، علم خطاطی جیسے علوم پر مکمّل خبرہ اور مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کی کتابوں کے مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو مذکورہ بالا علوم پر کمال کا دسترس حاصل تھا۔

مصروفیات کی شکنجہ چاہے جتنا بھی مضبوط ہو مشغولیت کسی بھی درجے پر ہو قلم کے رفیق اور کتاب دوست شخصیت کو لکھنے پڑھنے سے کوئی نہیں روک سکتا ہے۔

آپ کے ایام مصروفیت کا نظام سخت ترین ہونے کے باوجود آپ نے اپنی گوں ناگوں مصروفیات سے خود کو پرے رکھ کر مختلف موضوعات پر تقریباً آٹھ کتابوں کی تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں سات کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ مزید ایک کتاب زندگی کے ناروا سلوک کے باعث نامکمّل حالت میں قلمی نسخے کی حیثیت سے محوِ منتظرِ طباعت ہے۔

آپ کے رشحات قلم سے جو کتابیں وجود میں آئی ہیں وہ یوں ہیں:

(۱) حیات مخدوم

(۲) معراج روحانیت

(۳) معراج القلوب

(۴) معراج المؤمن فی اجتناب الغیبۃ (غیبت کی تباہ کاریاں)

(۵)معراج التصوف فی الاسلام
(۶)معراج الموحد علی الثنویۃ والتثلیثیۃ
(۷)معراج زندگی در بندگی

ترے جگر کی عبارت تری کتاب میں ہے
کمال، خوبی، لیاقت تری کتاب میں ہے
ہر ایک لفظ میں گرمی ہے عشقِ احمد کی
ترے قلم کی حرارت تری کتاب میں ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کی کتابوں میں چمکتے موتی

- فقہ اسلامی میں قانون سازی کی حیثیت فقط اللہ جل شانہ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوامر و نواہی میں احکام الٰہیہ کے نفاذ میں نیابت (نائب ہونے) کا حق رکھتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے نائب حقیقی ہیں۔
- اولیاء اللہ ماضی و مستقبل کے خوف و حزن سے بے پرواہ ہوتے ہیں۔
- رب ذوالجلال ہم سے قریب سے قریب تر ہے مگر ہم اس سے دور ہی نہیں بہت دور ہیں۔
- کمال انسانیت یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اخلاق خداوندی کی شمع فروزاں کرے اور صفات بشریت کے جامہ کو الوداع کہہ کر صفات الٰہی کے لباس

میں ملبوس ہو جائے اور اپنے باطن کو مؤدب کر لے۔"

- ولی شریعت کا پابند اور محبت الہی و عشق الہی و عشق مصطفیٰ کی حسین و جمیل تصویر ہوتا ہے۔
- ولی وہ ہوتا ہے جو فرائض و نوافل کی ادائیگی کر کے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔
- کسی کی ذات سے عجائبات کا ظہور ہونا ولایت کی شناخت نہیں۔
- جو شریعت کی پابندی نا کرے بے عملی کا نمونہ بن وہ زمانے کا عیار و مکار ہو سکتا ہے مگر ولی نہیں ہو سکتا ہے۔
- محب کا دل ہر آن اپنے محبوب کے دیدار کی تمنا میں کوشاں (کوشش کرتا) و پیچاں (تڑپتا رہتا ہے)۔"
- جو شخص اس محبت الٰہی سے بے گانہ رہا اس کو باور کر لینا چاہے کہ وہ مقصود زندگی سے بیگانہ رہا۔
- کائنات عالم میں جتنے بھی مقربین ہیں خواہ وہ غوث ہوں یا قطب، ابدال و اخیار ہوں یا او تاد ہوں جس نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے اور پایا ہے محبت الہی کے ذریعہ سے پایا ہے۔
- وہ انسان جس کا کشت قلب (دل کی کھیتی) عشق رسول کی چنگاری کا جوالہ بن کر رقص نہ کر رہی ہو تو وہ نبی کو اپنی طرح یا اپنے کو نبی کی طرح تصور کرے تو میں یہی کہوں گا کہ وہ محبت رسول کے ذائقہ کی چاشنی سے نا آشنا ہے۔
- جو انسان عشق و محبت کی خمیر سے خالی ہو وہ زندہ ہو کر بھی رب تعالیٰ کی نگاہ میں مردہ ہے۔
- محبت کے بغیر قرب الہی کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔

- مامور کا خالق کی طرف متوجہ ہونا تقاضائے فطرت ہے۔
- جب کوئی بندہ اپنے محورِ تمنا فقط رب ذو الجلال کی مرضی بنالیتا ہے تو حُب (محبت) کی منزل اختیار کرلیتا ہے۔
- جب بندہ کی بندگی کامل ہو جائے تو وہ تجھ سے راضی ہو کر تجھے راضی کرلے گا۔ راضیہ و مرضیہ کے تاج زریں سے نوازا جائے گا۔
- محبت اللہ کے فضل و کرم کی عطا ہے۔ جسے چاہتا ہے اس کے قلب میں اپنی محبت کا دریا موجزن فرمادیتا ہے۔ اور اپنی محب کا مستانہ بنادیتا ہے۔ مگر ہوش رہے کہ یہ نعمت عظمی اسی کو دستیاب ہوتا ہے جو اس کی محبت کا متلاشی ہوتا ہے۔
- جو شخص راہ محبت میں قدم رکھنا چاہتا ہو اللہ کی محبت کا دیوانہ بننے کی تمنا ہو تو دیوانگی سے قبل اللہ کے رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کے نقش قدم کو اپنی زندگی کا نمونہ بنانا ہو گا۔
- بغیر محبت رسول کے محبت الٰہی کا فیضان جاری نہیں ہو سکتا۔
- محبت رسول کا تحفہ حاصل کیے بغیر حب اللہ کے تمغہ کا دستیاب ہونا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال قطعی ہے۔
- خلوت میں زہد و پرہیز گاری کا اختیار کرنا کمال بندگی ہے۔
- جب کوئی شخص اللہ سے محبت کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔
- جس انسان کے اندر اللہ جل شانہ کی شان عظمت جس قدر متمکن ہو گی۔ اسی قدر اس کے دل میں خوف خدا کے طاری ہونے کا باعث بنے گا۔
- خوف خدا ہی اعمال حسنہ کے وجود کا منبع (سرچشمہ) ہے۔
- اپنے جلوت و خلوت اور ظاہر و باطن میں مساوات و برابری پیدا کریں۔

- جب کہ کوئی شخص اپنے وجود میں خوف خداوندی کو سمولیتا ہے اور اسکا جسم خشیت ربانی سے لرزہ براندام (تھر تھر کانپتا) رہتا ہے تو پھر یہ کسی مخلوق سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ ساری مخلوق اس سے خوف کھاتی ہے اور ڈرتی ہے۔
- اگر نیت کی بنیاد غلط ہو گی تو منازل ولایت کا عبور کرنا ناممکن ہو جائیگا۔
- اعمال میں جس قدر اخلاص کار فرما ہو گا اسی قدر رب تعالیٰ اجر کبیر اور ثواب عظیم سے بہرہ ور فرمائے گا۔
- مومن کی نیت اگر خلوص پر مبنی ہے تو فقط نیت خیر ہی کے عمل سے جزاء سے بہتر جزاء عطا فرمائے گا۔
- ایک صالح انسان کی شناخت یہ ہے کہ اس کے دل سے ایمان، جسم سے اسلام اور روح سے احسان کی روشنی چھن کر دوسروں کے قلوب کو روشن و فروزاں کر دے۔
- جب بادشاہ کی نیت خراب ہوتی ہے تو رعایا کے اثاثہ (پونجی) سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔
- اگر بادشاہ کی نیت میں خیر ہو تو خطہ ارض ابر بہاراں کی بارانی سے سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے۔ اور اگر نیت میں شر ہو تو موسم بہار پر موسم خزاں کا ماحول طاری ہو جاتا ہے۔
- ہر مومن ایک مومن کی عزت و ناموس کا محافظ ہے۔
- اخلاص جس کا جس قدر قوی و محکم ہو گا، وہ اسی قدر مقبولیت کے شرف سے مشرف ہو گا۔
- تقویٰ انسان کو بارگاہ رب ذوالجلال میں معزز و مکرم بننے کا مستحق بنادیتا ہے۔

- اتقیاء بار گاہ رب العزت میں سب سے زیادہ اکرام واعزاز والے ہیں۔"
- خوف خداوندی کو اختیار کرو تا کہ اس خشیت کی ضیاء بار کرنوں سے اصلاح اعمال ہو جائے اور اس زندگی کو معراج حاصل ہو جائے۔
- گفتگو ہی سے آدمی، آدمی کے دل میں اتر تا ہے یا دل سے اتر جاتا ہے۔
- زبان کے آوارہ پن میں دین و دنیا کی تباہی ہے۔
- پرندہ اپنے پر اور آدمی اپنی زبان سے جال میں پھنستا ہے۔
- بد نظری ایک تباہ کن عمل ہے، جب کہ باحیا نظر اللہ کی ایک نعمت ہے۔
- اللہ کے محبوب بندوں سے دوستی، اللہ سے دوستی کا ذریعہ ہے۔
- جھوٹ مت بولو؛ اگرچہ کسی کا دل ٹوٹ جائے۔
- بد نگاہی تمام برائیوں کی ماں ہے، شیطان یہ نہیں کہتا ہے کہ تم زنا کرو بلکہ ایک حسین چہرہ دکھاتا ہے پھر گناہ کے چشمے خود ابلتے ہیں۔
- شیطان کی چال بازیوں سے انسان کو نجات دلانے والے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تاروں کی طرح زمین پر جگمگا رہے ہیں۔
- کسی شخص کو نگاہ حقارت سے دیکھنے کے لیے اس لیے منع فرمایا گیا ہے تا کہ آج جس شخص کو تم نگاہ حقیر سے معائنہ کر رہے ہو، ہو سکتا ہے کہ وہ کل عزیز ہو جائے اور تم حقیر ہو جاؤ۔
- شیریں کلامی پر ملائکہ دعائے خیر سے نوازتے ہیں اور غیبت و چغل خوری کرنے والے کو متنبہ کرتے ہیں، لہذا بہ حیثیت مومن ہمارا فریضہ ہے کہ اپنی زبان کو فضولیات سے مامون رکھنے کی سعی کریں۔
- غیبت کی ہولناکیوں میں سے ایک عذاب شدید یہ بھی ہے کہ نیکیاں مٹا دی

جاتی ہیں۔

- نیکیاں ثمن عزیز کا درجہ رکھتی ہیں۔
- انسان تمام شب عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور غیبتوں سے اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھے تو اس کی جملہ عبادت وریاضت ان کے نامہ اعمال میں درج کر دی جائیں گی جن کی غیبت کی گئی ہو۔

حضور شیخ المسلمین کی اولاد امجاد

اللہ رب العزت نے آپ کو آٹھ بیٹوں سے نوازا ہے۔ ایک بیٹے نے صغر سنی میں ہی لذتِ وصال سے آشنائی حاصل کرلی تھی باقی سات بیٹے بقید حیات ہیں۔ جن کی تفصیلات پیش ہیں۔

- آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام سید قیصر رحمانی ہے۔ مگر عرفاً مامون بابو سے متعارف ہیں۔ ابتدائی دینی تعلیمات آپ نے از خود نوازا۔ عصری علوم میں انہیں ایم، بی، اے کی ڈگری دلوائی مگر انہوں نے بزنس کا انتخاب کیا۔ بڑے صاحب زادے کی شادی سید مظفر حسین کی صاحبزادی سیدہ صدف قادری سے کرائی۔ جن سے اللہ نے ایک فرزند اور ایک دختر عطا فرمایا۔ فرزند کا نام سید عتیق الرحمن قادری ہے اور دخترِ نیک اختر کا نام سیدہ راضیہ رحمانی ہے۔
- آپ کے دوسرے صاحبزادے حضور شاہد میاں صاحب ہیں جو خانقاہِ رحمانیہ کے موجودہ صاحب سجادہ ہیں۔ چونکہ آپ بہت ساری خوبیاں اور خصوصیات کے حامل ہیں اس لئے اخیر میں قدرے تفصیلات پیش کروں گا۔

- آپ کے تیسرے صاحب زادے کا نام سید محمد شہباز رضا قادری رحمانی ہے۔ جو اپنے نانی کے گھر امجھر شریف میں ۱۷/۰۸/۱۹۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ دینی علوم کی ابتدائی کتابیں آپ نے خود پڑھائی ہیں۔ اور عصری علوم میں ایس کے پی ودیا وہار بانکا سے اسکولنگ کی۔ ایم ایم کالج بھاگلپور سے گریجویشن (بی کام) تکمیل کی۔ سکیم منی پال یونیورسٹی سے فائنانس میں ڈپلومہ کیا۔ آئی ایم ایس غازی آباد (یوپی) سے مالیات اور مارکیٹنگ میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما کیا۔ سید نوشاد عالم (پٹنہ) کی دخترِ نیک اختر سیدہ فاطمہ نوشاد سے عقد و نکاح ہوا جن کے ساتھ بڑے خوشحال ایامِ زندگی گزر رہے ہیں۔
- آپ کے چوتھے بیٹے کا نام سید محمد آصف رضا قادری ہے جن کی پیدائش ۰۸/۰۱/۱۹۹۴ء کو امجھر میں ہوئی۔ مورل چلڈرین اسکول سے میٹرک کیا۔ مسلم مائناریٹی ڈگری کالج سے انٹر اور گریجویشن کمپلیٹ کیا۔ ۲۸/۱۰/۲۰۲۱ء میں سید ثقلین اشرفی کی صاحبزادی سیدہ فوزیہ صاحبہ سے شادی ہوئی۔
- آپ کے پانچوں صاحب زادے محترم سید الشاہ واصف رضا قادری رحمانی ہیں۔ جن کی پیدائش ۱۰/ شوال ۱۴۱۶ ہجری بمطابق ۲۸/ جنوری ۱۹۹۶ء کو بھاگلپور بہار میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ سے لی اور عصری تعلیم میں مورل چلڈرین اسکول، نواب کالونی، بھاگلپور میں نرسری سے پانچویں کلاس تک کی پڑھائی کی۔ اس کے بعد ہائر سیکنڈری کی تعلیم نویوگ ودیالیہ، بھاگلپور، بہار سے کمپلیٹ کیا۔ بعدہ نویوگ ودیالیہ، بھاگلپور، بہار سے امتیازی نمبر کے ساتھ میٹرک میں کامیابی حاصل کی۔ انٹر کی پڑھائی ادویت مشن ہائی اسکول بونسی،

بانکا، بہار سے مکمل ہوئی۔ اور کمپیوٹر سائنس ریوا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اینڈ مینجمنٹ، بنگلور، کرناٹک سے۔ نیز انجینئرنگ میں بیچلر آف انجینئرنگ (بی۔ای۔) ریوا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اینڈ مینجمنٹ، بنگلور، کرناٹک سے کمپلیٹ کیا۔ ان کا عقد و نکاح: ۱۷/ نومبر ۲۰۲۴ء کو خطیبِ اعظم شیخ طریقت حضرت العلام علامہ و مولانا سید الشاہ محمد اشتیاق عالم ضیاء شہبازی رحمۃ اللہ علیہ کی دخترِ نیک اختر سیدہ رباب جبین سے ہوا۔ جس کے باعث دو عظیم بارگاہوں کا ملن ہوا خدا سے دعا ہے کہ زندگی کے اس نئے باب کا آغاز جس شاندار طریقے سے ہوا ہے اسے حشر کے میدان تک بہتر سے بہتر بنائے رکھنے میں دونوں کی مدد فرما۔

- آپ کا چھٹا بیٹا سید محمد نوشاد رضا رحمانی القادری صاحب ہیں۔ جو بتاریخ ۱۵/۱۱/۱۹۹۸ء کو بھاگلپور بہار میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھاگلپور میں ہی ہوئی ہے۔ دینی تعلیم ایڈوکیٹ حافظ مولانا نورالدین نوری صاحب قبلہ سے حاصل کی۔ سید موصوف کا دینی علمی معیار جتنا بلند ہے عصری علوم کا معیار بھی اتنا ہی بلند ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ عصری علوم میں میٹرک ۱۰ویں کی پڑھائی نویوگ ودیالے سے ۲۰۱۴ء میں کی۔ ۱۲/ویں میں سائنس بائی لوجی اسٹریم سے ایس کے پی ودیالے بہار سے ۲۰۱۶ء میں مکمل کیا۔ اس کے بعد میں میڈیکل ڈاکٹر کی پڑھائی کی تیاری کی۔ بعدہ ۲۰۱۹ء میں قزاقستان یونیورسٹی میں ایم بی بی ایس کے لیے داخلہ لے کر ۲۰۲۴ء میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے ڈگری حاصل کی۔ ابھی سید موصوف انڈیا سے میڈیکل لائسنس کے لئے امتحان کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

- آپ کا ساتواں بیٹا سید محمد منتخب بابو ہیں جو کیری شریف میں پیدا ہوئے ابھی چھوٹے ہیں ان کی عمر غالباً چھ یا سات سال ہے جسے عوامی اصطلاح میں کھیل کود کی عمر سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر ابھی سے وہ عرسِ رحمانی کے منبر سے ہر سال عاشقانِ شیخ المسلمین کو نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مناقبِ اولیاء اللہ سے محظوظ کرتے ہیں۔

شہزادۂ حضور شیخ المسلمین حضرت علامہ و مولانا مفتی سید الشاہ محمد شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ کا مختصر تعارف

کسی دانشور نے کہا تھا "اَلوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیہ"

بیٹا اپنے باپ کی سیرت کا آئینہ دار ہوتا ہے، بیٹے کی چال ڈھال سے باپ کے اوصاف کا پتا چل جاتا ہے۔ بیٹے کے کردار اور اس کی روش کی خوشبوؤں میں باپ کی خصوصیات مہکتی ہیں۔

ایک اچھا باپ اپنی اولاد کی نیک خصلتوں کے درمیان ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ باپ اس دار فانی سے کوچ بھی کر جائے تو بیٹے کے رہن سہن، چال ڈھال اور گفتار و کردار سے باپ کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔ حضور شیخ المسلمین بھلے ہی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہوں مگر انہوں نے اپنے بیٹے کو اپنی سیرت کا آئینہ دار بنایا ہے۔ جن کی صورت و سیرت، رخسار و گفتار اور قول و قرار سے حضور شیخ المسلمین کی یاد آتی ہے۔ میں بات کر رہا ہوں **گل دبستانِ فاطمہ، لختِ قلبِ سید الشہداء، جگر پارۂ حسن مجتبیٰ، اولادِ غوث الوریٰ، شیخ طریقت، رہبر راہِ شریعت، شہزادۂ حضور شیخ المسلمین جانشینِ حضور مخدومِ عالم پناہ حضرت العلام علامہ و مولانا سید الشاہ مفتی شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ رحمانی، سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار الھند۔** کی جن کے لحظاتِ زندگی اور لمحاتِ بندگی دونوں باپ کی روش پر ہیں۔ علامہ حضور شاہد میاں صاحب قبلہ نے اپنے والد کے حُسنِ تربیت کا عمدہ پاس رکھا ہے۔ حضور شیخ المسلمین کی خرقہ پوشی کی بہتر پاسبانی کی ہے۔ اور اپنے اجداد کی امانتوں کی بھی بھرپور حفاظت و

صیانت کی ہے۔ علامہ حضور شاہد میاں صاحب قبلہ کی ذاتِ بابرکات نے اپنے فکر و تدبر، تبلیغ و ارشاد، تنظیم و تحریک، تدبیرات و تعمیرات، اقوال و افعال، رفتار و گفتار اور اپنے اخلاق و کردار کی وساطت سے یہ ثابت کیا ہے کہ میں صرف کہنے کے لئے امین میاں نہیں ہوں بلکہ والد محترم شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت و جانشینِ مخدومِ عالم پناہ حضور شیخ المسلمین کی علمی، ادبی اور فکری ضیاباریوں اور عملی و اصلاحی توانائیوں کا حقیقی امانت دار اور ان کی وراثتوں کا سچا وارث و امین ہوں۔

جس طرح حضور شیخ المسلمین نے اپنوں اور بیگانوں کے درمیان یکساں پیار بانٹا ہے آپ نے بھی تقسیماتِ مودّت و الفت میں اپنے، پرائے کی دیوار گرا کر یکسانیت کے ساتھ اخوت و یگانگت کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ نے نہ صرف اپنے مریدوں کا حلقہ بڑھایا بلکہ جن وفا شعار لوگوں نے حضور شیخ المسلمین کے ہاتھوں بیعت کی تھی اور جن لوگوں کے قلبی تعلقات والد محترم سے اچھے اور بہتر تھے آپ نے ان سب کو سنبھالا اور ہر ایک کو اس قدر پیار دیا کہ کسی کو بھی حضور شیخ المسلمین کی جدائی کا احساس نہیں ہے۔ آپ کو چلتے پھرتے دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ لوگ حضور شیخ المسلمین کو دیکھ رہے ہیں۔ والد کے حوالے سے اولاد کے ذمے جو حقوق ہیں یہ بھی ان کا ایک حصہ ہے۔ کہ باپ کے گزر جانے کے بعد ان کے تعلقاتی لوگوں کا بھی بھرپور طریقے سے خیال رکھا جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کے لیے نکلتے تو جب اونٹ کی سواری کر کے تھک جاتے تو ان کا گدھا (ساتھ ہوتا) تھا جس پر وہ سہولت کے لیے سواری کرتے۔ اور ایک عمامہ (ہوتا) تھا جو اپنے سر پر باندھتے تھے۔ تو ایسا ہوا کہ ایک دن وہ اس

گدھے پر سوار تھے کہ ایک بادیہ نشیں ان کے قریب سے گزرا، انھوں نے اس سے کہا؛ تم فلاں بن فلاں کے بیٹے نہیں ہو! اس نے کہا: کیوں نہیں (اسی کا بیٹا ہوں) تو انھوں نے گدھا اس کو دے دیا اور کہا: اس پر سوار ہو جاؤ اور عمامہ (بھی) اسے دے کر کہا: اسے سر پر باندھ لو۔ تو ان کے کسی ساتھی نے ان سے کہا: اللہ آپ کی مغفرت کرے! آپ نے اس بدو کو وہ گدھا بھی دے دیا جس پر آپ سہولت (تکان اتارنے) کے لیے سواری کرتے تھے اور عمامہ بھی دے دیا جو اپنے سر پر باندھتے تھے۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "والدین کے ساتھ بہترین سلوک میں سے یہ (بھی) ہے کہ جب کسی کا والد رخصت ہو جائے تو اس کے ساتھ محبت کا رشتہ رکھنے والے آدمی کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔" اور اس کا والد (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔

(صحیح مسلم ۶۵۱۴ / صحیح مسلم ۶۵۱۵ / جامع الترمذي ۱۹۰۳ / سنن أبي داود ۵۱۴۳)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ مفتیِ اعظم ہند، فخر ازہر حضور تاج الشریعہ کے وصال کے بعد ان کے عُرسِ چہلم میں شہزادۂ صدر الشریعہ حضور محدثِ کبیر نے شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان صاحب قبلہ سے فرمایا تھا۔ کہ آپ کے والد محترم حضور تاج الشریعہ نے مریدوں اور فرزانوں کا جو حلقہ بنایا ہے آپ بس اس کی حفاظت کر لیں تو آپ کامیاب ہیں۔

اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو حضور شاہد میاں صاحب قبلہ نہ صرف کامیاب و کامران ہیں بلکہ دو قدم آگے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کے وصال کے بعد اکثر لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ خانقاہِ رحمانیہ اب دس سال پیچھے ہو گئی۔ مگر حضور شیخ

المسلمین کی تربیتوں کے جواہر پاروں نے حضور شاہد میاں زیبِ سجادہ کی ایسی فضا بندی کی کہ لوگوں کی عقلیں دنگ ہیں۔ تعلیمی، تدریسی اور تعمیری خدمات کے حوالے سے ایسا کردار اپنایا کہ کامیابی کا گلشن مہکنے لگا اور کامرانی کا ہر درخت لہلہانے لگا۔ اب لوگ یہ نہیں کہتے ہیں خانقاہِ رحمانیہ دس سال پیچھے ہوگئی ہے بلکہ اب یہ کہتے ہیں خانقاہِ رحمانیہ اب بیس سال آگے ہوگئی ہے۔

آپ خدماتِ دینیہ، سیرتِ جمیلہ اور جملہ خصائص طیبہ میں اپنے والد حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے پرتو ہیں۔ تحریر و نگارش کا معاملہ ہو یا فکر و اعتقاد، تنظیمی صلاحیت ہوں یا تعمیری توانائی، عبادات و بندگی ہو یا اقوال و ارشادات غرض تمام تر شعبہائے حیاتِ علم و عمل میں آپ اپنے والد کی خصوصیات کے درپن اور مظہرِ اتم ہیں۔

آپ کی ولادت اور جائے ولادت

آپ کی پیدائش انگریزی تاریخ کے اعتبار سے ۲۲؍ دسمبر ۱۹۸۵ء کو ہوئی ہے۔
آپ اپنے نانا کے گھر امجھر شریف میں پیدا ہوئے ہیں۔

آپ کا تعلیمی سفر

آپ نے ناظرہ وغیرہ کی تعلیم اپنے والد حضور شیخ المسلمین سے حاصل کی ہیں۔ بعدہ آپ کے والد نے قرآن مقدس کو حفظ کرنے کے لئے آپ کا داخلہ مدرسہ شہبازیہ بھاگلپور میں کرایا جہاں آپ نے شیخ القراء حافظ و قاری منصور علیہ الرحمہ کی نگرانی میں شعبۂ حفظ کا حصہ بنتے ہوئے حفظ کا آغاز کیا۔ کچھ دنوں بعد آپ خنجر پور چلے گئے وہاں رہ کر بھی آپ نے حفظ کا سلسلہ جاری رکھا ان دونوں مدرسوں میں رہ کر آپ

نے بڑی قلیل مدت میں قرآن مجید کے غالباً سات پارے حفظ فرمالیے۔ پھر شاید حضور شیخ المسلمین ہی کو منظور نہ ہوا کہ آپ حافظ بنیں اس لئے آپ کو واپس خانقاہِ رحمانیہ کیری شریف بلالیا گیا۔ اور درجۂ حفظ سے نکال کر درجۂ مولوی میں ڈال دیا گیا۔

آپ کیری شریف میں رہ کر درجۂ مولوی کی کتابیں حضور شیخ المسلمین سے پڑھتے رہے۔ اس تعلیم کا سفر آپ نے جماعت ثالثہ تک جاری وساری رکھا۔ آپ نے اعدادیہ تا ثانیہ کی تمام کتابیں اپنے والد محترم حضور شیخ المسلمین کے حُسنِ تربیت کے شامیانہ تلے رہ کر پڑھی ہیں۔

بعدہ آپ نے اپنا تعلیمی سلسلہ مزید جاری رکھتے ہوئے ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا۔ اور وہاں از جماعت ثالثہ تا جماعت ثامنہ رہے، رہ کر جملہ علوم وفنون کی تکمیل کی۔ فضیلت تک آپ کی تعلیم وہیں ہوئی۔ اور سنہ ۲۰۰۷ء میں عُرسِ حضور حافظِ ملت کے موقع پر فضیلت کی دستار وسند سے نوازے گئے۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے فراغت کے بعد تخصص فی الفقہ کے لئے آپ حضور علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کا قائم کردہ ادارہ دین وسنیت کا مضبوط قلعہ ادارۂ شرعیہ، پٹنہ، بہار آئے اور وہاں بڑے خوشگوار طریقے سے دو سال رہ کر ۲۰۰۹ء میں تحقیق وتخصیص فی الفقہ کی سند ودستار حاصل کی۔

اس کے علاوہ ۲۰۰۴ء میں یوپی بورڈ سے آپ نے ڈپلوما ان اردو کی ڈگری حاصل کی۔

بہار بورڈ سے ۲۰۰۷ / ۲۰۰۸ء میں وسطانیہ اور فوقانیہ کے امتحان میں آپ کو فرسٹ پوزیشن سے کامیابی ملی۔

نیز مولانا آزاد یونیورسٹی حیدرآباد جو دکن کا بہت خوبصورت شہر ہے وہاں سے

آپ نے "بی، اے" کی ڈگری حاصل کی۔

اساتذۂ تعلیم و تربیت

امام الکشف، حضور شیخ المسلمین سید حسنین رضا قادری رحمانی خانقاہِ رحمانیہ کیری شریف ضلع بانکا بہار الھند۔، فخر الحفاظ، شیخ القراء حضرت حافظ و قاری منصور صاحب علیہ الرحمہ خانقاہِ شہبازیہ بھاگلپور بہار، حضرت حافظ عبد الشکور صاحب، مولانا جعفر صاحب، حافظ صلاح الدین صاحب اور حافظ عبد الجلیل صاحب۔ اور جب آپ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور پہنچے تو وہاں بھی چند اساتذہ کی شفقتیں ایسی رہیں جن کا شمار از حد ضروری ہے۔ حضرت علامہ نفیس عالم مصباحی صاحب، علامہ بدرِ عالم مصباحی صاحب، حضور نصیر ملت صاحب قبلہ، علامہ احمد مصباحی صاحب، علامہ مسعود عالم مصباحی صاحب، مولانا عبد الحق صاحب، مولانا ناظم مصباحی صاحب، مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب اور شیخ صاحب وغیرہ یہ وہ اساتذۂ تعلیم و تربیت ہیں جنہوں نے ابتدائی درجوں سے لے کر فضیلت تک کی تکمیل کرائی اور آپ کی زندگی کو سنوارنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ تعلیمی محل کی تعمیر کو تکمیل کی حد تک پہنچانے میں اسی قافلۂ اتالیق نے بنیادی ڈھانچہ سے لے کر آخری مرحلے تک اپنا فرضِ اصلاح و تدریس ادا کیا ہے۔ جن کے ناموں کو آپ آج بھی اپنی زبان پر جب بھی لاتے ہیں محبت و ادب سے قلوب ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

اِجازتِ درس حدیث و فتویٰ نویسی

مناظر اہل سنت، قاطع شرک و بدعت، فخر العلماء، استاذ الاساتذہ، فقیہ النفس حضرت العلام علامہ و مولانا مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی مدظلہ العالی جو سیدنا

حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے شاگرد و مرید اور خلیفہ و مجاز ہیں۔ حضور مفتی اعظم نے ان کو سند حدیث و فقہ میں "الولد الاعز" تحریر فرمایا ہے۔ وہ مسلک رضا کے سچے داعی و مبلغ ہیں، تمام اہل سنت کو اپنا دینی بھائی سمجھتے اور ان سے محبت رکھتے ہیں۔ فروعی مسائل میں ہزاروں اختلافات کے باوجود وہ ترجیح اسی کو دیتے ہیں جو حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کے نزدیک راجح ہے۔

مناظر بے باک، بحر العلوم حضور مفتی عبد المنان اعظمی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی پُر وقار شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ گوناگوں اوصاف و کمالات کے جامع ہیں۔ پاکیزگیِ عمل، طہارتِ فکر اور اصابتِ رائے جن کا امتیازی جوہر تھا۔ متانت و سنجیدگی حلم و بردباری، تقوی وطہارت اور اعلی ظرفی قرونِ وسطیٰ کی یاد دلاتی تھی۔ درس و تدریس، فقہ وافتاء، تصنیف و تالیف اور دعوت وارشاد میں جن کو یدِ طولی حاصل تھا۔

علم و ادب اور درس و تدریس کے بلند ترین آسمان کا شمسِ بازغہ کی حیثیت رکھنے والی ذات حضرت العلام علامہ و مولانا مفتی محمد ایوب خان نعیمی بھاگل پوری صاحب جن کی ذات تنِ تنہا ایک انجمن اور تحریک کی حیثیت رکھتی ہے۔ جن کی شخصیت بقیۃ السلف اور عمدۃ الخلف کے مقامِ ارفع پر فائز تھی۔

اسلاف کرام کی علمی شان، جوہرِ تقویٰ و طہارت، عبادت و بندگی ان کی صاف ستھری زندگی کے عملی نمونے آپ کی ذاتِ بابرکات میں ابھرے ہوئے نقوش کی طرح نمایاں ہیں۔

یہ وہ مقتدر، مقبول اور آئینۂ تمثال جیسی شخصیات ہیں جن کے نام ہی سے قصرِ باطل میں ہیبت چھا جاتی ہے اور اربابِ اہل سنت کے چہرے پر فرحت و انبساط کی

لکیریں مسکرا اٹھتی ہیں جن کے علمی قد کا عالم یہ کہ علمائے عصر بھی ادب سے نام لیتے ہیں۔

ان مقتدر اور باکمال شخصیتوں نے شیخ طریقت، شہزادۂ شیخ المسلمین، حضور شاہد میاں صاحب قبلہ کو فتاویٰ نویسی اور علم حدیث کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

مشائخ خلافت و اجازت

شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، و جانشینِ حضور مخدومِ عالم پناہ، شیخ طریقت حضرت العلام علامہ و مولانا سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان کو کئی خانقاہوں کے سلاسل کی اجازت حاصل تھی آپ نے ان تمام سلاسل کی اجازتیں حضور شاہد میاں صاحب قبلہ کو عطا فرمائیں۔

سنہ ۲۰۲۲ء میں حضور غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ، بغداد شریف سے حضور نقیب الاشراف عالم و عارف باللہ حضور الشیخ السید بابازید الگیلانی البغدادی حفظہ اللہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ جن کے استقبال میں پورا کیری اور اطراف کیری ٹوٹ پڑے تھے۔ درگاپور ایئرپورٹ سے کیری تک تقریباً پچیس سے تیس گاڑیاں تھیں اور جب ہنسڈیہا سے کیری شریف کا قافلہ چلا تو تقریباً دو سو کاریں اور پانچ سو بائک حضور نقیب الاشراف کے استقبال کے لئے آگے پیچھے تھیں اس تزک و احتشام کے ساتھ انہیں خانقاہِ رحمانیہ کیری شریف پہنچایا گیا۔ مگر جب حضور شاہد میاں کی ضیافت کا انداز اور ان کی خاکساری کے جلوے اپنی نگاہوں سے دیکھا تو برسرِ اسٹیج حضور شاہد میاں کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور اپنے بدن میں پہنی ہوئی صدری بھی اتار کر دے دی۔

ان شخصیات کے علاوہ مفتیِ اعظم مرادآباد حضور مفتی ایوب صاحب قبلہ

نعیمی بھاگلپوری، بیتھو شریف کے ایک بزرگ سید قطب الدین بیتھوی اور آپ کے دونوں ماموں سید احسان اور سید حسنین رضا قادری امجھری امجھر شریف نے بھی خلافت و اجازت سے نوازا ہے۔

آپ کی تدریسی خدمات

فراغت کے بعد تدریسی خدمات کے لئے آپ باہر کہیں نہیں گئے۔ مدرسہ خانقاہِ رحمانیہ کیری شریف میں ہی رہ کر خدمتِ علم و آگہی میں مصروف ہو گئے۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے تبلیغی دورے کی مصروفیت بڑھنے کی وجہ سے ڈر تھا کہ کہیں درس و تدریس کا نظام کمزور نہ پڑ جائے اس لئے آپ کے والد حضور شیخ المسلمین نے اپنی حیاتِ ظاہری میں ہی مدرسہ کا محکمۂ تعلیم و تعلم آپ کے حوالے کر دیا تھا۔ آپ نے تعلیمی امور میں نظم و ضبط کا ایک اچھا اور عمدہ خاکہ تشکیل فرمایا۔ جس سے نظام تعلیم بہتر سے بہت بہتر ہو گیا۔

آپ نے نہ صرف دینی علوم پر توجہ دی بلکہ عصری علوم کی طرف بھی توجہ مبذول کی۔ آپ کے نظام تعلیم سنبھالنے سے قبل مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف میں صرف دینی تعلیم کا سلسلہ تھا مگر آپ نے سوچا کہ آنے والی نسلوں کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کی طرف بھی رغبت دلانا ضروری ہے۔ اور اس حوالے سے اتنے صاف اور شفاف طرق سے منصوبہ بندی فرمائی کہ آج خانقاہ رحمانیہ کیری شریف کے زیرِ اہتمام احاطہ نور میں حضور مخدومِ عالم پناہ کے نام سے انگلش میڈیم اسکول بھی کھل چکا ہے۔

آپ کی تعمیری خدمات

حضور شیخ المسلمین کی تربیت اور ان کے فیضان و عطا نے حضور شاہد میاں کے خیالات مستقبل کو جو اڑان بخشا ہے وہ کسی کی گرفت سے باہر ہے۔ اتنی جلدی اس قدر عروج پانا، ارتقاء پذیری کا محل تعمیر کرنا اور بلند پائے کا شہر بسانا کوئی آسان کام نہیں تھا مگر حضور شاہد میاں نے محض دو سے تین سال کی مدت میں تعمیر کی ہئیت اور خاکہ ہی بدل کرر کھ دیا۔

آج خانقاہ رحمانیہ کیری شریف کی بہاریں دیکھنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ حضور شیخ المسلمین نے تعمیراتی کھیتیوں کے لئے زمین تیار کر کے اس پر ترقی کا بیج بویا تھا اور ان کے شہزادے نے فصلیں تیار کی ہیں۔ ہر طرف لالہ زاری اور خوشگواری کی کیفیت ہے۔

مثلاً حضور شیخ المسلمین نے وصال سے قبل عرسِ رحمانی کے پروگرام کے لئے اسٹیج تیار کیا تھا۔ بارش ہونے پر بھی پروگرام منسوخ نہ ہو اس کے لیے ایک بڑا سا ہال تعمیر کیا تھا۔ مگر اس پروگرام میں آنے والے علمائے کرام و شعراء عظام کے لئے ٹھہرنے کا کوئی مناسب انتظام نہیں تھا۔ مگر آج اسٹیج کے دونوں جانب علماء کی رہائش کے لیے شاندار رہائش گاہ کا انتظام ہے جس میں باتھ روم منسلک ہے۔ اور خانقاہ داخل ہوتے ہی بائیں جانب ۳۵ بائی ۵۵ تقریباً ۱۸۰۰ ر سو اسکوائر فٹ پر مشتمل ایک بڑا سا تین منزلہ وضو خانہ جو ابھی زیرِ تعمیر ہے اس کے علاوہ رحمانی مسجد کی جدید تعمیر کا شاندار منصوبہ دعوتِ دید و نظارہ دے رہا ہے۔ اللہ رب العزت خانقاہ رحمانیہ کیری شریف کی ترقی میں مزید اضافہ فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

مخدومِ عالم پناہ انگلش میڈیم اسکول

مخدومِ عالم پناہ انگلش میڈیم اسکول جس میں دو سو سے زائد بچے اور بچیاں عصری و دینی علوم کے زیورات سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ ایک مدت سے جس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔

نبی پاک ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کے بیشمار اقوال و افکار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلم قیدی کو جرمانے کے عوض عبرانی زبان اور اس وقت جس زبان کی ضرورت تھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھانے کے لیے متعین کیا تھا، اس طرح کے اقوال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں تعلیم کے حصول میں کسی طرح کی کوئی بندش نہیں ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اس زبان و علم کی رو میں بہہ کر اپنے ایمان کا سودا کر بیٹھنے کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے، ہمارے لیے ضروری ہے کہ موجودہ دنیاوی تقاضے کو سامنے رکھتے ہوئے جس علم کی بھی ضرورت ہو اس کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کریں، اس کے حصول میں کسی طور بھی بے اعتنائی کا ثبوت نہ دیں؛ بلکہ ہر لمحہ بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش کریں لیکن پھر بات وہیں آ جاتی ہے کہ ایمان کے سودے کے ساتھ کسی طرح کی تعلیم ہماری عاقبت کی خرابی کا باعث نہ بنے؛ تاکہ ہمیں روز محشر شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے؛ کیونکہ بطورِ قائد ہمیں روز قیامت اپنے پیچھے قدم چلانے والے افراد کے حوالے سے بھی سوالات کا سامنا کرنا ہے، یاد رکھیں ترقی کے مواقع خود نہیں آتے، بلکہ انھیں حاصل کیا جاتا ہے اور اس کے لیے تعلیم سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا، ہم تعلیم کے ہتھیار سے ہی در پیش چیلنجوں کا نہ صرف کامیابی سے مقابلہ کر سکتے ہیں، بلکہ خود کو پسماندگی کی دلدل سے باہر نکال کر قوم و ملت کو عزت و وقار کی جگہ پر کھڑا کر سکتے ہیں۔

اسی بنا پر حضور شیخ المسلمین کے شہزادے نے مخدومِ عالم پناہ انگلش میڈیم اسکول کا آغاز کیا۔ اس اسکول کے آغاز ہوتے ہی عروج وارتقاء کے حوالے سے تمام مقفل دروازے کھلنے لگے۔ ترقی کی راہ پر یہ اسکول اس قدر سرعت و عجلت سے گامزن ہوا کہ آج دو سو ڈھائی سو بچے اس اسکول کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

آپ کا عقد و نکاح

بہار کے کھگڑیا ضلع میں ایک جگہ ہے بچھوتہ جہاں کی خانقاہ بہت مشہور ہے۔ اور اسی خانقاہِ عظیمیہ کی وجہ سے بچھوتہ کو بچھوتہ شریف کہا جاتا ہے۔ بچھوتہ شریف کی بہت مقبول شخصیت سید منظر حسنین عظیمی حفظہ اللہ کی صاحبزادی سیدہ عارفہ رحمانی سے آپ کا نکاح و عقد ہوا۔

آپ کی اولادِ امجاد

آپ کی زوجہ محترمہ، مخدومہ سیدہ عارفہ رحمانی صاحبہ طول اللہ عمرھا بڑی نیک سیرت، کم گو اور نہایت ہی پارسا ہیں۔ امور خانہ داری کا بھرپور خیال رکھتی ہیں، بچوں کی تربیت سلیقے سے کرتی ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند ہونے کے ساتھ ساتھ مہمان نوازی میں بھی جواب نہیں ہے۔ اس نیک صفت خاتون متقیۂ عصر سے اللہ رب العزت نے آپ کو ایک کلی اور ایک گلاب کی صورت میں دو اولاد عطا فرمائی ہے۔

صاحبزادے کا نام سید مصباح رحمانی ہے اور

اور صاحبزادی کا نام سیدہ ادیبہ رحمانی ہے۔

سلام رضا و کلام رضا سے عقیدتِ شیخ المسلمین

حضور اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد مائۃ ماضیہ، امام عشق و محبت امام احمد رضا خاں محدثِ بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے رشحات قلم سے وجود میں آنے والا سلام جو پوری دنیا میں سلام رضا کے نام سے موسوم ہے۔ وہ سلام ''مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' ہے۔ جو مدرسوں یا خانقاہوں میں، تحریکوں یا تنظیموں میں جلسوں یا کانفرنسوں میں یکساں مقبول ہے عوام و خواص میں ہر کوئی اسے پڑھنا اور سننا چاہتا ہے۔ اس سلام میں حضور اعلیٰ حضرت نے نبوت و رسالت کے اوصاف، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتبِ عالیہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے مبارک کو شاعرانہ حُسن و خوبی، عاشقانہ وارفتگی اور عالمانہ وجاہت و شوکت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دنیائے اردو میں سب سے زیادہ جو کلام پڑھا اور سنا جاتا ہے وہ کلام سلام رضا ہے۔ یہ کلام سلام رضا سے مشہور ہے مگر عشق کی زبان حقیقت کہتی ہے کہ یہ کلام بنام رضا کا سلام آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جامع منظوم سیرت نامہ ہے۔

جسے ہر خانقاہ کے سجادہ نشیں محبت سے پڑھتے ہیں اور پڑھواتے ہیں۔ ہر وہ عالم جس کے سینے میں مسلک و مشرب سے عقیدت کا چراغ روشن ہو وہ سلام رضا کے بغیر محفل ادھوری گردانتا ہے۔ میں اکثر اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ سلام رضا اور کلام رضا سے محبت و عقیدت کے جلووں کا نظارہ کرنا ہو تو کیری شریف آؤ اور دیکھو کہ سلام رضا اور کلام رضا سے محبت کیسے کی جاتی ہے۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے پوری زندگی مسلک و مشرب کا جام اپنے مریدین مخلصین اور معتقدین کو پلایا ہے۔ اور اپنی ہر نشست، بزم، محفل اور اپنے ہر پروگرام میں سلام رضا، کلام رضا

پڑھنے، پڑھانے کی تاکید کی ہے۔ اور یہ کام نہ صرف بول کر بلکہ اپنی عملی روش سے بھی یہ ترغیب دلائی ہے کہ سلام رضا سے پیار مسلک و مشرب سے محبت کا اظہار ہے۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں کوئی دوسرا اسلام یا کلام پڑھتا تو حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ اسے درمیان میں روک کر کہتے کہ مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھو۔ کیری شریف میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کرائی جاتی ہے تو آپ تاکید سے سلام رضا پڑھواتے ہیں۔ نیز عرسِ رحمانی کے موقع سے گنبدِ خضریٰ (کیری شریف) کے نیچے جب سلام پڑھا جاتا ہے تو وہاں بھی آپ کے احکام اور تاکیدات پر عمل پیرائی کے نظارے نظر نواز ہوئے ہیں جہاں ایک سے ڈیڑھ گھنٹے تک سلام رضا کے نغمات کانوں میں گونجتے ہیں۔

سلام رضا اور کلام رضا کے حوالے سے آپ کی بے باکی، بے خوفی، بہادری، دلیری اور جرأت انقلاب آفریں ہے۔ للہادہ کے ایک پروگرام میں آپ کی شرکت ہوئی تھی جس میں صدرِ جلسہ کی حیثیت سے مولوی شمیم جو دو بار ایم، پی رہ چکا ہے۔ دیوبندیوں کا بہت بڑا اسرغنہ اور گروگھنٹال تھا۔ حضور شیخ المسلمین کے خطاب کے بعد اسی عقیدہ فروش کی تقریر ہوئی۔ تقریر کے بعد اس نے کہا کہ میں صدرِ جلسہ ہونے کی حیثیت سے دعا کر رہا ہوں اور پروگرام ختم کر رہا ہوں۔ دعا مانگ کر پروگرام ختم کر کے اٹھنے ہی والا تھا کہ اس سے پہلے حضور شیخ المسلمین کھڑے ہو گئے اور ساتھ میں بیٹھے ہوئے ماسٹر امین جو حضور شیخ المسلمین کے ساتھ پروگرام میں گئے تھے۔ ان کا نام لیتے ہوئے زور سے حضور شیخ المسلمین نے فرمایا: امین سلام پڑھو "مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام" حضور شیخ المسلمین کا سلام شروع ہوتے ہی پورا مجمع کھڑا ہو کر سلام پڑھنے لگا۔ سلام کے بعد حضور شیخ المسلمین کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ دیوبندی کا

منہ سب کے سامنے کالا ہوا اور مسلکِ رضا کا بول بالا ہوا۔ خیال رہے ڈھوا کے اسٹیج پر حضور شیخ المسلمین کے ساتھ جو طوفان بد تمیزی برپا ہوا تھا وہ اسی مردود خبیث اور کتے کی کارکردگی تھی جو دل میں بدلے کی حسرتوں کے ساتھ میدان میں اترا تھا۔ مگر جس کی حفاظت خدا کرے اسے کون کیا مار سکے۔

کیا ہے جو مرشد نے وہ ہم کریں گے
سلامِ رضا عمر بھر ہم پڑھیں گے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین بحیثیت بانی وسرپرست

امام الکشف حضور شیخ المسلمین کی شخصیت وہ آفتاب جہاں تاب بن کر رخشندہ ہوئی جن کی تابندہ کرنوں اور ضیاء پاشیوں سے پورا بہار، جھارکھنڈ، بنگال، اتر پردیش، گجرات، مہاراشٹرا، اڑیسہ اور چھتیس گڑھ سمیت ہندوستان بھر کے لاکھوں بندگانِ خدا جگمگا اٹھے۔ ان کی بلند ذات کی ہمہ جہتی و ہمہ گیری ملک کے دینی تعلیم یافتہ طبقوں میں مسلم ہے۔ بیک وقت اللہ رب العزت نے انہیں مختلف نوعیتوں کی صلاحیتیں ودیعت کی تھیں، ہر محاذ پر انہیں قابل بنایا تھا خواہ وہ علمی ہو یا اخلاقی جامع امور میں ہشت پہلو انسان تھے۔ انفرادی، خانگی، عائلی، تنظیمی، روحانی اور اجتماعی زندگی کی تفصیلات اور ان کے کارناموں کے حوصلہ افزا نتائج کے خدوخال کسی بھی سوانح میں پورے شرح وبسط کے ساتھ نہیں لکھے جاسکتے ہیں۔

بلند اخلاق وپاکیزہ کردار، شیریں گفتار، متواضع وبردبار، شب زندہ دار، عشق نبوی سے سرشار، خداترس، صاحب بصیرت وعزیمت، شخصیت ساز، جامع الکمالات،

نمونہ اسلاف وغیرہ یہ وہ کلماتِ آداب والقاب ہیں جو امام الکشف حضور شیخ المسلمین کی ذاتِ بابرکات میں صد فی صد صادق آتے ہیں۔

اپنی پوری زندگی حضور شیخ المسلمین نے انقلاب آفریں طریقے سے گزاری ہے۔ باعزم صمیم، حوصلوں سے لبریز مربی و مبلغ کی حیثیت سے امت و انسانیت کے درد آشنا بن کر ایسے ایسے کارنامے انجام دیے کہ دنیا حشر تک فراموش نہیں کر سکتی ہے۔ اپنے تبلیغی اسفار کی وساطت سے جہاں جہاں گئے اسلام اور پیغامات اسلام کے فروغ کے لئے متعدد دینی مدارس و مکاتب اور مساجد کی داغ بیل ڈالی۔

مساجد، مدارس اور مکاتب کی تاسیسات کے علاوہ سیکڑوں ایسی تنظیمیں اور تحریکیں ہیں جن کو آپ کی ذاتِ مسعود سے حتمی وجود ملا۔ مساجد کی بنیاد اور خشت اول کی بات کروں تو محض بانکا، گڈا دمکا دیوگھر، بھاگلپور، رامپورہاٹ اور پاکوڑ جیسے شہروں میں سو سے زائد مسجدیں ایسی ہیں جن کی پہلی اینٹ آپ کے دستِ مبروک سے رکھی گئی ہیں۔

تکمیلِ کتاب کی تعجیل و سرعت نے مزید تحقیقات کی کلائی کو تھام رکھا ہے ورنہ وہ تمام مساجد، مدارس اور مکاتب میری فہرست کی طوالت میں اضافہ کے ساتھ زینت نواز ہوتے۔

پھر بھی سرعتِ تفتیش چشمِ معلومات کو جن مدارس و مساجد اور مکاتب تک پہنچا سکیں وہ پیش ہیں۔

(۱) الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی سیت پہاڑی، چھیلا پاتھر، دمکا جھارکھنڈ

(۲) مدرسہ قادریہ نوریہ ڈنگال پاڑہ، دمکا، جھارکھنڈ۔

(۳) مدرسہ رضائے غوث دودھانی، نور پاڑہ، دمکا، جھارکھنڈ

(۴) مدرسہ گلشنِ حسین لکھی کنڈی، دمکا، جھارکھنڈ
(۵) دارالعلوم سیدنا ابو بکر صدیق، رضا نگر، دھاواٹانڑ، بانکا، بہار،
(۶) مدرسہ انوار الاسلام سوئیا بازار، بانکا، بہار،
(۷) ازہری دار القرات بانکا بہار الھند
(۸) جامعہ رضویہ تنویر الاسلام، کٹوریا، بانکا، بہار
(۹) دارالعلوم رضائے مصطفیٰ بنکولہ نمبر ۱۴ کھڑا بنگال
(۱۰) دارالعلوم فیضانِ غریب نواز، رائے گڑھ، چھتیس گڑھ
(۱۱) مدرسہ دارالقرات فیضانِ امینِ شریعت نندنی بھلائی، چھتیس گڑھ
(۱۲) مدرسہ محمدیہ رضویہ نیومارکیٹ، گڈا، جھارکھنڈ
(۱۳) دارالعلوم غریب نواز پھنسیہ ڈنگال، گڈا، جھارکھنڈ
(۱۴) نوری مسجد لکھی کنڈی، دمکا، جھارکھنڈ
(۱۵) غوثیہ جامع مسجد سیت پہاڑی، چھیلا پاتھر، دمکا، جھارکھنڈ
(۱۶) تاج المساجد، تاج نگر، پنڈری، رائے پور، چھتیس گڑھ
(۱۷) رحمانی مسجد، پریم ٹولہ، گڈا، جھارکھنڈ
(۱۸) مدینہ مسجد آسنسول، بنگال
(۱۹) مسجد رحمانی، اہیوارا، رائے پور، چھتیس گڑھ
(۲۰) مدرسہ قادریہ رحمانیہ امین العلوم سکندرپور بانکا بہار
(۲۱) قادری مسجد سکندرپور بانکا بہار
(۲۲) مجاہدی مسجد کیسنگا، اڑیسہ
(۲۳) رحمانی مسجد قدما، گڈا جھارکھنڈ

(۲۴) رحمانی مسجد، راہا، بانکا

(۲۵) قادری مسجد راکھابنی، دودھانی، دمکا

(۲۶) مدینہ مسجد نور پاڑہ دودھانی دمکا

(۲۷) رحمانی مسجد جرواڈیہہ، دمکا

(۲۸) رحمانی مسجد سادھوڈیہ

(۲۹) رحمانی مسجد مہانی، بونسی، بانکا

(۳۰) رحمانی مسجد بلیاس، بانکا (جس کی زمین بھی حضور شیخ المسلمین کے نام سے ہے)

(۳۱) قادری مسجد، کرماہاٹ، گڈا، جھارکھنڈ

(اس کی زمین حضور شیخ المسلمین کے نام سے ہے)

(۳۲) مدرسہ غوثیہ اسلامیہ لوکوپاڑہ رامپورہاٹ، بیر، بھوم

پیش کی گئی فہرست میں جو مدارس و مساجد امام الکشف حضور شیخ المسلمین کی سرپرستی یا تاسیسات کے تحت معلومات کے دائرے میں ہیں۔ وہ اس کتاب میں درج ہیں۔ ورنہ حضور شیخ المسلمین کے ہاتھوں تاسیس کردہ مساجد اور بہتیرے مدارس ایسے ہیں جو امام الکشف کی سرپرستی میں آج بھی چل رہے ہیں مگر عجلت و تعجیل کے باعث معلومات کے احاطے سے باہر ہیں۔ مزید تحقیق کی بنیاد پر باقی بچے مساجد و مدارس بھی احاطۂ معلومات میں آکر کتاب کی زینت بن سکتے تھے لیکن وقت کی قلت کے سبب مہلت کی کمی رہی۔

حضور شیخ المسلمین اور انفاق فی سبیل اللہ کا منظر

عبادت و اطاعت کی وساطت سے اللہ رب العزت کی رضا اور اس کی

خوشنودی حاصل کرنے کے دو اہم راستے ہیں۔ جسمانی اور مالی۔

جسمانی عبادت جیسے نماز، روزہ، حج، تلاوت، ذکر، دعا، دعوت الی الخیر، جہاد فی سبیل اللہ، وعظ و نصیحت اور تعلیم و تعلم ہیں۔ اور مالی عبادت کی مثال۔ زکوٰۃ، صدقات، عطیات اور قرض حسن یعنی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔

اللہ کی یاد اور اس کے احکام کی اطاعت میں جو سب سے بڑی رکاوٹ انسان کی راہ میں پیش آتی ہے وہ مال کی محبت ہے یہ چیز انسان کے پیر کی بیڑی بن جاتی ہے، حبِّ دنیا کا سب سے بڑا مظہر مال ہے؛ اس لیے کہ مال ہی کے ذریعے انسان ظاہری شہرت حاصل کرتا ہے۔ اور نفس جس کے سبب بے راہ روی کی طرف لپکتا ہے وہ مال ہے۔ نیز مال ہی کے افراط سے انسان بے اعتدالی کا شکار ہوتا ہے، اس کو حد اعتدال میں رہنے کے لیے اور مال کی محبت کو دل سے کھرچنے کے لئے اللہ رب العزت نے نیک راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ" (البقرۃ،۲:۲۵۴)

اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ" (البقرۃ،۲:۲۶۷)

اے ایمان والو! ان پاکیزہ کمائیوں میں سے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا کرو۔

"وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَ

اَحۡسِنُوۡا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ'' (البقرۃ،۲:۱۹۵)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور نیکی اختیار کرو، بے شک اللہ نیکو کاروں سے محبت فرماتا ہے۔

''لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ'' (آل عمران،۳:۹۲)

تم ہر گز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو، اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیات پڑھنے اور سمجھنے کے بعد کوئی مومن، مسلمان بخیل اور کنجوس نہیں ہو سکتا ہے۔ اخلاص اور للّٰہیت کا ضمیر رکھنے والا ہر مومن اللہ کی راہ میں اپنا مال دل کھول کر خرچ کرنا اپنی شان سمجھتا ہے۔ اس نہج پر اگر تفصیلی باتیں ہوں تو بے شمار مثالیں اپنے اسلاف اور بزرگوں کی حکایات و واقعات کی روشنی میں پیش ہو سکتی ہیں مگر یہاں طوالت کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے امام الکشف حضور شیخ المسلمین کے حوالے سے ان کی زندگی کے ایک دو گوشے پیش ہو رہے ہیں قارئین پڑھیں اور حضور شیخ المسلمین کے انفاق فی سبیل کے جلووں کا پُر لطف نظارہ کریں۔

حضور شیخ المسلمین کی زندگی کا جن اربابِ عشق نے گہرائی سے مطالعہ کیا ہے وہ بتاتے ہیں کہ آپ جس طرح بدنی عبادات نماز، روزہ، ذکر، تلاوت، دعوت الی الخیر اور تعلیم و تعلم میں بخل سے کام نہیں لیتے تھے۔ اسی طرح مالی عبادات یعنی انفاق فی سبیل اللہ میں بھی کشادہ قلبی اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے ادارے میں پڑھنے والے طلبہ اگر گھریلو اعتبار سے کمزور ہوتے آپ ان کا سپورٹ

کرتے۔ کھانے پینے رہنے سہنے اور پہننے اوڑھنے کے علاوہ دیگر اخراجات کی ذمہ داری خواد اٹھاتے اور اسے عالم بناتے۔ ایسے کئی چہرے ہیں جو حضور شیخ المسلمین کی حمایت کو یاد کرتے ہوئے آنکھوں کو نم ہونے سے نہیں روک پاتے ہیں۔ ان کا احساس کہتا ہے کہ آج ہم جو کچھ بھی ہیں حضور شیخ المسلمین کے احسانات کے سبب ہیں۔

آپ کسی مسجد، مدرسہ کی بناء وتاسیس، چھت ڈھلائی یا دیگر تعمیری تقاریب کا حصہ بنتے اور وہاں چندہ ہوتا تو پہلے آپ اس میں اپنے تعاون فرماتے۔ اور اگر کمیٹی کمزور ہوتی آپ اپنی خطیر رقم سے اس مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں حصہ لیتے۔

کیری شریف کے سہیل رحمانی صاحب بتاتے ہیں کہ آپ رائے گڑھ ایک دفعہ کسی مسجد کی چھت ڈھلائی کی تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ رات میں وہاں آپ نے دیکھا کہ مالی تعاون کی فراوانی ایک دقت گزار مرحلہ ہے۔ تو آپ نے بروقت اس مسجد کے کارکنان کی خطیر رقم کے ساتھ حمایت کی۔

علاوہ ازیں جب آپ وہاں سے واپس لوٹے اور کیری پہنچے تو سہیل رحمانی صاحب کا فون آیا کہ حضور آپ نے جن لوگوں کو تعویذ وغیرہ دی تھی، جن لوگوں کے گھروں کی بندش کی تھی اور جن لوگوں کا جھاڑ پھونک کیا تھا۔ ان لوگوں نے محبتاً نذرانہ پیش کیا ہے۔ ہمارے پاس جمع ہے۔ وہ رقم تقریباً ۴۸،۰۰۰ (اڑتالیس ہزار) روپے ہے۔ حضور اگر کسی کا اکاؤنٹ نمبر مجھے مل جاتا تو میں یہ رقم ارسال کر دیتا۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے جواب دیا کہ وہ رقم اس مسجد میں لگا دیجئے جس کی تعمیرات کی تقریب کا میں حصہ بنا تھا۔ سہیل رحمانی صاحب کو لگا کہ حضور شیخ المسلمین تک مجموعی رقم کے حوالے سے میری بات ٹھیک طریقے سے نہیں پہنچ پائی۔ اس لئے حضور سن نہیں پائے کہ رقم کتنی ہے۔ انہوں بات دوہرائی اور کہا کہ حضور

۴۸،۰۰۰ (اڑتالیس ہزار) روپے میرے پاس جمع ہیں ان میں سے کتنا دینا ہے۔ ۵،۰۰۰/ یا ۱۰،۰۰۰/ کچھ اشارہ فرما دیتے تو آسانی ہو جاتی۔ آپ نے فرمایا پورا پیسہ مسجد والوں کو دے دیں ابھی انہیں پیسوں کی ضرورت مجھ سے زیادہ ہے۔

اللہ اللہ کیا انفاق فی سبیل اللہ کے جلوے ہیں۔ کیا دین کا درد ہے۔ آج اس حوالے سے ہمارے مشائخ کا جو حال ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ ہر کسی کو اپنے نذرانہ سے بینک بیلنس بڑھانے، زمین خریدنے، مکانات کی دیواریں فلک بوس بنانے، آرام دہ گاڑیاں خریدنے اور فیشن زدہ ماحول سے نظر ملاتے ہوئے گیسٹ ہاؤس بنانے کی فکر ہے۔ مگر ایسے فتنہ انگیز ماحول میں بھی امام الکشف حضور شیخ المسلمین کا دین کے حوالے سے درد و کرب ملاحظہ کریں۔ سبحان اللہ اپنی محنت کے تمام نذرانے مسجد کی تعمیر میں لگوا کر یہ احساس دلایا کہ میں اسی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا شہزادہ ہوں جن کے انفاق فی سبیل اللہ اور ایثار کا جواب نہ کوئی اب تک پیش کر سکا ہے اور نہ حشر تک کوئی پیش کر سکے گا۔

ایک روز شہزادۂ امام الکشف حضرت علامہ و مولانا مفتی شاہد رضا مصباحی قادری رحمانی صاحب سے محوِ گفتگو تھا۔ دورانِ گفتگو جب حضور شیخ المسلمین کے انفاق فی سبیل اللہ کی بات آئی تو آپ فرماتے ہیں کہ امام الکشف حضور شیخ المسلمین مدرسہ خانقاہ رحمانیہ میں پابندی کے ساتھ درس نظامی کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ جب آپ سفر میں ہوتے کتابیں چھوٹ جاتیں مگر لوٹ کر جب خانقاہ پہنچتے تو درسگاہ کے جو اوقات ہوتے اس میں تو پڑھاتے ہی تھے لیکن کتابوں کو نصاب تک پہنچانے کی فکر میں رات کو بچوں کو اپنی گدی پر بلا کر آدھی آدھی رات تک درس دیتے۔ درس و تدریس کا یہ انہماک دیکھ کر لگتا ہے کہ پیسہ ملتا ہو گا اس لئے اتنی محنت کرتے ہیں۔ مگر حضور شاہد

میاں بتاتے ہیں آپ نے کبھی بھی درس و تدریس کی مشغولیت سے دامن نہیں چرایا ہمیشہ پڑھنے پڑھانے کے حوالے سے آپ کے جگر کا گوشہ مثبت رہا۔ مگر یہ ساری خدمتیں محض اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کو فروغ کے حوالے سے تھیں۔ زندگی بھر مدرسہ میں پڑھایا مگر کبھی آپ نے مدرسہ سے تنخواہ نہیں لی۔ نیز رحمانی مسجد کیری شریف میں تادمِ حیات امامت کے فرائض پر مامور رہے۔ مسجد مذکور میں زندگی بھر آپ ہی کی امامت رہی اور بحسن و خوبی آپ نے یہ فریضہ انجام دیا۔ مگر کبھی ایک روپیہ بھی آپ نے تنخواہ کے طور پر نہیں لیا۔ آج اس دور میں کون اس نوع کا جگر رکھتا ہے۔

اللہ رب العزت حضور شیخ المسلمین کے مرقد پر رحمتوں کو ابر برسائے اور ہم تمام عشاقِ شیخ المسلمین کو ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

بول اٹھے حضرت حسنین کے لمحاتِ حیات
ہے خدا خانہ بنانے کا مزہ سب سے الگ
حق تعالیٰ کی عطا کردہ خزانہ اپنا
اس کی راہوں میں اڑانے کا مزہ سب سے الگ

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کے کشف و کرامات

حضور ﷺ کی امت میں اولیاء اللہ سے جب کوئی چیز خارق عادت صادر ہوتی ہے تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ اور یہی خارق عادت جب پیغمبر کے ذریعے سامنے آتی ہے تو معجزہ کہلاتی ہے۔ چوں کہ ان پاکیزہ ہستیوں کو حضور اکرم ﷺ سے خاص

نسبت ہوتی ہے۔ اس لیے ان کی ذات سے ایسے ایسے واقعات منظر عام پر آتے ہیں۔ جن کی عقلی تشریح ممکن نہیں۔

قرآن کریم کا ہر طالب علم ایسے متعدد واقعات سے واقف ہے، جن کا ذکر انبیاء کرام علیہم السلام اور متقی لوگوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اسی لیے قرآن و حدیث کی روشنی میں اُمتِ مسلمہ ۱۴۰۰/ سال سے اس بات پر مکمل طور سے متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح خرقِ عادت عمل (یعنی معجزہ) انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے، وہیں خارقِ عادت عمل (یعنی کرامات) اپنے متقی پرہیز گار بندوں کے ذریعہ بھی ظاہر کرتا ہے، جن کو یقیناً وہ اپنا کچھ علم عطا فرماتا ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے علماء کی طرح پوری دنیا کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کے حکم سے اللہ والوں کے ذریعہ ایسے خرقِ عادت کے اعمال ظاہر ہوتے ہیں جن کو حیطۂ فہم و عقل میں لایا نہیں جا سکتا۔ اس سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اُسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور میرا بندہ میری طرف سے فرض کی ہوئی اُن چیزوں سے جو مجھے پسند ہیں، میرا قرب زیادہ حاصل کر سکتا ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے دیتا ہوں اور

اگر وہ میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع)

ایسے بہت سے امور ہیں جہاں تک ہماری عقل کی رسائی نہیں ہے اور ہم اُن کو من و عن تسلیم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح قرآن و حدیث کی روشنی میں اُمتِ مسلمہ کے ہر مسلک کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعض ایسے کام یعنی کرامات اس کے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ رونما ہوتی ہیں، جنہیں انسانی عقل بظاہر قبول نہیں کرتی، تاہم عقیدہ کی بنیاد پر ان کا یقین کیا جاتا ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ خارقِ عادت عمل کا ظہور معجزہ، جبکہ اولیاء اللہ کے ذریعہ خارقِ عادت عمل کا واقع ہونا کرامت کہلاتا ہے۔

شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ مخدومِ عالم پناہ، اِمام الکشف، حضور شیخ المسلمین، حضرت مولانا الحاج سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان اللہ رب العزت کے انہیں مقبول بندوں میں سے ہیں ایک ہیں۔ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ، خونی نسبت بھی حاصل ہے۔ فرائض و واجبات، سنن و نوافل کی وساطت سے انہوں نے خدا کا ایسا قرب حاصل کیا تھا کہ لفظوں میں احاطہ کر پانا نہایت ہی دشوار امر ہے۔ ان کی ذات سے بہت ساری کرامتیں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئی ہیں۔ ان میں سے کچھ کرامات یہاں مذکور ہو رہی ہیں مزید معلومات اور تفتیش کے بعد باقی کرامتیں بھی زیبِ تحریر ہوں گی ان شاء اللہ۔

جلسہ کے اسٹیج سے روپوش

حضور شیخ المسلمین سے قلبی لگاؤ اور سچی عقیدت رکھنے والا ایک مرید ہے جو

غالباً علامہ مجیب الرحمن صاحب کے رشتے میں بھائی لگتے ہیں۔ وہ اس سانحہ کے چشم دید گواہ ہیں۔ بتاتے ہیں: صوبۂ بہار کے بانکا ضلع میں ایک بستی ہے ڈھوا جہاں سیرت النبی کے نام سے ایک اجتماع تھا۔ اجتماع بہت بڑا تھا۔ اس لئے دور دور سے اس پروگرام میں شرکت کے لئے عوام آئی ہوئی تھی۔ یہ محلہ کیری سے بہت قریب ہے۔ محض ندی درمیان میں حائل ہے ورنہ کیری سے ڈھوا کی مسافت دس منٹ بھی بہت ہے۔ اس اجتماع میں ساؤتھ افریقہ، ہالینڈ اور آسٹریلیا سے بھی مبلغین تھے۔ اس وقت ڈھوا بستی کے صدر و سربراہ جناب ہدایت انصاری صاحب تھے۔ جنہوں نے حضور شیخ المسلمین کو آستانہ پہنچ کر خصوصی دعوت کی پیشکش کی تھی۔ اس پروگرام میں کیری کے اکثر لوگوں نے اپنی شرکت کو ضروری سمجھا اور وقت آنے پر اسے یقینی بھی بنایا۔ اس کی دو وجہ ہے ایک تو یہ کہ ڈھوا اور کیری کی مسافت بالکل نا کے برابر تھی دوسری اور سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ حضور شیخ المسلمین اس پروگرام میں مدعو تھے۔

چونکہ حضور شیخ المسلمین کے علمی استعداد کی شہرت علاقے میں ہر طرف ہونے لگی تھی۔ اور ہر چہار جانب آپ کے علم اور خطابت کی مقبولیت بھی بڑھنے لگی تھی۔ اس لئے حاسدین کی تعداد میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ ڈھوا میں تقریباً پانچ سو گھروں کی آبادی ہے جہاں کے تمام لوگ وہابی افکار و خیالات اور کفری عقائد سے متاثر ہیں۔ آج بھی وہ بستی وہابیت اور دیوبندیت کے کفری عقائد سے مغلوب ہے۔ ایسی جگہوں پر اگر سیرت النبی نام کا اجتماع ہو اور حضور شیخ المسلمین کی دعوت بطورِ خصوصی ہو اور آپ نہ جائیں تو دنیا کیا کہے گی کہ مولیٰ حسین کو کربلا کی وادی میں سرِ صبر و تحمل پر جبلِ ظلم و ستم اور کوہِ جفا کے گرنے کی پوری خبر تھی اس کے باوجود کوفہ والوں کی دعوت پر آقا حسین اپنے خاندان، کنبہ اور کٹیا سمیت کربلا پہنچے۔ نہ صرف کربلا پہنچے

بلکہ باعثِ علالت بجز امام زین العابدین کے اک ایک فرد کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا اور دین اسلام کا پرچم بلند کیا۔ اس لئے دعوت دینے والا کوئی بھی ہو اصلاح و تبلیغ کی خاطر آپ کا جانا ضروری تھا۔ کیونکہ آپ کی رگوں میں بنتِ رسول سیدہ بتول کا لہو دوڑ رہا ہے، سینہ مصطفیٰ کریم کی علمی وراثت سے لبریز ہے، حسنین کریم سے خونی رشتہ قائم ہیں اور اصلاح و تبلیغ کے جذبات سے دل دھڑک رہا ہے۔ آپ نے دعوت قبول کر لی اور ڈہوا جانے کا مکمّل ارادہ کر لیا۔

جب آپ پروگرام میں پہنچے تو شاندار خیر مقدم کیا گیا اور پر زور نعروں سے آپ کا استقبال ہوا۔ مگر کچھ شر پسند مولویوں کے سینے میں حسد کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ بغض و حسد کی شدت ایسی تھی کہ حضور شیخ المسلمین کو جلسہ میں پُر فریب دعوت کے ساتھ بلا کر شر پسندوں نے حملہ آوری کا ارادہ بنایا ہوا تھا۔ حضور شیخ المسلمین اسٹیج پر تھے آپ کو ایک گھنٹے کا وقت دے کر خطاب کے لئے مائک پر بلایا۔ آپ کرسیِ خطابت پر تشریف فرما ہوئے اور اپنی تقریر کا آغاز فرمایا۔ تھوڑی دیر تک آپ کا خطاب شاندار طریقے سے لوگوں نے سنا۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں اہلسنت و جماعت کے عقائد پیش فرما رہے تھے۔ ابھی آدھا ہی گھنٹہ آپ کا خطاب ہوا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں ایک رقعہ آیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ آپ کا وقت تمام ہو گیا ہے اب خطاب روک دیں۔ آپ نے رقعہ دیکھتے ہی گھڑی پر نظر ڈالی اس کے بعد اپنی تقریر جاری رکھی۔ مطلب صاف تھا کہ آپ کو جو ایک گھنٹے کا وقت دیا گیا تھا وہ ابھی پورا نہیں ہوا ہے۔ کچھ دیر مزید گفتگو ہوئی کہ ایک دوسری پرچی لے کر ایک مولانا آیا اور آپ کا ہاتھ جھنجھوڑنے لگا۔ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے ایک مولانا نے کہا کہ مارو اس مولانا کو یہ الٹی سیدھی تقریر کر رہا ہے۔

حضور شیخ المسلمین کے ساتھ یہ بد تمیزی دیکھ کر کیری سے آئے ہوئے غلامانِ مخدومِ عالم پناہ میں سے ایک شخص جس کا نام واجد الدین تھا انہوں نے شبیر (جس کا عرفی نام ڈھینا تھا) سے کہا کہ ڈھینا کیا دیکھتے ہو پیر صاحب کے اوپر حملہ ہو رہا ہے لاٹھی اُٹھاؤ۔ اس نے لاٹھی اُٹھائی تب تک تھانوی اور نانوتوی گروپ سے لوگ برس پڑے۔ یہ کام پوری پلاننگ کے ساتھ انجام دیا جارہا تھا۔ اور اسی منصوبہ بندی کے تحت کسی نے لائٹ کی اہم سوئچ کو آف کر دیا جس سے جلسہ کی تمام لائٹیں بجھ گئیں اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ پھر ہر سمت سے یہ آواز بلند ہونے لگی کہ ارے حضور شیخ المسلمین پر حملہ ہو گیا ہے۔ آواز کے درد و کرب کی کیفیت سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ یہ آواز کیری کے دیوانوں کی ہے۔ جس سے یہ بات بھی صاف ہے کہ جہاں حضور شیخ المسلمین ہوں وہاں ان کے لئے دیوانگی کا کلیجہ سوائے کیری کے لوگوں کے اور کس کے پاس ہو گا۔ یہ اعلان سننا تھا کہ ہر طرف ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حضور شیخ المسلمین کو مارنے کی منصوبہ بندی کرنے والوں اور حضور شیخ المسلمین کی محبت میں اپنی جان دینے والوں کے درمیان گھماسان لڑائی شروع ہو گئی۔ اور یہ لڑائی تقریباً دو سے ڈھائی گھنٹے تک اسی صورت جاری رہی۔ جہاں سیرت النبی اجتماع کا بینر لگا ہوا تھا وہاں یکایک ایسا ماحول پیدا ہو گیا کہ جیسے جنگ کا میدان ہو۔ کیری والوں کو اپنی فکر نہیں تھی جسے دیکھو صرف یہی ایک جملہ زبان پر تھا کہ پیر صاحب کہاں ہیں۔ کیسے ہیں۔ پہلے پیر صاحب کو بچاؤ، پیر صاحب کی حفاظت کرو۔ اور اس چکر میں کیری والوں کو مار بھی زیادہ پڑی۔ وہاں حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ زبان سے پیر صاحب کا نام لینا گویا اپنی پہچان ظاہر کرنا کہ میں رہنے والا کیری کا ہوں، میرے گلے میں پٹہ حضور مخدومِ عالم پناہ کی غلامی کا ہے۔ اور میرا تعلق حضور شیخ المسلمین سے جسمانی نہیں روحانی ہے۔ جیسے ہی پیر

صاحب کا نام لیا جاتا تھا مار پڑتی تھی۔ مگر دیوانوں کو اپنی فکر کہاں تھی انہیں تو فکر اس بات کی لاحق تھی کہ اپنی جان چلی جائے غم نہیں ہے مگر حضور شیخ المسلمین کا ایک بال برابر بھی نقصان ہو یہ گوارا نہیں۔ جب لڑائی تھمی جھگڑا کنٹرول میں آیا، لائٹ جلی اور ہر طرف روشنی پھیلی تو دیکھا کہ حضور شیخ المسلمین وہاں نہیں ہیں تب سب کو مزید فکر ہونے لگی کہ کہیں حضور شیخ المسلمین کو ان ظالموں نے اغوا کر کے نظر بند تو نہیں کر دیا؟؟؟

کافی دیر تک تلاش و جستجو کے بعد بھی جب مایوسی ہاتھ لگی تو لوگ افسوس کا ہاتھ ملتے ہوئے کیری واپس ہوئے۔ پھر کسی نے بتایا کہ حضور شیخ المسلمین آستانے میں ہیں۔ اتنا سنتے ہی سارے لوگ آستانے کا رُخ کیے۔ آئے اور آکر حضور شیخ المسلمین کا چہرہ دیکھا تو جیسے جان میں جان آگئی۔ سب کے چہروں پر شادماں لکیروں کا احساس تبسم ریز کیفیات کے ساتھ یہ کہہ رہا تھا:

زخمی ہوں پھر بھی روح مری عافیت سے ہے
شکرِ خدا کہ پیر مرا خیریت سے ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

محترم سہیل رحمانی صاحب بتاتے ہیں کہ جس مہینے میں یہ جھگڑا ہوا تھا وہ مہینہ ہندی کے اعتبار سے کاتِک کا تھا موسمی اعتبار سے یہ مہینہ دھان وغیرہ کی فصلیں کاٹنے کا تھا۔ اور اس موقع سے لوگ اپنی فصلیں کاٹ کر دھان کی بالیوں کا گچھ اپنی کھیت کے کنارے کنارے رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر جب لوگوں نے حضور شیخ المسلمین کے کپڑوں کو بغور دیکھا تو پائجامہ سمیت کہیں کوئی بارش کا چھینٹا، پانی کا اثر اور نہ کہیں کیچڑ وغیرہ کا کوئی داغ یا دھبہ تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضور شیخ المسلمین آپ کو اسٹیج سے اترتے ہوئے نہیں دیکھے آپ اترے، وہاں سے کیسے نکلے اور یہاں کیسے پہنچے۔ اور

پھر کپڑا بالکل صاف کہیں کوئی داغ دھبہ بھی نہیں ہے۔ تو حضور شیخ المسلمین پہلے تو بتانے کے لیے راضی نہیں ہوئے کہا کہ رہنے دیں مگر جب دیوانوں کا اصرار بڑھا تو صرف اتنی سی بات بتائی۔ آپ نے فرمایا کہ وہاں جب جھگڑا ہو گیا تو میری آنکھیں بند ہو گئیں پھر تھوڑی دیر بعد میں اپنے آپ کو ندی کے اس پار خانقاہ کے قریب پایا۔ یہ جواب سننے کے بعد لوگ خاموش تو رہے مگر تشویش مزید بڑھ گئی کہ حضور شیخ المسلمین کے ساتھ منبر پر گوہر بھائی (جو حافظ راحیل کے ماما ہیں) بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ خانقاہ لوگوں سے پہلے پہنچ گئے تھے اور ان کے کپڑوں میں بھی داغ، دھبے نہیں تھے۔ مزید تحقیق کے لئے لوگوں نے جب ان سے پوچھا تو گوہر بھائی کہنے لگے کہ جب جھگڑا بڑھ گیا تو حضور شیخ المسلمین نے میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر تھوڑی دیر بعد دیکھتا ہوں ہم دونوں خانقاہ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں پتہ۔ یہ حضور شیخ المسلمین جانتے ہیں کہ وہ خود کیسے آئے اور مجھے کیسے لائے۔

حضور شیخ المسلمین کے جواب کے بعد بھی گوہر بھائی سے اس بابت سوال کرنے کا مطلب ہر گز یہ نہ سمجھیں کہ حضور شیخ المسلمین کی باتوں پر یقین نہیں تھا بلکہ مذکورہ بالا سوال کے دوہرائے جانے کا مطلب یہ تھا کہ "ولایت چھپائی جاتی ہے اور نبوت چھپائی جاتی ہے" کے تحت ممکن ہے حضور شیخ المسلمین نے اپنی ولایت مخفی رکھنے کے قصد سے جواب میں اختصار برتا ہو اس لئے اس کی تحقیق ایک بار گوہر صاحب سے کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے دوبارہ گوہر بھائی سے پوچھا۔ جب دونوں جواب تعارض سے پرے رہا تو لوگوں نے سمجھا کہ اللہ رب العزت نے باقی ولیوں کی طرح میرے پیر حضور شیخ المسلمین کو بھی تصرف کا وہ ملکہ عطا فرمایا ہے کہ جس سے وہ جب چاہیں آنکھیں بند کر کے گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کرے اور کرائے۔

لہجہ ترے خطاب کا پر جوش ہو گیا
مجمع جو تیرے آگے تھا مدہوش ہو گیا
جب شر پسند لوگوں نے جھگڑے شروع کیے
تو دیکھتے ہی دیکھتے روپوش ہو گیا

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کی گستاخی کرنے والوں کا انجام

دنیا شر پسندی، بدفعلی، بدمعاشی، گستاخی اور بدتمیزی کرنے والوں سے بھری پڑی ہے۔ لوگ انصاف وعدالت کی چھاتی پر بیٹھ کر بھی ظلم، جبر اور جرائم کے گلے میں تہنیت کے پھول، مالا چڑھاتے ہیں اور سفاکی کو سراہتے ہیں نیز معتدل روش کی ارواح کو قتل کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ایسے لوگ زمین پر اکڑ کر چلتے ہیں۔ انہیں کچھ نہیں ہوتا ہے۔ خدا ایسے لوگوں پر اپنی گرفت کی رسی کو مزید ڈھیل دے دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ''۔

مگر جب کوئی خدا کے محبوب اور ولی صفت دوست پر ظلم کرتا ہے۔ اپنے گستاخ لہجوں کے ساتھ کسی مقبول شخصیت سے ٹکراتا ہے، انہیں ستاتا ہے اور جب خدا اپنے محبوبین کو پریشان دیکھتا ہے تو اللہ رب العزت کا قہر و غضب جوش میں آتا ہے۔ پھر وہ اپنی ڈھیل دی ہوئی رسی کو کس دیتا ہے۔

اور ایسے ظالم لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ پھر دنیا اس کی بربادی کا تماشا دیکھتی ہے۔ آخرت میں تو جو سزا ملنا ہوگی مل کر رہے گی مگر دنیا میں ہی خدا ایسے لوگوں کو کتوں کی زندگی جینے پر مجبور کر دیتا ہے۔ ایسے کئی مواقع آئے ہیں جہاں خدا

اپنے محبوب بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور گستاخ لوگوں کی سزا کا انتظام بھی کرتا ہے۔ اس لئے انسان کو خدا کے ولیوں سے دشمنی مول لینے کی جرات کبھی نہیں کرنی چاہیے ورنہ یہ دشمنی کس قدر مہنگی پڑ سکتی ہے اس کا اندازہ حدیثِ قدسی کی اس عبارت سے لگایا جاسکتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ قَالَ:" مَنْ عَادٰى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَـيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَـيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَـيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْـتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ".

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے

وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔ (صحیح البخاري / کِتَاب الرِّقَاقِ / حدیث: ٦٥٠٢)

گویا جو اللہ کے مقرب اور برگزیدہ بندوں کو ستاتا ہے، انہیں تکلیف دیتا ہے اور انہیں اذیت پہنچاتا ہے اس کے خلاف خدا اپنی جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ اس دنیا میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں جہاں اللہ کے ولیوں کو اذیت دینے کی پاداش میں خدا نے گستاخانِ اولیاء کو سخت ترین سزائیں دی ہیں اور ان کی موت کو نشان عبرت بنایا۔ چنانچہ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا اسی دوران ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور میں نہیں گمان کرتا کہ تو مجھے بخشے گا۔ میں نے اس سے کہا، اللہ کے بندے میں تجھے کیا کہتے ہوئے سن رہا ہوں، ایسا تو کوئی نہیں کہتا۔ اس نے کہا کہ میں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر مجھے قدرت ہوئی تو میں عثمان کے چہرے پر طمانچہ لگاؤں گا۔ جب وہ شہید ہو گئے اور ان کی چارپائی گھر میں رکھی گئی لوگ آتے رہے اور آپ پر جنازہ پڑھتے رہے تو میں بھی داخل ہوا گویا کہ میں جنازہ پڑھنا چاہتا ہوں، میں نے دیکھا کہ جگہ خالی ہے کفن کا کپڑا اٹھایا اور چہرہ پر طمانچہ مار دیا اور پھر کپڑا ڈھانک دیا۔ اب میرا یہ دایاں ہاتھ سوکھ گیا ہے۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ کو لکڑی کی طرح سوکھا ہوا دیکھا۔ (تاریخ دمشق: ص ۴۵۸)

اسی طرح ثقہ تابعی ابو نضرہ منذر بن مالک رحمہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَسَبَّ رَجُلٌ عُثْمَانَ فَنَهَيْنَاهُ فَلَمْ يَنْتَهِ فَأَرْعَدَتْ ثُمَّ جَاءَتْ صَاعِقَةٌ فَأَحْرَقَتْهُ"

ہم مدینہ میں تھے کہ وہاں ایک شخص نے سیدنا عثمانؓ کو گالی دینا شروع کر دیا، ہم نے اسے اس سے روکا، لیکن وہ باز نہ آیا تو (اچانک) بادل گرجا، پھر (آسمان سے) بجلی آئی تو اس نے اسے جلا دیا۔

(كتاب الثقات لابن حبان: ١٠٥/ ٧، وإسناده حسن لذاته)

عمارہ بن عمیر کہتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے اور کوفہ کی ایک مسجد میں انہیں ترتیب سے رکھ دیا گیا اور میں وہاں پہنچا تو لوگ یہ کہہ رہے تھے: آیا آیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ سروں کے بیچ سے ہو کر آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر اس میں رہا پھر نکل کر چلا گیا، یہاں تک کہ غائب ہو گیا، پھر لوگ کہنے لگے: آیا آیا اس طرح دو یا تین بار ہوا۔ (ترمذی: ۳۷۸۰ صححہ الالبانی)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جن بد بختوں نے حسین کو شہید کیا، ان میں سے کم ہی کوئی ہو گا، جو مرنے سے پہلے پہلے کسی مصیبت، آفت یا بیماری میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ اکثر پاگل پن کا شکار ہو کر مرے۔" (البدایۃ والنھایۃ: ۸/۲۰۲)

نیز علّامہ محمد بن یحیٰ حلَبی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں: ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حُضُورِ غوثِ پاک رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کی اَوْلاد کو بھی اگر کسی نے اَذِیّت پہنچائی تو وہ خود بھی تباہ و برباد ہوا اور اس کی اَوْلاد بھی ہلاک ہو گئی۔

چنانچہ شیخ احمد بن قاسم رَحمۃُ اللہ عَلَیہ حُضُورِ غوثِ پاک رَحمۃُ اللہ عَلَیہ کی اَولاد میں سے ہیں، ایک بد بخت نے ایک مرتبہ انہیں سخت تکلیف پہنچائی، ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ اللہ پاک نے اسے تباہ و برباد کر دیا، یہاں تک کہ اس کی اَولاد میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا، رَبِّ کائنات نے اس کی نسل ہی مٹا ڈالی۔

اسی طرح وزِیر ناصِرُ الدِّین نے غوثِ پاک رَحمۃُ اللہ عَلَیہ کی اَولادِ پاک کو طرح طرح سے ستایا، یہاں تک کہ اُنہیں شہر بغداد سے نکال دیا۔ اللہ پاک نے اسے اس گستاخی کی سزا دی اور یہ وزیر انتہائی دردناک طریقے سے موت کے گھاٹ اُتر گیا۔
(قلائد الجواہر، صفحہ:۵۶)

حضور شیخ المسلمین کا شجرۂ نسب والدہ مخدومہ کی جانب سے ۲۸/ واسطوں سے حضور غوثِ اعظم جا ملتا ہے۔ اور والدِ بزرگوار حضور مخدومِ عالم پناہ کی جانب سے شجرۂ نسب ۲۷/ واسطوں سے خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملتا ہے۔

پھر آپ کے گستاخوں کو خدا آپ کی شان میں گستاخی کی سزا نہ دیتا یہ رحمت حق کو گوارا کیوں کر ممکن ہوتا۔

محترم سہیل رحمانی صاحب بتاتے ہیں کہ جناب ہدایت انصاری جنہوں نے آپ کو ڈہوا کے اجتماع میں مدعو کیا تھا اور آپ کی شان میں گستاخیاں کی تھیں۔ بتایا جاتا ہے کہ وہ پورے ڈہوا کا نواب تھا اور اس کا بھائی مکھیا کے منصب پر فائز تھا۔ دولتوں کی بہت کثرت تھی اسی دولت کے گھمنڈ میں ان ظالموں نے حضور شیخ المسلمین پر جان لیوا حملہ کرا کر حضور شیخ المسلمین کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔ مگر خدا کی گرفت کا عالم دیکھیں۔ جب ہدایت انصاری اس دنیا سے گیا تو جانے سے پہلے دردناک عذاب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ پہلے اسے کوڑھ کا مرض لاحق ہوا اور کئی سالوں تک اسی مرض

مہلک میں مبتلا رہا پھر وہ انسان پاگل ہو کر مرا۔ اور اس کا بھائی جو لکھیا تھا دوسروں کے یہاں مزدوری کرتا ہے اور آج عالم یہ ہے کہ وہ دانے دانے کے لئے ترستا ہے۔

اپنے جگر کو جسم کا راون بنا لیا
صحنِ مکاں کو جنگ کا آنگن بنا لیا
اب حشر تک خدا کا غضب جھیلتے رہو
تم نے خدا کے دوست کو دشمن بنا لیا

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

میں مرید کیسے ہوا

صوبۂ اڑیسہ کا ایک مشہور شہر ہے کٹک۔ جہاں میں رہائش پذیر تھا۔ کٹک اسٹیشن کے قریب ایک جگہ ہے جوبرا جہاں اہلسنت و جماعت کا ایک بہت قدیم ادارہ ہے۔ جس کا نام دارالعلوم رضویہ حبیبیہ ہے۔ اس ادارے کی بنیاد حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست مبارک سے رکھی گئی تھی۔ میں وہیں مصروفِ درس و تدریس تھا۔ اس ادارے کا ناظمِ تعلیمات ہونے کی حیثیت سے تعلیمی امور کے تمام تر معاملات میرے ہی ذمے تھے۔ وہاں سے سات کلو میٹر دور ایک قصبہ بنام پیر بازار ہے۔ سنہ ۲۰۱۲ء میں وہاں ایک جلسہ بنام (تبغیہ کانفرنس) منعقد ہوا تھا۔ جس میں شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت و جانشینِ حضور مخدومِ عالم پناہ حضرت العلام علامہ و مولانا سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی کیری شریف کی آمد ہونے والی تھی۔ اس جلسہ میں حضور شیخ المسلمین کو مدعو کرنے والے حضرت علامہ و مولانا منہاج رضا امین القادری صاحب تھے۔ جو حضور شیخ المسلمین سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ علامہ

موصوف قلبِ شہر میں ایک محلہ ہے بنام سوتاہاٹ وہاں کی مسجد میں ظہر، عصر اور مغرب کی امامت کرتے ہیں اور جمعہ کا خطاب بھی۔ زبان بہت سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاق کے دھنی آدمی ہیں۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت ان کے خون میں ہے۔ سوتاہاٹ کی عوام بہت با اخلاق اور علماء نواز ہے یہی وجہ ہے کہ علامہ موصوف ایک زمانے سے وہاں منصبِ امامت پر فائز ہیں۔ بہت اچھے خطیب ہیں اس لئے اڑیسہ کے اکثر جلسوں کے پوسٹر میں ان کا نام رہتا ہے۔ غالباً ۲۰ر سال پہلے ان کا خطاب کیری شریف کے اسٹیج پر حضور شیخ المسلمین کی موجودگی میں ہو چکا تھا۔ اس لئے علامہ موصوف کا حضور شیخ المسلمین سے قلبی لگاؤ تھا اور حضور شیخ المسلمین بھی علامہ موصوف کو جانتے تھے۔ مجھے مدرسہ کے طلباء نے بتایا کہ پیر بازار کے جلسے میں حضور شیخ المسلمین کیری شریف ضلع بانکا بہار سے تشریف لا رہے ہیں۔ سنا ہے کہ بہت متقی اور پرہیزگار شخصیت ہیں۔ بڑی بافیض بارگاہ کے سجادہ نشیں ہیں۔ بچوں نے بتایا کہ ہم لوگ حضرت سے مرید ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے علامہ منہاج رضا امین القادری صاحب سے بات کی اور کہا کہ حضور شیخ المسلمین کو اسٹیشن سے رسیو کر کے دس منٹ کے لئے میرے مدرسہ میں لائیں۔ یہاں چائے ناشتہ بھی ہو جائے گا۔ نیز کچھ بچے سلسلے میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہیں۔

علامہ موصوف میری بہت قدر کرتے ہیں اور مجھے اپنا چھوٹا بھائی مانتے ہیں۔ میری بات انہوں نے بڑی آسانی سے مان لی اور حضور شیخ المسلمین سے میرے بارے میں محض ایک ہی بار کہا تھا کہ حضرت مان گئے۔ ادھر میں نے عہد طفولیت سے دل میں ایک معاہدہ پال رکھا تھا کہ پیر کوئی بھی ہو میں گمچھا پکڑ کر کسی کے سلسلے میں داخل نہیں ہونے والا۔ یہ بات اگرچہ غیر مناسب ہے مگر یہ اپنی دلی خواہش تھی۔ اس بات کا

تذکرہ میں نے ایک دفعہ تنویر صاحب سے کیا تھا جو جوبرا کے رہنے والے ہیں۔ میری بات سن کر انہوں نے بھی میرے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ میرا بھی شروع سے یہی ارادہ ہے۔ جس دن حضور شیخ المسلمین جوبرا تشریف لائے تھے اس دن وہ بھی میرے ساتھ تھے۔ جب حضور شیخ المسلمین کا آنا کنفرم ہو گیا تو میں نے سوچا کہ حضور شیخ المسلمین کے آنے کے بعد پہلے بچوں کو سلسلے میں داخل کرنے کو کہوں گا اور اگر وقت ہو گا تو میں تنہائی میں حضور شیخ المسلمین سے بات کروں گا اور ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر بیعت لوں گا۔ ورنہ پھر کبھی کسی دوسرے موقع کا انتظار رہے گا۔ جب حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ تشریف لائے، چائے ناشتہ کے بعد بچے بلوائے گئے۔ میں وہیں کنارے کھڑا تھا۔ اچانک حضور شیخ المسلمین نے مجھے قریب آنے کو کہا، میں قریب گیا تو میرے ساتھ تنویر بھائی بھی قریب چلے گئے۔ حضور شیخ المسلمین نے میرا اور تنویر بھائی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا اور بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ بچے اپنا ہاتھ ثقافی صاحب کی پیٹھ پر رکھیں اور جو میں بول رہا ہوں بولیں۔

بچوں کے ساتھ ساتھ ہم بھی سلسلے میں داخل ہو گئے۔ باہر آنے کے بعد تنویر بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے حضرت سے پہلے بات کی ہوئی تھی کیا؟ کہ مجھے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر مرید ہونا ہے۔ میں نے کہا کہ بخدا میں نے حضور شیخ المسلمین سے اس بابت کوئی بات نہیں کی ہے اور نہ میری روح کو اس حوالے سے کوئی خبر ہے۔ مگر ہاں حضور شیخ المسلمین دل کے ارادوں کی کیفیات سے آگاہی رکھتے ہیں، پیشانی کی لکیروں سے قلب کی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہیں اور کشف کے ذریعے سامنے والوں کے حالات جان لیتے ہیں یہ سنا تھا مگر آج اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیا۔ تنویر بھائی نے کہا کہ واقعی ولیوں کے بارے میں اور ان کی کرامتوں کے بارے میں اب تک

تقریروں میں سنتا تھا مگر آج میری ان آنکھوں کو کرامت بھی دیکھنا نصیب ہوا اور ایک ولی کامل سے ملاقات کا بھی شرف حاصل ہو گیا۔

بصارت میں بصیرت کا نیا عنوان لیتے ہیں
جو پیشانی کی تحریروں کو بھی پہچان لیتے ہیں
ہمارے پیر کو ایسا تصرف رب نے بخشا ہے
دلوں کی کیفیت کیا ہے اسے بھی جان لیتے ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کی خواجہ غریب نواز سے شناسائی

صوبۂ جھارکھنڈ کی سیکنڈ راجدھانی ضلع دمکا۔ ڈنگال پاڑہ میں ایک ادارہ بنام قادریہ نوریہ ہے، جو حضور شیخ المسلمین کی سرپرستی میں کئی سالوں سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس ادارے میں اصل اصیل کی حیثیت رکھنے والی ذات جناب نور الہدیٰ انجنیئر صاحب کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ علمائے کرام سے پیر کی عظمتیں سنتا تھا جس کی بنیاد پر میرے دل میں بھی ارادت کی للک بیٹھ گئی تھی۔ مگر پریشان تھا کہ مرید کس سے ہونا ہے۔ میں سچے پیر کی تلاش میں کئی سالوں تک یہاں وہاں جاتا رہا لیکن حقیقی پیروں کے حوالے سے جو شرائط میں نے علمائے کرام سے سن رکھا تھا اس کے مطابق کسی کو نہیں پاتا تھا۔ پھر ایک سال رجب المرجب کے مہینے میں خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں جانے کے بعد خواجہ غریب نواز کے مزار پر حاضری دی اور کنارے بیٹھ کر خوب دعائیں مانگی کہ مجھے میرے پیر سے ملا دے۔ مجھے سچے پیر سے مرید ہونا ہے۔ خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں بیٹھ کر یہ دعا

مانگ رہا تھا کہ دعا مانگتے مانگتے اچانک میری آنکھ لگ گئی تو میں نے ایک بزرگ کا نورانی چہرہ دیکھا۔ جسے میں پہچانتا نہیں تھا۔ جب آنکھ کھلی تو بے چین ہو گیا کہ جس پیر کا چہرہ میں نے آج خواب میں دیکھا ہے۔ انہیں میں کہاں ڈھونڈوں گا میں تو کبھی ملا بھی نہیں ہوں۔ اجمیر شریف سے واپس آیا تو ایک دن اپنے دوست کے ساتھ کیری شریف جانا ہوا۔ کیری شریف کے حوالے سے بہت لوگوں سے سنا تھا مگر کبھی حاضری کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ جب کیری شریف پہنچا تو دیکھا کہ حضور شیخ المسلمین اپنی گدی پر بیٹھ کر کچھ لکھ رہے ہیں۔ جب نظر اُٹھائی اور میری جانب دیکھا تو میری زبان سے بیساختہ نکلا کہ واہ مجھے میرا پیر مل گیا۔ وہی نورانی چہرہ، رعب دار آنکھیں، کشادہ جبین اور گھنی داڑھی۔ جلال و ہیبت کا عالم یہ کہ نگاہ اٹھانے سے ڈر لگے مگر لبوں پر تبسم کی بہاریں دیکھ کر بار بار دیکھنے کا من کرے۔ حضور شیخ المسلمین سے میں نے کہا کہ حضور خواجہ غریب نواز نے خواب میں مجھے جو چہرہ دکھایا تھا بالکل یہی چہرہ ہے۔ حضور شیخ المسلمین مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے پتہ ہے۔ میں نے کہا کہ حضور جب سب کچھ پتہ ہے تو پھر دیر کیوں اب مجھ سے صبر نہیں ہو گا مجھے جلدی سے اپنی بیعت میں شامل کر لیں اور میری دنیا و آخرت سنوار دیں۔ حضور شیخ المسلمین نے مجھے اپنے سلسلے میں داخل فرما کر دل میں بیچینی و بیتابی کے برسوں سے جل رہے شعلے بجھا دیے۔

کہا خواجہ پیا نے اس قدر نا اشک برساؤ
تمہارا پیر ہے حسنین رحمانی وہیں جاؤ

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

ٹرین آپ کو لینے کے لئے واپس آئی

محترم سہیل رحمانی صاحب بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان انڈال سیوڑی والی لائن میں رانی گنج سے قریب ایک اسٹیشن ہے اکھڑا جہاں حضور شیخ المسلمین ٹرین کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت مولانا فخر عالم صاحب بھی تھے جو کیری کے رہنے والے ہیں۔ بہت اچھے اور با اخلاق عالم دین ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ حضور شیخ المسلمین کے ساتھ میں تھا۔ ہمیں اکھڑا اسٹیشن سے ٹرین لینا تھی۔ اس وقت موبائل کا کوئی ایسا ایپ نہیں تھا جس سے ٹرین کا رننگ اسٹیٹس معلوم ہو تا۔ ٹرین کی رننگ کیفیت کو جاننے کے لئے محض ایک انکواری آفس ہی کا سہارا تھا۔ ٹرین کب آئے گی کب جائے گی یہ ساری معلومات وہیں سے نشر ہوتی تھیں۔ تشویش بڑھنے پر لوگ انکواری آفس سے خود رابطہ کر کے اپنے روٹ کی ٹرینوں کی جانکاری لے لیتے تھے۔ ہم لوگ ٹرین کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ٹرین جلدی آ بھی نہیں رہی تھی اور انکواری آفس سے کوئی اعلان بھی نہیں ہو رہا تھا۔ ہمیں لگا کہ ٹرین لیٹ ہے۔ اور نماز کا وقت بھی ہوا گزرتا جا رہا تھا۔ حضور شیخ المسلمین نے مصلیٰ بچھایا اور نماز کی نیت باندھ لی۔ حضور شیخ المسلمین نے ابھی نیت ہی باندھی تھی کہ ٹرین کے آنے کا اعلان ہو گیا۔ ایک رکعت بھی مکمّل نہیں ہو پائی تھی ٹرین پلیٹ فارم پر آکر کھڑی ہو گئی۔ اور میرے ہاتھ میں حضور شیخ المسلمین کی اٹیچی تھی۔ میں اٹیچی ہاتھ میں لیے بے چین ہو رہا تھا۔ کہ کہیں ٹرین نہ چھوٹ جائے۔ کبھی ٹرین کی طرف دیکھتا ہوں تو کبھی حضور شیخ المسلمین کی طرف مجھے اندر سے یہ ڈر کھائے جا رہا تھا کہ کہیں اگر نماز لمبی ہوئی تو ٹرین ہماری گرفت سے نکل جائے گی۔ اِدھر حضور شیخ المسلمین کی نماز طویل ہو

رہی ہے۔ حضور شیخ المسلمین نماز میں تھے اور ٹرین کا سگنل ہو گیا۔ دھیرے دھیرے، رفتہ رفتہ ٹرین بڑھنے لگی اور دیکھتے دیکھتے ٹرین ہمارے سامنے سے چلی گئی ابھی پلیٹ فارم سے نکلی ہی تھی کہ وہ ٹرین پیچھے آنے لگی۔ اور پیچھے چلتے چلتے پلیٹ فارم پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ کسی کو وجہ نہیں معلوم تھی اس لئے لوگ وجہ جاننے کے لئے نیچے اتر اتر کر پوچھنے لگے کہ کیا ہوا۔ تھوڑی ہی دیر میں پتہ چل گیا کہ ٹرین واپس کیوں آئی ہے۔ کسی نے کہا کہ انجن میں کوئی تکنیکی خرابی پیدا ہو گئی تھی اس لئے واپس آئی۔ لوگ باتیں کچھ بھی کریں مگر میں تو بخوبی سمجھ رہا تھا۔ کہ یہ ٹرین کیوں اور کس کے لئے لوٹی ہے۔ کیونکہ جیسے ہی حضور شیخ المسلمین ٹرین پر سوار ہوئے ٹرین چل پڑی۔ اب تک اس بات پر محض ایک خیال تھا کہ شاید یہ ٹرین حضور شیخ المسلمین کے لیے پلٹی تھی۔ مگر جب حضور شیخ المسلمین کے سوار ہوتے ہی ٹرین چل پڑی تو خیال یقین میں بدل گیا۔ کہ یہ ٹرین کسی اور کے لئے نہیں بلکہ حضور شیخ المسلمین کو لینے واپس آئی ہے۔

سبحان اللہ: مطلب اللہ والے جب اپنے معبود کی عبادت کے لئے دنیا ومافیھا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور رب کے لئے کسی چیز کی پرواہ کیے بغیر مصلیٰ بچھا دیتے ہیں تو خدا اپنے مقبول بندوں کے لئے پوری دنیا کو ان کا تابع بنا دیتا ہے۔

مرے حسنین کی عزت مرا اللہ بڑھوائے
دھمک سجدوں کی ایسی ہے کہ انجن لوٹ کر آئے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین نے جملہ اہل قافلہ کو ڈاکوؤں سے بچایا

خطیب اہل سنت، نازش علم و حکمت حضرت العلام علامہ و مولانا محمد محبوب

عالم صاحب بڑی اچھی زبان رکھتے ہیں شائستہ لب و لہجے کے مالک ہیں۔ سنہ ۱۹۷۲ء میں قائم ہونے والا اک ادارہ بنام دارالعلوم رضائے مصطفیٰ بنکولہ نمبر ۴؍ اکھڑا بنگال ہے۔ اس ادارے میں ۲۹؍ سال سے مولانا محبوب صاحب مہتمم کی حیثیت سے دینی و مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ میرا ادارہ حضور شیخ المسلمین کی سرپرستی میں تقریباً پانچ دہائی سے تشنگان علومِ نبویہ کی علمی پیاس بجھا رہا ہے۔ اس ادارے کو امام الکشف حضور شیخ المسلمین اپنا ادارہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال اس مدرسے میں جلسہ دستار بندی کے موقع سے حضور شیخ المسلمین تشریف لاتے ہیں۔ اور اسی آمد و رفت کے سلسلے نے مجھے حضور شیخ المسلمین سے بہت قریب کر دیا تھا۔ میں خود حضور شیخ المسلمین سے اس قدر متاثر تھا کہ اگر کسی سال حضور شیخ المسلمین کی تاریخ نہیں مل پاتی تھی تو میں اپنے ادارے کا جلسہ ہی ملتوی کر دیتا تھا۔ مجھے ذاتی طور سے حضور شیخ المسلمین سے بہت عقیدت تھی۔ نماز و روزے کی پابندی کے ساتھ ساتھ مسلک امام احمد رضا کی پاسداری طبیعت زیادہ مائل کرتی تھی۔ اللہ رب العزت نے حضور شیخ المسلمین کو تقویٰ شعاری، پرہیز گاری، پارسائی اور اخلاقی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ کشف و کرامات کی بے بہا نعمتوں سے بھی نوازا تھا۔

غالباً پندرہ سال پہلے کی بات ہے۔ ضلع جموئی بہار میں سونہو اور چکائی کے درمیان ایک مذہبی پروگرام تھا۔ جس میں حضور شیخ المسلمین کے ساتھ مجھے، سید خورشید اقبال اور نعیم اختر صاحب کو بھی رہنا تھا۔ ہم لوگ جسیڈیہہ سے بائی کار اس پروگرام میں پہنچے اور شریکِ محفل ہوئے۔ پروگرام بعدِ مغرب شروع ہو کر تقریباً رات بارہ بجے تک چلا پھر اختتام پذیر ہوا۔ رات ایک بجے تک ہم لوگ کھانا وغیرہ بھی کھا کر فارغ بھی ہو چکے تھے۔

ہم لوگوں کی واپسی صبح میں یا فجر کے اول وقت میں فجر کی نماز پڑھ کر ہونے والی تھی۔ مگر سید خورشید اقبال وغیرہ نے کہا کہ ابھی صبح ہونے میں کافی وقت ہے۔ اتنا لمبا وقفہ انتظار میں گزارنا بہت مشکل ہے۔ یہاں اتنی دیر انتظار سے بہتر ہے کہ حضور شیخ المسلمین سے بات کریں اور نکل چلیں۔ میں نے حضور شیخ المسلمین سے بات کی تو حضرت نے فرمایا کہ نکلنے کی اتنی جلدی کیوں ہے۔ ادھر کے راستے بہت مخدوش ہیں رات میں نکلنا صحیح نہیں ہے اطمینان سے نکلیں گے۔ میں واپس آگیا اور پھر ہم تینوں اپنی بات چیت میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان لوگوں نے کہا کہ حضرت سے ایک بار اور بات کیجئے شاید مان جائیں۔ ان لوگوں کے اصرار پر میں کہا کہ یار بار بار مجھ اکیلے کا بات کرنا ٹھیک نہیں رہے گا چلو تینوں چلتے ہیں۔ اور اس بار ہم تینوں گئے۔ سامنے جا کر حضرت کو سلام کیا تو حضرت سمجھ گئے۔ حضرت نے کہا کہ نہیں مانیں گے چلیں گے۔؟ میں نے کہ جی حضور سب کی خواہش ہے نکلنے کی تو نکل جانا ہی بہتر ہے اور پھر آپ ساتھ ہیں تو کیا پریشانی ہے راستے مخدوش ہیں تو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا ان شاء اللہ۔ حضرت نے کہا کہ نہیں مانیے گا تو چلیے نکل چلتے ہیں۔ جائیے تیاری کیجئے۔ ہم لوگ کمرے سے باہر نکل گئے۔ تیاری تو پہلے ہی سے تھی بس حضرت کی رضامندی کی مہر لگنی تھی۔ تھوڑی دیر بعد حضرت تیار ہو کر باہر نکلے اور گاڑی میں کچھ پڑھ کر دم کرنے لگے۔ کافی دیر تک حضرت گاڑی کو دیکھتے رہے اور دم کرتے رہے۔ میں نے نعیم اختر کی پیٹھ پر ایک گھونسا مارتے ہوئے کہا کہ یار تم لوگوں کی ضد کے باعث حضرت کو اتنی پریشانی اٹھانی پڑ رہی۔ میں نے اتنی بار حضرت کے ساتھ سفر کیا ہے مگر جو کیفیت آج ہے ایسی کیفیت پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ دیکھو حضرت کتنے پریشان ہیں پوری گاڑی پر دم کر رہے ہیں۔ گاڑی پر دم کرنے کے بعد حضور شیخ المسلمین گاڑی میں پہلے خود

بیٹھے پھر ہمیں بیٹھنے کو کہا۔ جب ہم لوگ بیٹھ گئے حضرت نے کہا کہ سفر کی دعا پڑھ لیں۔ ہم لوگوں نے پڑھ لیا۔

اور پھر ہم لوگوں کا سفر شروع ہو گیا۔ رات بھر کی تھکاوٹ کی وجہ سے گاڑی پر بیٹھتے ہی سارے لوگ سو گئے۔ میں ڈرائیور کے سائڈ میں بیٹھا تھا اس لئے چاہ کر بھی سو نہیں سکتا تھا۔ مگر پھر بھی خمار کی وجہ سے کبھی کبھی دو چار منٹ کی جھپکی لے لیتا تھا اور حضور شیخ المسلمین بیچ والی سیٹ پر کھڑکی سائڈ بیٹھے تھے پیچھے مڑ مڑ کر کبھی کبھی دیکھتا تھا تو حضور شیخ المسلمین کو ورد وظیفہ میں مشغول پاتا تھا۔ آغاز سفر کے کچھ ہی فاصلے کے بعد ڈرائیور نے کہا کہ باٹیہ جنگل کے پاس جام بہت رہتا ہے اس لئے الگ راستے سے چلیں گے اتنا کہتے ہوئے ڈرائیور نے اہم شاہراہ چھوڑ دی اور الگ راستے سے گاڑی لے جانے لگے۔ اوبڑ کھابڑ راہوں سے ہوتے ہوئے ہم لوگ جسیڈیہہ پہنچ گئے۔ حضرت کو آسنسول جانا تھا اور مجھے اکھڑا اس لئے جسیڈیہہ سے ایک ہی ٹرین لے کر ہم لوگوں نے آگے کا سفر کیا۔ ابھی ٹرین کھلی ہی تھی کہ حضرت کے پاس جلسہ والے کا فون آیا۔ سلام و کلام کے بعد پوچھا کہ آپ لوگ کہاں تک پہنچے۔ حضرت نے کہا کہ ہم لوگ جسیڈیہہ پہنچ کر وہاں سے ٹرین لے چکے ہیں اور ٹرین کھل بھی گئی ہے۔ اتنا کہہ کر حضرت نے اپنا موبائل فون مجھے دے دیا کہ لیجئے بات کیجئے۔ جلسہ والے نے کہا کہ آپ لوگ گئے کیسے۔ یہاں تو راستہ جام ہے کئی گاڑیوں کے ساتھ چھنتائی ہوئی۔ ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈال کر کئی گاڑی والوں کے ساتھ مار پیٹ کر کے سب کچھ چھین لیا۔ میں نے کہا کہ وہاں سے نکل کر دو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا پل تھا وہاں سے کٹ مار کر ہم لوگ نکل گئے اور جسیڈیہہ پہنچ گئے۔ جلسہ والوں نے کہا کہ ایسا کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ اور آپ لوگ جس پُل کی بات کر رہے ہیں اس پُل کے پاس جو راستہ ہے وہ تو

بائک کے لائق بھی نہیں ہے تو کار کا نکلنا کیسے ممکن ہے۔ میری حیرت بڑھنے لگی میں نے پوچھا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے تو انہوں نے قسم کھاتے ہوئے کہا کہ حضرت ایسا کوئی راستہ ہی نہیں ہے جس سے آپ لوگ نکلیں۔ مگر خدا جانے آپ لوگ کیسے نکلے۔ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ اب سمجھ میں آیا کہ حضور شیخ المسلمین صاحب اتنی دیر تک گاڑی کے پاس کھڑے ہو کر دم کیوں کر رہے تھے۔ جو ہماری آنکھیں کبھی نہیں دیکھ سکتی ہیں وہ اولیاء اللہ کی آنکھیں دیکھ لیتی ہیں۔ راستے خراب ہیں حضور شیخ المسلمین یہ بھی جانتے تھے اور آج اس راستے میں ڈکیتی ہو گی یہ بھی جانتے تھے اس لئے ہمیں ایسے راستے سے منزل پر پہنچایا جو حقیقت میں کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔

خدا کے فضل سے رحمت کی باہیں ڈھونڈ لیتی ہیں
سکوں اللہ والوں کی نگاہیں ڈھونڈ لیتی ہیں
اگر چہ بند ہو جاتے ہیں سارے راستے پھر بھی
بزرگوں کی نظر منزل کی راہیں ڈھونڈ لیتی ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

بیٹیوں کا سلسلہ بند بیٹوں کا سلسلہ جاری

موسیقیت اور غنائیت کے اعتبار سے خوبصورت اور دیدہ زیب لب و لہجے کے مالک مداح رسولِ انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاعرِ ہندوستان محترم و مکرم جناب ناصر رضا مدھوپوری صاحب ہیں۔ ان سے میری کئی دفعہ ملاقاتیں اور باتیں ہوئی ہیں۔ مگر حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ کے حوالے سے کبھی باتیں نہیں ہوئی تھیں۔ سنہ ۲۰۲۳ء میں عُرسِ رحمانی کے موقعے سے محترم ناصر اطہر مدھوپوری صاحب آئے

ہوئے تھے ان سے مشاعرے کی شب اسٹیج پر ملاقات ہوئی تو چند باتیں حضور شیخ المسلمین کے حوالے سے ہوئیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ مدھوپور سے اکیلے آئے ہیں آپ حضور شیخ المسلمین سے اتنی محبت کرتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور شیخ المسلمین کی محبتوں کا میں اسیر ہو گیا ہوں۔ ہوا یوں کہ میری بیوی کی کوکھ سے خدا نے مجھے لگاتار تین بیٹیاں عطا کیں مگر ایک بیٹے کی خواہش تھی۔ کئی عامل لوگوں سے رابطے کیے دوائیں لیں تعویذات پہنے مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا اور اسی علاج و معالجہ پر اعتماد کرتے ہوئے کہ اب امید کی کرن پھوٹے گی۔ مزید تین بیٹیاں اور ہو گئیں میری ٹوٹل چھ بیٹیاں ہیں۔ اس کے بعد میری زوجہ جب ساتویں بار امید سے رہی تو الٹرا ساؤنڈ کرایا اور ڈاکٹر نے بتایا کہ پیٹ کے اندر کا بچہ بیٹا نہیں بیٹی ہے۔ ساتویں بار بھی ہم دونوں کو مایوسی ہاتھ لگی۔ کہیں کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو کسی نے ہمیں کیری شریف پہنچ کر حضور شیخ المسلمین سے ملاقات کرنے کو کہا۔ ہم دونوں اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ کیری شریف پہنچے اور اپنی درد بھری کہانی حضور شیخ المسلمین کو سنائی۔ حضور شیخ المسلمین تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ پریشان نہ ہوں اللہ رب العزت کا فضل اپنے بندوں کا ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔ اس کی رحمتوں سے ناامید کبھی نہیں ہونا چاہئے۔ پھر حضور شیخ المسلمین نے میرے ہاتھ میں ایک تعویذ دی اور فرمایا کہ یہ لیں اسے اپنی شریکِ حیات کو پہنا دیں۔ ان شاء اللہ بیٹا ہی ہو گا اور میں نے اس بچے کا نام "محمد" رکھ دیا ہے۔ اس کے آگے جو رکھنا ہو رکھ دینا۔ ہمارے ساتھ ہماری چھوٹی بیٹی تھی جس کا نام رفعت صائمہ ہے۔ حضرت نے رفعت صائمہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا پریشان مت ہو خوش ہو جاؤ بھائی آنے والا ہے۔

یہ دور جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ آج لوگ قدرت کے بنائے ہوئے ضابطے

کے بجائے مشینری سسٹم کے غلام ہیں۔ تخیلات و تصورات اور عقائد و نظریات پر یقین رکھنے کے بجائے سائنسی حقائق کی روشنی میں حقیقتوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔

جدھر نظر جاتی ہے مشینری اشیاء کا بول بالا ہے۔ انسان ہر طرح مشینوں سے گھرا ہوا ہے۔ اب تو حالات یہ بن گئے ہیں کہ سائنسی اور مشینی آلات کے آگے کسی کی نہیں چلتی ہے۔ آلات اور مشینوں سے نسل انسان کا ہر طبقہ مغلوب ہے۔

مگر اللہ والوں کی کہانیاں عجیب ہیں۔ جن کی نظر لوحِ محفوظ پر رہتی ہو وہ ان سائنسی آلات واجزاء پر کیوں کر اعتماد و بھروسہ کریں گے۔ حضور شیخ المسلمین نے ناصر مدھوپوری سے فرمایا: کہ جایئے پریشان مت ہویئے بیٹا ہی ہو گا۔

ناصر مدھوپوری صاحب حضور شیخ المسلمین کے جملہ سے بہت مطمئن ہوئے اور واپس لوٹ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد جب ڈلیوری کا ٹائم آیا تو بفضلہ تعالیٰ بیٹا ہی ہوا۔ چھ بیٹیوں کے بعد جب گھر میں باپ کے وارث کی صورت میں بیٹا ہوا تو پورا گھر خوشی سے جھوم اٹھا۔ ناصر مدھوپوری صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے اس بیٹے کا نام محمد فیضان حسنین رحمانی رکھا۔ کچھ دنوں بعد میری بیوی پھر امید سے رہی تو اس بار اس بیٹے کو ساتھ لے کر گئے جس کی ولادت کے بہانے حضور شیخ المسلمین کی کرامت کا ظہور اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حضور شیخ المسلمین نے کہا کہ جاؤ پھر بیٹا ہی ہو گا۔ کچھ دنوں بعد جب ولادت ہوئی تو الحمد للہ بیٹا ہی ہوا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

میں نے اپنے دوسرے بیٹے کا نام محمد فرحان حسنین رحمانی رکھا۔

اپنے دوسرے بیٹے کی پیدائش کے بعد بھی میں حضور شیخ المسلمین سے

ملاقات کے لئے کیری پہنچا۔ ملاقات کر کے آیا تو کچھ دنوں بعد میری زوجہ پھر امید سے رہی۔ اس بار ہم نے خدا کے فیصلے پر اکتفا کیا کہ اس بار بیٹا ہو یا بیٹی کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ خدا نے دو بیٹے دیے وہی بہت ہے۔ مگر جب تیسرا بچہ ہوا تو مقدر سے پھر بیٹا ہی ہوا۔ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

گویا حضور شیخ المسلمین نے بیٹیوں کا سلسلہ بند کر کے بیٹوں کا سلسلہ جاری کر دیا ہے، واہ!

جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو ہم بچہ لے کر حضور شیخ المسلمین سے ملوانے جانے والے تھے تب تک حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ پردہ فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سائنسی آلات اور الٹرا ساؤنڈ کی ساری پیشن گوئیاں فیل ہو گئیں۔ مگر حضور شیخ المسلمین نے اپنی مبارک زبان سے جو کہہ دیا وہی ہوا۔

مرے مرشد کی ہر اک بات پر تاثیر ہوتی ہے
نگاہوں میں مریدوں کی لکھی تقدیر ہوتی ہے
مشینیں کہہ رہی تھیں کچھ مگر مرشد نے لکھا کچھ
مشینوں سے بھی طاقتور لکھی تحریر ہوتی ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کی دعاؤں سے گھر میں بیٹا پیدا ہوا

حضرت مولانا عبد اللہ جامعی صاحب دمکا ضلع کے بڑے قابل، زیرک اور بااخلاق عالم دین ہیں۔ علامہ موصوف کی فراغت جامع اشرف کچھوچھہ شریف سے ہوئی ہے۔ مدرسہ قادریہ نوریہ ڈنگال پاڑہ دمکا میں کئی قابل اور ماہر درسیات مصباحی

افراد کے بیچ تنہا ایک غیر مصباحی عالم حضرت مولانا عبد اللہ جامعی صاحب ہی تھے۔ جنہوں نے اپنے افہام و تفہیم کا سکہ اپنی صلاحیتوں کے دم پر چلایا ہوا تھا۔ آج کچھ غیر مہذب، اخلاق سے نابلد اور ضمیر فروش افراد کے سبب وہ اس ادارے کا حصہ نہیں ہیں مگر اندرونی طور پر ان کی حمایت مدرسہ کے لئے سر چڑھ کر بولتی ہے۔ آج وہ اپنی پوری محنت اور لگن الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کے لئے صرف کیے ہوئے ہیں۔ جس کو فقیر راقم السطور نے حضور شیخ المسلمین کے فیضان و عطا سے وجود بخشا ہے۔ مولانا موصوف پانچ وقت کی نمازیں جرواڈیہہ مسجد میں پڑھاتے ہیں اور باقی اوقات الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کے لئے صرف کرتے ہیں۔ آج ان کی اور قاری شفق دمکاوی صاحب کی محنت اور جفاکشی کے سبب الحجاب اکیڈمی اس بلندی پر ہے جہاں دیکھنے کے بعد حاسدین کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور بغض و حسد رکھنے والوں کا جگر چھلنی ہو جاتا ہے۔ ایک روز دوران گفتگو حضور شیخ المسلمین کا تذکرہ چھڑا تو مولانا عبد اللہ جامعی صاحب کہنے لگے کہ حضور شیخ المسلمین کی تو بات ہی نرالی ہے۔ میں جو جو پریشانی لے کر ان سے ملا ہوں میری وہ پریشانی دور ہوئی ہے۔

مولانا موصوف مزید بتاتے ہیں کہ میرا چھوٹا بھائی جس کا نام محمد مشتاق ابن عبد الستار ہے۔ اس کی شادی ہونے کے بعد خدا نے اپنی رحمت سے اسے لگاتار دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔ مگر جب تیسری بار اس کی بیوی امید سے رہی تو اس نے مجھ سے کہا کہ بھیا۔ مجھے دو دو بیٹی ہے اب اگر تیسری بار بھی بیٹی ہوئی تو پریشانی بڑھ جائے گی۔ چونکہ آج کل جہیز وغیرہ کی زہریلی ہوائیں کس قدر زور پر ہیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں۔ ہم لوگ غریب ہیں آج کل کے حالات کا سامنا بہت دشوار ہے۔ اس لئے اگر کسی عامل سے بات کر کے کام کرا دیتے تو بہت اچھا ہوتا ورنہ ہم مزید پریشان ہو جائیں گے۔

میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں خدا مسبب الأسباب ہے پریشان مت ہو۔ میں ایک ایسے پیر صاحب کو جانتا ہوں جو حقیقی پیر ہیں۔ ورنہ عیاش پیر تو ہر گلی کوچے میں مل جائے گا۔ مگر حضور شیخ المسلمین سید حسنین رضا قادری رحمانی ایسے نہیں ہیں۔ متقی، پرہیز گار اور با اخلاق پیر اگر آج کی تاریخ میں کوئی ہے تو وہ حضور شیخ المسلمین کی ذات با برکت ہے۔ وہ مدرسہ قادریہ نوریہ اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان سے میرے مراسم عقیدت بھی بہت اچھے ہیں۔ حضرت مجھے میرے چہرے، نام اور کام تینوں سے جانتے ہیں۔ وہ کیری شریف میں رہتے ہیں۔ چلو ان سے مل کر آتے ہیں۔ وہ جسے ایک بار تعویذ دے دیتے ہیں اس کا مشکل سے مشکل ترین کام چٹکی میں ہو جاتا ہے۔ میں اپنے بھائی اور اس کی وائف کو لے کر کیری شریف پہنچا حضرت سے ملاقات ہوئی تو حضرت مجھے دیکھ مسکراتے ہوئے پوچھتے ہیں مولانا عبد اللہ آپ! کیسے آنا ہوا۔؟ میں نے حضرت کو اپنے بھائی کی پوری کہانی سنائی۔ حضرت تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ کوئی بات نہیں کام ہو جائے گا۔ میرے ہاتھ میں ایک تعویذ دی اور کہا کہ جمعرات کو نماز پڑھنے کے بعد اس تعویذ کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر فاتحہ پڑھیے گا خدا سے لو لگا کر اپنی فریاد رکھیے گا ان شاء اللہ کام ہو جائے گا۔ حضور شیخ المسلمین نے جیسا کہا تھا گھر آ کر ہم نے ویسا ہی کیا۔ نتیجتاً جب بچے کی ولادت ہوئی تو بفضلہ تعالیٰ بیٹا ہی ہوا۔ میری جب حضور شیخ المسلمین سے ملاقات ہوئی میں نے حضرت سے کہا کہ آپ کی دعاؤں کے صدقے میرے بھائی کو بیٹا ہوا ہے اس لئے میں نے ان کا نام آپ کے نام پر حسنین رضا رکھا۔ حضرت سن کر بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔

جب یہ خبر میرے خاندان والوں کی وساطت سے رشتہ داروں میں پھیلی تو میری ایک بہن ہے۔ جس کی شادی پارٹ شملہ، شکاری پاڑہ میں ہوئی ہے اس کا نام

ممتاز بی بی اور اس کے شوہر کا نام مستقیم ہے۔ اسے بھی بیٹا نہیں ہوتا تھا حضور شیخ المسلمین سے تعویذ دلوائی تو بحمدہ تعالیٰ اسے بھی خدا نے فرزند سے نوازا۔ یہ محض دو تمثیلیں ہیں ورنہ تقریباً دس سے زائد افراد صرف دمکا میں ایسے ہیں جن کی دھڑکنیں بیٹے کے لئے ترستی تھیں۔ میں نے انہیں ساتھ لے جاکر حضور شیخ المسلمین سے تعویذ دلوائی تو ان کے گھر بیٹے پیدا ہوئے جن کی خوشبوؤں سے والدین کا جگر معطر اور خوشبودار ہوگیا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آج جن کے گھروں میں حضور شیخ المسلمین کی دعاؤں کے کمالات سے فرزند مسکرارہے ہیں ان کی ماؤں کی بھیگی ہوئی پلکیں ہر لمحہ یہی کہتی ہیں۔

مرا آنگن بسا ہے آپ کی تعویذ کے صدقے
شجر پھل کا لگا ہے آپ کی تعویذ کے صدقے
کئی ماؤں کی دھڑکن بولتی ہے اشک برسا کر
مجھے بیٹا ملا ہے آپ کی تعویذ کے صدقے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ ٹرین کے جس ڈبے میں ہوتے اس کی اطلاع خواب میں دے دیتے

شیخ ترنم رحمانی بن شیخ علاء الدین رحمانی جو رہنے والے کیری شریف ہی کے ہیں مگر ابھی زندگی کے زیادہ تر ایام مصروفیت اور اوقات مشغولیت رائے گڑھ ہی میں صرف کرتے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کی خدمت میں انہوں نے ایک طویل عرصہ گزارا ہے۔ پورے رائے گڑھ میں وہ حضور شیخ المسلمین کے خادمِ خاص کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کی کرامات کے تجسس میں جب میں

کیری شریف پہنچا تو انہوں نے حضور شیخ المسلمین کی زندگی کے چند سنہرے گوشے کذب بیانی کے خوف سے مسجد میں بیٹھ کر اجاگر کیے۔ کہتے ہیں کہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب موبائل وغیرہ کا کوئی وجود نہیں تھا۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی رائے گڑھ کے علاقے میں جب تشریف آوری ہوتی تھی۔ تو اکثر مجھے خواب میں آ کر سفر کی ساری تفصیلات بتا دیتے تھے۔ مثلاً آپ کس ٹرین میں ہیں، ٹرین کی کس بوگی میں ہیں اور آپ کے آنے کا وقت کیا ہے۔ یہ سب کچھ مجھے پہلے ہی سے خواب کے ذریعے پتہ چل جاتا تھا۔ حضور شیخ المسلمین کی آمد کے حوالے سے رائے گڑھ کے کسی فرد کے پاس کوئی معلومات نہیں رہتی تھی مگر میرے پیر حضور شیخ المسلمین مجھے پہلے ہی خواب میں آ کر سب کچھ بتا دیتے تھے۔ خواب میں دی گئی تفصیلات کے مطابق جب صبح میں اسٹیشن جا کر دیکھتا تھا تو اسی ڈبے میں حضور شیخ المسلمین سے ملاقات ہوتی تھی جس کی خبر مجھے خواب کی وساطت سے مل چکی ہوتی تھی۔

وہ بتاتے ہیں میں جب حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے کوئی خواب دیکھتا تھا تو حالت بیداری میں میرے سامنے وہی چیزیں موجود ہوتی تھیں جس کا جیسا نقشہ خواب کے ذریعے ظاہر ہوتا تھا۔

چنانچہ اک دفعہ حضور شیخ المسلمین شیخ مجیب الرحمٰن کے گھر دعوت میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں عشاء کی نماز پڑھ کر رات میں سویا تھا میں نے خواب دیکھا کہ حضور شیخ المسلمین شیخ مجیب الرحمٰن کے یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں اور دستر خوان سجا ہوا ہے حضور شیخ المسلمین اس پر بیٹھ کر کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ مجھے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ کے حوالے سے جب بھی کوئی خواب آیا وہ کبھی جھوٹ نہیں ہوا۔ میری صبح میں جب آنکھ کھلی تو اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر

سیدھا شیخ مجیب الرحمٰن کے گھر پہنچا وہاں جب پہنچا تو دیکھا کہ دستر خوان پر بیٹھ کر حضور شیخ المسلمین کھانا تناول فرمارہے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا کہ یہاں حضور شیخ المسلمین صاحب آئے ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مجھے خود حضرت نے بتایا ہے۔ پوچھا کہ وہ کیسے حضور تو ابھی کہیں گئے ہی نہیں ہیں تو ترنم صاحب کہتے ہیں کہ کل رات میرے خواب میں آکر مجھے حضور شیخ المسلمین نے جو منظر دکھایا تھا قسم خدا کی ابھی میری نگاہوں کے سامنے وہی منظر ہے۔

کہاں ہیں کیسے ہیں مرشد مرے ہر بات کہتے ہیں
مرے خوابوں میں آکر ساری تفصیلات کہتے ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین مریدوں کی آمد و رفت کی پوری خبر رکھتے تھے

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے بڑے بھائی حضور شیخ الشاہ سید حماد رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ کے فرزند حضور سید فرخ نظامی صاحب قبلہ جو نہایت ہی با اخلاق اور سنجیدہ طبیعت کے مالک ہیں۔ زبان کی چاشنی اور حلاوت کا عالم یہ کہ جس سے ایک دفعہ بات کرلیں اپنا گرویدہ بنالیں۔ لبوں کے تبسّم، پیشانی کی کشادگی اور گفتگو کے وقار سے خصلتِ بوتراب کی خوشبو آتی ہے۔ اس کے علاوہ خطاب کا ملکہ بھی سر چڑھ کر بولتا ہے۔ ابھی حضور والا جھارسو نگڑا اڑیسہ کی لوہا مسجد میں منصب اِمامت پر فائز ہوکر کئی سالوں سے وہاں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور تشنگان عقیدت و محبت کو مسلک و مشرب کا جام پلا رہے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کا دورہ جب بھی اس علاقے میں ہوتا تھا آپ سے ملنے چلے جایا کرتے تھے۔ محترم ترنم رحمانی صاحب بتاتے ہیں کہ اک دفعہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ

والرضوان حضور سید فرخ نظامی کے یہاں لوہا مسجد آئے ہوئے تھے۔ میں نے خواب دیکھا حضور شیخ المسلمین صاحب سید فرخ نظامی صاحب کے یہاں ہیں۔ آنکھ کھلی اور کسی کو اطلاع دیے بغیر ہی اپنے پیر سے ملنے کے لیے چل پڑا۔ ابھی میں وہاں پہنچا بھی نہیں تھا کہ حضور شیخ المسلمین اپنے بھتیجے سید فرخ نظامی سے فرماتے ہیں کہ ترنم مجھ سے ملاقات کے لئے آرہا ہے جاؤ اسے لے آؤ۔ واہ سبحان اللہ اسے کہتے ہیں امام الکشف حضور شیخ المسلمین کا کشف۔ نہ کوئی خط نہ فون اور نہ کوئی ٹیلی گرام کی وساطت پھر ہمارے پیر اپنے مریدوں کے احوال سے باخبر ہیں۔ کون کہاں جارہا ہے کہاں سے آرہا ہے کوئی جانے یا نہ جانے حضور شیخ المسلمین جانتے ہیں۔

کہاں ہے کون کس حالت میں سب کہتے ہو تم حسنین
مریدوں کی خبر سے باخبر رہتے ہو تم حسنین

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

جب تک نماز مکمل نہیں ہوتی ٹرین کی ہری بتی نہیں جلتی

جناب محمد مقیم صاحب حضور شیخ المسلمین کے خادم خاص تھے۔ پوری زندگی انہوں نے حضور شیخ المسلمین کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ کوئی ایسا صوبہ، کوئی ضلع، یا کوئی ایسا شہر نہیں جہاں حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ گئے ہوں اور محمد مقیم صاحب ساتھ نہ ہوں۔ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اور شہر شہر ہر جگہ مقیم صاحب کا دورہ حضور شیخ المسلمین کے ساتھ ہوا ہے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ زندگی بھر آپ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ رہے۔ اپنی زندگی کے بیشتر ایام آپ نے حضور شیخ المسلمین کے ساتھ گزارا ہے، آپ نے حضور شیخ المسلمین کے معمولات کا زیادہ تر حصہ قریب سے دیکھا ہے۔ آپ نے ایسی کون سی کرامت حضور شیخ المسلمین

کی دیکھی ہے جو ہمیں بتانا چاہیں گے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی بہت ساری کرامتیں ہیں مگر ایک کرامت سب سے بڑی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کی زندگی کے اکثر اوقات سفر میں صرف ہوئے گویا آپ ہمیشہ سفر میں رہے اس کے باوجود آپ نے کبھی اپنی نماز قضا نہیں ہونے دی۔ سفر میں رہیں یا حضر میں ہمیشہ نمازوں کی پابندی کی۔ سفر کے دوران ٹرین میں رہتے ہوئے نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ بے چین ہونے لگتے اور بولتے رہتے کہ مقیم نماز کا وقت ہو گیا۔ اور جیسے ہی ٹرین رکتی آپ مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے ٹرین رکی رہے گی یا چھوٹ جائے گی۔ مقیم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ اک چیز دیکھی کہ جب بھی ٹرین کہیں رکتی اور نماز کا وقت ہوتا تو حضور شیخ المسلمین نیچے اتر کر اپنی نماز کی نیت باندھ لیتے اور نماز پڑھنے لگتے۔ اور ٹرین کی ہری بتی اس وقت تک نہیں جلتی جب تک آپ کی نماز مکمّل نہیں ہو جاتی۔

اجازت گارڈ کو گاڑی چلانے کی ملے کیسے
ہو تم سجدے میں تو پھر ٹرین کی بتی جلے کیسے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین نے جنات کی نماز جنازہ پڑھائی

قاری منصور صاحب علیہ الرحمہ اک ایسے محنتی، مشفق اور مہربان استاذ ہیں۔ جن سے شرف تلمذ کے حصول کی خاطر طالبان علوم قرآن کی دھڑکنیں بے تاب ہو جاتی ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں دو شخصیتوں کو درسگاہ میں بڑی محنت اور لگن کے ساتھ بچوں کو پڑھاتے ہوئے دیکھا۔ ایک بھڑ کڑیا، بھلجور کے رہنے والے حافظ و قاری صابر صاحب دوسرے سکندر پور کے قاری منصور صاحب علیہ الرحمہ ہیں۔

الحمد للہ میں نے دونوں کی درسگاہ میں زانوئے ادب تہہ کیا ہے۔ اور دونوں سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ میں جب مکتب میں پڑھائی کر رہا تھا اس وقت حافظ صابر صاحب ہمارے ہی محلے میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان دنوں صبح میں سات بجے سے نو بجے تک مکتب میں جو پڑھائی ہوتی تھی اب کے مکاتب میں دن بھر درسگاہ لگائی جائے گی پھر وہ تعلیم نہیں ہو پائے گی۔ چونکہ اس وقت اساتذہ بڑے مخلص اور محنتی ہوتے تھے۔ پندرہ پارہ حفظ میں نے مکتب ہی میں کر لیا تھا۔ جب حافظ صابر صاحب نے میرے محلے میں امامت چھوڑ دی تو انہیں کی رہنمائی کے باعث میرے دادا نے مجھے، میرے بھائی شفق دمکاوی اور حافظ ارشد علی کا جامعہ شہبازیہ بھاگلپور میں داخلہ کرایا تھا۔ اس وقت جامعہ شہبازیہ بھاگلپور میں قاری منصور صاحب کی درسگاہ پورے بہار میں شہرت و مقبولیت کے اعتبار سے بامِ عروج پر تھی۔ پندرہ پارے کا حفظ تو میں نے مکتب ہی میں کر لیا تھا اور باقی بچے پندرہ پارے کا حفظ میں نے قاری منصور صاحب کے پاس بھاگلپور میں کیا۔ میرے حافظ ہونے اور بنانے میں انہیں دو شخصیتوں کی مہربانیاں تھیں ایک تو استاذ گرامی حافظ صابر صاحب ہیں اور دوسرے قاری منصور صاحب۔ حافظ صابر صاحب کی طرح قاری منصور صاحب بھی مجھے بے حد پیار کرتے تھے اور مجھے اپنے بیٹے جیسا لاڈ اور محبت سے نوازتے تھے۔ اسی بنا پر فراغت کے بعد کبھی بھی ملاقات ہوتی تھی تو پیشانی پر مسرت کی لکیریں چمک اٹھتی تھیں۔ ویسے تو ملاقات کے مواقع بہت کم فراہم ہوتے تھے مگر کبھی کبھی جب ملاقات ہوتی تھی تو گفتگو کا سلسلہ اس قدر دراز ہوتا کہ دوسری مصروفیات بھول جاتے تھے۔ کیری شریف میں عرسِ رحمانی کے موقع سے ایک ملاقات میں حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے بات چیت شروع ہوئی۔ گفتگو کے دوران قاری منصور

صاحب فرماتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین نے تو جنات کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی ہے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ یہ جملہ سنتے ہی میں نے حیرت و استعجاب کے عالم میں کہا کہ ایسا کیسے ممکن ہے۔ اور اگر ممکن بھی ہو تو آپ کیسے جانتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس کا چشم دید گواہ ہوں۔ میری تشویش مزید بڑھ گئی۔ میں نے قاری منصور صاحب سے کہا کہ حضرت میں اس حوالے سے تھوڑی تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ پھر انہوں نے مجھے پوری تفصیل آپ بیان کرتے ہیں۔

بتاتے ہیں: کہ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا جب میں حضور شیخ المسلمین کے ساتھ بھدوہی میں رہا کرتا تھا۔ اس وقت حضور شیخ المسلمین محلہ اعظم بھدوہی بنارس میں منصبِ امامت پر فائز تھے اور حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا قائم کردہ ادارہ مدرسہ خزینۃ العلم میں درس و تدریس کا انجام دیتے تھے۔ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے حضور شیخ المسلمین کی خدمت کا موقع میسر تھا۔ میں حضور شیخ المسلمین کے کمرے ہی میں سوتا تھا۔ حضور شیخ المسلمین کا راتوں میں اُٹھ اُٹھ کر نمازیں پڑھنا اور قرآن کی تلاوتیں کرنا ان کے معمولات میں سے تھا۔ ایک شب میں جاگا ہوا تھا نیند نہیں آرہی تھی۔ کروٹیں بدل بدل کر تھک چکا تھا۔ رات کے تہائی حصے میں ایسا لگا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور شیخ المسلمین اٹھے اور دروازہ کھولا۔ اور تھوڑی دیر دروازے ہی پر کھڑے رہے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دروازے کے اس پار کوئی کھڑا ہے اور آپ سے بات کر رہا ہو۔ کچھ ہی لمحہ کے بعد حضور شیخ المسلمین کپڑا زیب تن فرما کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ جب باہر نکلے میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تو حضور شیخ المسلمین وضو خانے کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے لگا کہ شاید اب حضرت نماز تہجد کی تیاری کریں گے۔ مگر جب کافی دیر تک کمرے میں نہیں آئے تو میرا تجسس بڑھنے لگا۔ میں نے باہر آکر

دیکھا تو حضور شیخ المسلمین وضو سے فارغ ہو کر میدان کی سمت جارہے ہیں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ میدان میں کوئی ہے نہیں تو حضور میدان کی اور کیوں جارہے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین میدان کے بیچ و بیچ جا کر کھڑے ہو گئے اور تھوڑا توقف فرمانے کے بعد زور سے تکبیر کہہ کر نماز کی نیت باندھے۔ یہ سارا منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ میں چھوٹا تھا اس لئے ڈر بھی لگ رہا تھا۔ مگر اتنا بھی چھوٹا نہیں تھا کہ سامنے کیا ہو رہا ہے مجھے پتہ نہ چلے۔ میں نے دیکھا کہ حضور شیخ المسلمین نے نیت تو باندھ لی ہے مگر صرف تکبیر پکار رہے ہیں اور رکوع سجدے نہیں کر رہے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد سلام پھیرا اور دعا کی۔ اور کمرے کی طرف واپس لوٹنے لگے۔ میں جلدی سے اپنے بستر پر چلا گیا۔ مجھے لگا کہ حضرت کو نہیں پتہ ہو گا کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ مگر حضور شیخ المسلمین تو صاحب کشف بزرگ تھے۔ آتے ہی مجھ مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ منصور تم نے سب کچھ دیکھ لیا نا۔ میں نے ڈر سے کوئی جواب نہیں دیا تو حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جنات آئے ہوئے تھے ابو کے مریدین تھے ابو کے جنات مریدوں میں سے آج ایک مرید کا انتقال ہو گیا تھا انہیں کی نماز جنازہ پڑھا رہا تھا۔

کس کو پتہ تھا آپ بھی یہ گل کھلائیں گے
جنات کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے

حضور شیخ المسلمین کے ہاتھوں کا غسالہ وجہِ شفا ہے

علامہ و مولانا تجمل حسین نورانی جو گڈا ضلع کے رہنے والے ہیں بڑے خلیق ملنسار اور نازک طبیعت کے مالک ہیں۔ علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب خطیب بھی ہیں۔ ابھی ممبئ شہر میں رہتے ہیں۔

بتاتے ہیں:

۲۹/ ستمبر ۲۰۱۸ء کو عروس البلاد بمبئی کی سرزمین پر دن میں تقریباً ا/ ایک بجکر۔ ۵۵/ منٹ یعنی لگ بھگ دو بجے ہماری فلائٹ لینڈ ہوئی لینڈنگ کے بعد حضور شیخ المسلمین اور ہم ائیر پورٹ سے باہر آئے۔ باہر حضور شیخ المسلمین کے میزبان محب گرام وقار الحاج محمد سہیل صابری انصاری صاحب جو صاحب استطاعت ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی خلیق، مخلص، مودب، علماء نواز اور محب اہلبیت عاشقِ سادات کرام ہیں۔ انتظار میں کھڑے تھے جیسے ہی اُن کی نظر حضور شیخ المسلمین پر پڑی وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور شیخ المسلمین کی دست بوسی کی اس کے بعد انہوں نے اپنے ڈرائیور کو فون کیا کہ جلدی سے گاڑی لیکر آؤ چونکہ گاڑی پارکنگ میں کھڑی تھی چند ہی منٹ انتظار کے بعد گاڑی آگئی۔

حضور شیخ المسلمین ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر سامنے تشریف فرما ہوئے۔ اور ہم دونوں پیچھے والی سیٹ پر بیٹھے تھوڑی دیر بعد ہم لوگ سہیل بھائی کے گھر پہنچ گئے جہاں حضور شیخ المسلمین کے قیام و طعام کا اہتمام تھا۔ قیام گاہ پہنچتے ہی سب سے پہلے ہم لوگوں نے حضور شیخ المسلمین کی اقتداء میں ظہر کی نماز ادا کی۔

بعدہٗ دستر خوان لگایا گیا ارادہ تھا کہ حضور شیخ المسلمین پہلے کھانا کھالیں پھر ہم لوگ کھائیں مگر حضور شیخ المسلمین نے ہم سب کو ساتھ بٹھا لیا میزبان سہیل بھائی سمیت ان کے والد اور ان کے چھوٹے بھائی سب اس دستر خوان میں شریک ہو گئے۔

ہاتھ دھونے کے لئے سہیل بھائی نے دو الگ الگ برتن منگوائے ایک اسٹیل کا دوسرا شیشے کا۔ اسٹیل والا برتن ہم لوگوں کے لئے تھا جس میں ہم لوگوں نے ہاتھ دھویا اور شیشے والا برتن حضور شیخ المسلمین کے لئے خاص تھا جس میں حضور شیخ

المسلمین نے ہاتھ دھویا۔ جناب الحاج سہیل صابری انصاری صاحب نے ایک لڑکا کو آواز دی جس کا نام رضاء الحسن تھا جو جناب سہیل صابری صاحب کے گھر کام کرتا ہے (جو کہ بنگال کا رہنے والا ہے) وہ آیا تو سہیل بھائی نے معتدل آواز میں ان سے کہا کہ حضور شیخ المسلمین کا غسالہ شریف (جس برتن میں آپ نے ہاتھ دھویا تھا) کو محفوظ طریقے سے رکھ دو۔ جب سب کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے عشق و وارفتگی کا ایک انوکھا منظر دیکھا میں محوِ حیرت ہو کر اس خوبصورت منظر کو دیکھتا رہا۔ دیکھا جس شیشے کے برتن میں حضور شیخ المسلمین کا غُسالہ تھا(یعنی ہاتھ کا دھویا ہوا پانی) اس پانی کو سہیل بھائی اور انکے گھر کے تمام افراد مرد و عورت چھوٹے، بڑے، بچے باری باری نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ پی رہے ہیں۔ میں خاموش تماشائی بن کر یہ منظر دیکھتا رہا۔

آپ سوچتے ہوں گے ایسا کیسے ہو سکتا ہے کوئی اس قدر کسی سے عقیدت کیسے رکھ سکتا ہے لیکن رب کی عزت کی قسم ایسا صرف ایک بار نہیں ہوا بلکہ جتنے دنوں تک حضور شیخ المسلمین ان کے گھر قیام پذیر رہے اتنے دنوں تک ہر کھانے کے بعد یہی عمل دوہراتے رہے۔ گھر کے تمام لوگ حضور شیخ المسلمین کا غسالہ شریف پیتے رہے

ایک دن مجھے سہیل بھائی نے پاس بلا کر کہا کہ مولانا تجمل صاحب، میں، میری بیوی اور میرے تمام بچے کئی مہینے سے پیٹ کے درد اور اس کی بیماری کی زد سے مضطرب اور پریشان تھے مگر اللہ رب العزت کی قسم جب سے ہم نے اور ہمارے گھر والوں نے حضور شیخ المسلمین کا غُسالہ پینا شروع کیا ہے میرے اور میرے گھر کے تمام افراد کے پیٹ کی ساری تکلیفیں دور ہو گئی ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضور شیخ المسلمین کا غسالہ شریف ہمارے لئے آبِ شفا تھا۔

ہمارے دردِ جگر کی دوائیں ملتی ہیں
ترے غسالے سے ہم کو شفائیں ملتی ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

علامہ تجمل حسین نورانی صاحب کی بیان کردہ حکایت سے حضور شیخ المسلمین کی بابت عشق و وارفتگی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور شیخ المسلمین اولادِ رسولِ امین ہیں خونِ بتول و بوتراب ہیں۔

کئی بار اس طرح کے واقعات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئے ہیں مولا علی اور حسنین کریمین سے رونما ہوئے ہیں باپ کا اثر بیٹے میں تو ہو گا ہی باپ کے کمالات منتقل ہو کر خونی بیٹے میں نہیں آئیں گے تو پھر یہ کمالات و محاسن ہم کہاں تلاش کریں گے۔ اللہ رب العزت ہمیں حضور شیخ المسلمین کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

حضور شیخ المسلمین وصال کے بعد بھی مدد کرتے ہیں

محترم محمد مہتاب رضا قادری رحمانی سبدیڈیہہ، کرماٹانڑ، جامتاڑا، جھارکھنڈ کے رہنے والے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کے مرید ہیں اور بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ محبت و عقیدت کا عالم یہ کہ ہر سال حضور شیخ المسلمین اور حضور مخدومِ عالم پناہ کے عرس میں ڈیڑھ سو دو سو کیلو میٹر بائک رائڈ کر کے عرس میں آتے ہیں۔ چاہے جتنی بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے کرتے ہیں مگر عرس میں شرکت کرنا نہیں بھولتے ہیں۔ بہت غریب فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔ امامت کے علاوہ رزق اور کسب رزق کے حوالے سے کوئی دوسرا مشغلہ نہیں ہے۔ البتہ آواز اچھی ہے۔ غنائیت کا ملکہ ہے بایں سبب نعت خواں

کی حیثیت سے کبھی کبھی کہیں کہیں محفلوں میں بھی شرکت کی سعادت بھی مل جاتی ہے۔ بہت ساری خوبیوں میں ایک سب سے بڑی خوبی موصوف میں یہ ہے کہ بڑوں کا ادب بہت کرتے ہیں۔

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے ایک بڑی دلچسپ بات موصوف نے مجھ شیئر کی۔ بتاتے ہیں کہ ۲۰۱۹ء میں میرے ساتھ ایک درد انگیز حادثہ ہوا تھا۔ ایکسیڈنٹ میں میرے پاؤں کے پنجے کا کثیر حصہ کٹ گیا تھا۔ اور ہڈی اِدھر سے اُدھر ہوگئی تھی۔ بسیار علاج و معالجہ کے بعد اوپر کا حصہ تو ٹھیک ہو گیا تھا مگر اندرونی درد رہتا تھا۔ درد کا عالم یہ تھا کہ نماز کی ادائیگی میں کافی دقت ہوتی تھی۔ زیادہ دیر تک پاؤں کے سہارے کھڑا بھی نہیں ہو پاتا تھا۔ بسیار علاج کے بعد بھی یہ پریشانی دور نہیں ہوتی تھی۔ پھر ایک دن جب حضرتِ مخدومہ کا وصال ہوا تو جنازے میں پہنچا تھا اور تیجہ تک خانقاہ ہی میں رکا رہا اس دوران پیر و مرشد حضور شیخ المسلمین سے ملاقات، بات ہوئی۔ حضور نے پوچھا کہ پاؤں کیسا ہے۔ میں نے پوری بات بتائی۔ حضرت نے افسوس جتاتے ہوئے دعائیں دیں۔ پھر جب واپس خانقاہ سے گھر گیا تو آپریشن کروایا آپریشن میں میرے پاؤں کی ہڈیوں کو دوبارہ توڑ کر جوڑا گیا۔ پاؤں تو ٹھیک ہو گیا مگر پریشانی وہی رہی کہ زیادہ دیر چل نہیں پاتا تھا۔ کچھ دیر اس پاؤں پر زور دے کر کھڑا ہوتا تو پیروں میں سوجن آجاتا تھا۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ سے ملنے کی خواہش تھی مگر اس درمیان حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ کا بھی وصال ہو گیا۔ میں جنازے میں بھی پہنچا تھا مگر کثرتِ ہجوم کی وجہ سے پیر و مرشد کا چہرہ نہیں دیکھ پایا۔ حضور کی تدفین کے بعد میں وہیں خانقاہ میں ہی رک گیا اور رات میں مزارِ اقدس پر جاکر خوب گریہ وزاری کی دعا مانگی۔ تاکہ ایک دفعہ اپنے پیر کا چہرہ خواب ہی میں صحیح

دیکھ لوں۔ بفضلہ تعالیٰ میری آہ بھری سسکیاں میرے کام آ گئیں۔ جب دوسرے دن گھر لوٹا اور رات میں سویا تو میرے خواب میں حضور شیخ المسلمین تشریف لائے۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں کیری شریف اپنے پیر سے ملنے گیا ہوں۔ حضور شیخ المسلمین خانقاہ میں حجرے سے باہر کرسی لگا کر بیٹھے ہیں۔

میں قریب جا کر سلام کرتا ہوں اور مصافحہ کرتے ہوئے دست مبارک کو بوسہ دیتا ہوں۔ حضور شیخ المسلمین میرے پاؤں کی طرف دیکھ کر پوچھتے ہیں۔ مہتاب تمہارا پاؤں کیسا ہے۔ میں جواب دیتا ہوں کہ حضور علاج بہت کرایا مگر کسی بھی دوا سے کوئی افاقہ حاصل نہیں ہوا۔ دو دو بار آپریشن ہو چکا ہے مگر آرام نہیں ہے۔ اتنا کہتے ہوئے میں رونے لگا۔ حضور شیخ المسلمین میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرماتے ہیں کوئی بات نہیں پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے بعد میرے پاؤں پر دور سے صرف ہاتھ پھیر دیا۔ صبح اُٹھ کر دیکھتا ہوں کہ مجھے بالکل آرام مل گیا ہے۔ کہیں کسی درد کا احساس نہیں ہو رہا ہے۔ آج عالم یہ ہے کہ گھنٹوں اس پاؤں پر زور دے کر کھڑا رہتا ہوں درد نہیں ہوتا ہے۔ بھاری بھر کم وزن اٹھا لیتا ہوں درد محسوس نہیں ہوتا ہے۔ سبحان اللہ جو کام زمین کے اوپر چلنے والے تمام ڈاکٹر مل کر نہ کر سکے وہ تنہا میرے پیر نے اپنی قبر سے کر دکھایا۔

طبیعت کیسی کس کی ہے وہ رہبر دیکھ لیتے ہیں
وہ اندر رہ کے بھی باہر کا منظر دیکھ لیتے ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین مریدوں کی اندرونی کیفیات سے واقف تھے

محترم مہتاب رضا قادری رحمانی کرماٹانڑ جامتاڑا ہی کا بیان ہے کہ میں رمضان المبارک کے مبارک اور مقدس مہینے میں مدرسے کے کام سے چندے کے لئے بانکا جا رہا تھا۔ بونسی بس اسٹینڈ میں دیکھا کہ اٹیچی لے کر امام الکشف، حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کھڑے ہیں۔ میں نے اپنی بائک روک کر حضرت کو سلام کیا اور مصافحہ کے بہانے دست بوسی کا بھی شرف حاصل کر لیا۔ پھر پوچھا کہ حضور یہاں کیوں کھڑے ہیں کہیں تشریف لے جا رہے ہیں کیا۔ حضور امام الکشف نے فرمایا کہ نہیں باہر سے آ رہا ہوں اور آستانہ جا رہا ہوں۔ میں نے مسرت کی سانسوں سے روح کو ٹھنڈا کیا۔ سوچا آج اچھا موقع ملا ہے۔ پہلی بار اپنی بائک پر اپنے پیر و مرشد حضور شیخ المسلمین کو بیٹھاؤں گا۔ میں نے حضور شیخ المسلمین سے کہا کہ چلیں حضور آستانہ پہنچا دیتا ہوں۔ حضرت نے منع فرما دیا اور کہا کہ نہیں آپ زحمت نہ اٹھائیں آستانہ سے گاڑی آ رہی ہے میں چلا جاؤں گا۔ ایک لمحہ پہلے میری فرحت آمیز سانسیں میرے وجود کو ٹھنڈا کر رہی تھیں اور دوسرے ہی پل مجھے ناامیدی کا غم ستانے لگا۔ جب حضور شیخ المسلمین نے مجھے منع فرما دیا تو میں مایوس ہو کر اپنی بائک کی طرف جانے لگا اور معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا رشک آمیز لمحہ یاد کرنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے لئے براق کے آنسوؤں نے ان کا کام آسان کر دیا تھا۔ مگر آج میرا کام نہیں ہوا۔ کاش آج میری گاڑی میں میرے مرشد چند لمحوں کے لئے بیٹھ جاتے تو میرے مقدر کی معراج ہو جاتی۔ دل ہی دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ یکایک حضور شیخ المسلمین نے مجھے آواز دی اور کہا کہ چلو چلتے ہیں۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی

اور حضور شیخ المسلمین میری بائک پر بیٹھے ابھی حضور کو لے کر محض بونسی پٹرول پمپ ہی تک پہنچا تھا کہ آستانے سے گاڑی آگئی۔ اِمام الکشف حضور شیخ المسلمین نے فرمایا ٹھیک ہے اب آپ جائیں گاڑی آستانے سے آگئی ہے۔ اب میں چلا جاؤں گا۔

مرشدِ برحق، امام الکشف، حضور شیخ المسلمین کو لینے کے لئے گاڑی تو ویسے بھی آستانہ سے آنے والی تھی آجاتی اور آئی بھی مگر چند لمحوں کے لئے میری گاڑی پر بیٹھنے کا مطلب صاف ہے کہ حضور شیخ المسلمین نے اپنے کشف کے ذریعے میری دھڑکنوں کی بیتابی کو جان لیا۔ اور محض میرے دل کی تسلی کے لئے میری گاڑی پر بیٹھ گئے۔

گویا آپ اپنے مریدوں کی اندرونی کیفیات سے باخبر تھے۔

اللہ رب العزت ہمیں امام الکشف حضور شیخ المسلمین کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے۔

وہ اپنے عاشقوں کو دور سے پہچان لیتے ہیں
مریدوں کی دلی کیفیتوں کو جان لیتے ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ کی زبانِ پر تاثیر نے بادلوں کا رُخ موڑدیا

سنہ ۲۰۱۴ء اپریل کے مہینے میں دارالعلوم غوثیہ رضویہ راجا بازار بوکارو تھرمل میں جلسۂ دستار بندی کا ایک پروگرام تھا۔ اس ادارے میں اس وقت حضرت علامہ ومولانا محمد تجمل حسین نورانی بحیثیت مہتمم درس وتدریس کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ اس مدرسے کے ذمہ داران بتاتے ہیں کہ علامہ موصوف جب تک رہے

مدرسہ کا نظم و ضبط بہت شاندار رہا۔ ان کی کارکردگی سے درسیات کی فضا بہت موزوں ہوگئی تھی۔ بچے تو بچے اساتذہ بھی قوانین کی پاسداری کے حوالے سے بہت حساس ہو گئے تھے۔ جب دستار بندی کا وقت آیا۔ امام الکشف حضور شیخ المسلمین کی دی ہوئی تاریخ پر جلسہ کی تاریخ متعین کی گئی۔ اس جلسہ میں حضور شیخ المسلمین کے علاوہ ملک کے مختلف شہروں سے مشاہیر خطباء و شعراء مدعو کیے گئے تھے۔ مثلاً خطیبِ خصوصی کی حیثیت سے فخر رئیس القلم، نباض قوم و ملت، خطیبِ برق بار حضرت العلام علامہ و مولانا غلام رسول بلیاوی صاحب سابق ممبر آف پارلیمنٹ دہلی، خطیبِ ذیشان معتمد حضور گلزارِ ملت حضرت علامہ و مولانا قاری نثار صاحب کلکتوی، شہزادۂ حضور و قارِ ملت خطیبِ البراہین حضرت العلام علامہ و مولانا محمد نعمان اختر فائق الجمالی صاحب نوادہ بہار، شاعرِ جدت طراز شہنشاہِ غنائیت حضرت مولانا ضیاء الحق ضیا گڈاوی صاحب، شاعرِ خوش اخلاق تاجدارِ اقلیم سخن حضرت مولانا نسیم سحر گیاوی صاحب، طوطی نغمہ سرا محترم و مکرم مولانا ساجد اقبال صاحب کلکتوی، مداح رسولِ انام محترم اختر نوری صاحب اور نقیبِ سدا بہار ادیب شہیر حضرت علامہ و مولانا قمر الدین قمر مصباحی و مولانا الحاج فنا اختر فانی صاحبان علاوہ ازیں اطراف و اکناف سے جید علماء و ائمۂ مساجد مدعو تھے۔

مگر جلسہ کی تاریخ آتی اس سے تقریباً تین روز قبل ہی سے موسم ابر آلود تھا۔ کبھی بارش کبھی طوفان اور کبھی دھوپ جیسے نئے نئے مناظر اراکین کمیٹی کے حوصلے پست کر رہے تھے۔ موسم کے نشیب و فراز کے باعث جیسے جیسے جلسہ کی تاریخ قریب آتی جا رہی تھی علامہ تجمل حسین نورانی کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ مولانا تجمل حسین صاحب بتاتے ہیں کہ جس روز جلسہ تھا اس کے علی الصبح امام الکشف حضور شیخ

المسلمین کی آمد ہو چکی تھی۔ سارے لوگ تیاریوں میں مصروف تھے۔ مگر جب دوپہر ڈھلا شام کے تین بج گئے تب مغرب کی جانب آسمان پر کالا ابر چھانے لگا، ہواؤں میں بھی تیزی آنے لگیں۔ مفتی عبد الواحد صاحب جو اس وقت دار العلوم غوثیہ رضویہ راجا بازار بوکارو کے صدر المدرسین کے منصب پر فائز تھے ان کا فون آیا کہ علامہ تجمل صاحب اب کیا کیا جائے گا آسمان پر کالی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ اور ہوائیں بھی رفتہ رفتہ تیز ہو رہی ہیں۔

میں تھوڑی دیر کے لئے سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا ہو گا۔ ساری تیاریاں بیکار ہو جائیں گی۔ پھر اچانک خیال آیا کہ ہم نے آج کے جلسہ میں اولاد غوثِ اعظم شہزادۂ مخدومِ عالم پناہ امام الکشف حضور شیخ المسلمین کو مہمان خصوصی کی حیثیت مدعو کیا ہے۔ اب ہمیں اس مصیبت اور پریشانی سے وہی نکال سکتے ہیں۔ میں مضطرب اور بے بیتاب سی کیفیت کے ساتھ حضور شیخ المسلمین کی بارگاہ میں گیا۔ جو اس وقت جناب الحاج غیاث الدین صاحب کے گھر پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب وہاں پہنچا تو کمیٹی کے چند افراد موجود تھے اور چائے نوشی کا سلسلہ جاری تھا۔ میں نے حضور شیخ المسلمین سے کہا کہ حضور موسم ابر آلود ہے۔ فضاؤں میں ہر طرف دھند چھایا ہوا ہے۔ کہیں ساری تیاریاں بیکار نہ ہو جائیں۔ سرکار دعا فرمادیں کہ بارش رک جائے۔ امام الکشف سرکار شیخ المسلمین تھوڑے وقفے کے بعد فرماتے ہیں مولانا تجمل پریشان نہ ہوں بارش نہیں ہو گی۔ میں نے دوبارہ کہا کہ حضور سارے مہمان اور فارغ ہونے والے تمام طلباء مایوس ہو جائیں گے۔ میری بات مکمّل بھی نہیں ہو پائی تھی کہ حضرت کو جلال آگیا آنکھ بالکل لال کرتے ہوئے مجھ سے زجر و توبیخ کے ساتھ مخاطب ہوئے اور کہا کہ مولانا تجمل میں نے کہہ دیا کہ بارش نہیں ہو گی تو نہیں ہو گی ان شاء اللہ آپ جاؤ یہاں سے۔

علامہ تجمل صاحب کہتے ہیں کہ میں کمرے سے نکل گیا اور جہاں پروگرام ہونا تھا، اسٹیج وغیرہ بن رہا تھا وہاں چلا آیا اور جلسہ کے میدان سے جب آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اللہ رب العزت کی قسم ایسا لگا کہ جیسے فوراً کسی نے بادلوں کا رُخ کسی اور جانب موڑ دیا ہے۔ چند لمحہ پہلے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے پنڈال اور اسٹیج کو ہوا کا زور اڑا لے جائے گا۔ اور پھر دوسرے ہی پل ایسا لگنے لگا جیسے یہاں ایسا کچھ ہونے والا تھا ہی نہیں۔ پھر شام ۷ بجے مولانا ساجد اقبال کلکتوی کا فون آیا۔ اس نے پوچھا کہ مولانا تجمل صاحب کیا ہو رہا ہے۔ اسٹیج وغیرہ بچا یا ہوا سب کچھ اڑا کر لے گئی۔ میں نے کہا کہ الحمد للہ حضور شیخ المسلمین کی دعاؤں کی برکت سے نہ بارش ہوئی نہ طوفان آیا۔ جلسہ کی تیاریاں بالکل اپنے اعتبار سے چل رہی ہیں جلسہ ہوگا یہاں ایسا کوئی موسم نہیں ہے۔ مولانا ساجد اقبال نے کہا کہ مولانا تجمل صاحب خدا کی قسم ہر طرف اتنی بارش ہوئی ہے اتنا تیز طوفان آیا ہے کہ میرے گھر سے کتہارا تک روڈ پر صرف درخت ہی درخت گرے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ ایسا لگتا جیسے کسی نے ان درختوں کو بچھا دیا ہے۔ مگر آپ کہہ رہے ہیں کہ راجا بازار بوکارو تھرمل میں بارش نہیں ہوئی ہے، ہوا بھی نہیں چلی ہے ایسا کیوں کر ممکن ہے۔ جبکہ آپ کتہارا سے زیادہ دور بھی نہیں ہیں۔

خیال رہے بوکارو تھرمل راجا بازار سے کتہارا کی دوری محض ڈھائی کلو میٹر ہے اور وہاں سے مولانا ساجد اقبال کے گھر کی دوری صرف ڈیرھ کلو میٹر ہے۔ کتہارا میں موسلادھار بارش ہوئی، طوفان آیا اور اسنا پانی کی طرف بھی بارش ہوئی خوب تیز ہوائیں چلیں مگر جہاں جلسہ ہونے والا تھا وہاں کچھ نہیں ہوا۔ ساجد اقبال سے بات ہوئی تھوڑے وقفے کے بعد مولانا نعمان اختر فائق الجمالی کا فون آیا کہ کیا کرنا ہے بارش بہت تیز ہو رہی ہے جلسہ ہو رہا ہے یا نہیں، آؤں یا نہ آؤں میں نے کہا کہ نعمان بھائی

تشریف لائیں یہاں نہ بارش کا اثر ہے نہ علامتِ طوفان ہے۔ میری بات پر اعتماد کرتے ہوئے مدعو شدہ تمام خطباء و شعراء پہنچے جلسہ بڑی ہی دھوم دھام سے ہوا اور بفضلہ تعالیٰ پروگرام بھی بہت کامیاب ہوا۔ جب یہ کرامت حضور شیخ المسلمین کی بوکارو تھرمل والوں نے دیکھی تو کئی لوگ سلسلے میں داخل ہوئے اور حضور شیخ المسلمین سے مرید ہوئے۔ نیز جن کے یہاں حضور شیخ المسلمین ٹھہرے ہوئے تھے جناب الحاج غیاث الدین صاحب، ان کے گھر والے اور ان کے خاندان کے تمام افراد سرکار شیخ المسلمین کے ہاتھوں میں ہاتھ رکھ کر مرید ہو گئے۔

اللہ کے ولیوں کی کرامات و تصرفات کی کہانیاں سننا، پڑھنا اور بولنا ہم سنیوں کی تربیت کا حصہ ہے۔ مگر اپنی آنکھوں سے دیکھنا پہلی بار نصیب ہوا تھا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خدا ہم سب کو فیضانِ اِمام الکشف سے بہرہ مند فرمائے۔**آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم.**

غرور آندھی کا وہ بس ایک پل توڑ دیتے ہیں
قسم اللہ کی رخ بادلوں کا موڑ دیتے ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

دس دنوں کے اندر اندر رشتہ طے

علامہ تجمل حسین نورانی صاحب، پچروکھی، گڈا، جھارکھنڈ کی وساطت ہی یہ بات معلومات کے زینے تک پہنچی کہ سنہ ۲۰۱۴ء میں دارالعلوم غوثیہ رضویہ راجا بازار بوکارو تھرمل کے جس جلسہ میں حضور شیخ المسلمین کی آمد ہوئی تھی۔ اسی موقع سے

ایک کارنامہ صدور ہوا تھا جس کا ذکر اس کتاب مستطاب میں کرنا ضروری ہے۔

علامہ تجمل حسین نورانی صاحب کہتے ہیں کہ دارالعلوم غوثیہ رضویہ راجا بازار بوکارو تھرمل میں جن دنوں مَیں بحیثیتِ مہتمم مسلک و مشرب کی خدمات انجام دے رہا تھا ان دنوں دارالعلوم کے صدرِ اعلیٰ جناب محمد کلیم صاحب تھے۔ اور آج بھی بھی صدرِ اعلیٰ کے منصب پر وہی فائز ہیں۔ خدا نے انہیں چار بیٹیاں عطا کی ہیں۔ پہلی بیٹی کی شادی بڑی آسانی سے ہو گئی مگر دوسری بیٹی کا رشتہ طے ہونے میں کافی دقتوں کا سامنا ہو رہا تھا۔ لڑکی کو دیکھنے کے غرض سے مہمانان آتے تھے۔ کھانا کھا کر چلے جاتے تھے مگر سامنے سے کوئی مثبت جواب نہیں آتا تھا۔ جبکہ لڑکی جاذبِ نظر ہے۔ خوبصورت، کم گو اور نیک ہونے کے باوجود کہیں رشتے کی بات پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچنا ایک باپ کے لئے کتنے درد کی بات ہے یہ وہی باپ سمجھ سکتا ہے۔ جس کے حصے میں بیٹیاں آئی ہیں۔ جناب کلیم صاحب نے اپنی پوری سرگزشت مولانا تجمل کو سنایا۔ مولانا تجمل صاحب نے پوری تفصیل حضور شیخ المسلمین کو بتائی۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے مولانا تجمل سے فرمایا کہ جمعرات یا جمعہ کے روز انہیں ساتھ لے کر آستانہ پہنچیں ان شاء اللہ کام ہو جائے گا۔

جلسہ کے تقریباً آٹھ یا دس روز کے بعد مولانا تجمل حسین نورانی، صدر جناب کلیم صاحب مع اہل و عیال اور مفتی عبد الواحد صاحب (جو دارالعلوم غوثیہ رضویہ راجا بازار بوکارو تھرمل کے اس وقت صدر مفتی و ناظمِ تعلیمات تھے) جمعرات کے روز پہنچے۔ حضور شیخ المسلمین سے ملاقات ہوئی۔ حضور شیخ المسلمین نے شکر کے دانوں پر وظائف پڑھ کر دم کیا اور جناب کلیم صاحب کو دے دیا۔ اور دیتے ہوئے کہا کہ شکر کے دانوں کی یہ پڑیا کھول کر مٹی کے ایک برتن میں ڈال دیں اور لڑکی جس کمرے میں

سوتی ہے اس میں سرہانے کے پاس رکھ دیں ان شاء اللہ دس دنوں کے اندر اندر کام ہو جائے گا۔ لوگ واپس ہوئے اور دیے گئے ضابطے کے مطابق کام کیا۔ چار دنوں بعد راجا بازار بوکارو تھرمل میں کہیں سے بارات آئی ہوئی تھی۔ اس بارات میں ایک لڑکا جس کا نام ابو الکلام ہے۔ وہ آیا ہوا تھا۔ میں اسے بہت قریب سے جانتا ہوں۔ بہت خلیق، ملنسار اور خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین حافظِ قرآن ہیں۔ آج وہ مکہ شریف میں رہتے ہیں، فقیر راقم السطور نے دو دو بار عمرہ کیا اور ان سے جب وہاں ملاقات ہوئی تو انہوں بڑی اچھی ضیافت فرمائی۔

جب وہ راجا بازار بوکارو تھرمل بارات آئے ہوئے تھے اس وقت ان کی نظر اچانک کلیم صاحب کی بیٹی پر پڑی۔ اس نے دیکھتے ہی دل میں ارادہ کر لیا کہ اگر میں شادی کروں گا تو اسی لڑکی سے کروں گا۔ واپس جب گھر پہنچے اور والدین کو بتایا تو گھر والے اس لڑکی کو دیکھنے آئے اور رشتہ فائنل کر کے چلے گئے۔

حضور شیخ المسلمین کے فرمان کے مطابق گنتی کے دس ایام مکمّل ہونے سے پہلے پہلے یہ رشتہ طے ہو گیا پھر کچھ ہی دنوں بعد انجام خیر تک بھی پہنچ گیا۔ دونوں کی شادی ہوئی، رخصتی ہوئی، ولیمہ ہوا اور عالم یہ کہ آج وہ لڑکا اور لڑکی دونوں اولاد سمیت مکہ شریف میں رہتے ہیں۔ اور جب طبیعت ہوتی ہے عمرہ کر لیتے ہیں۔ جب مرضی ہوتی ہے مدینہ شریف میں حاضری دینے چلے جاتے ہیں۔ گویا جس لڑکی کا رشتہ طے ہوتے ہوئے فائنل مرحلہ تک پہنچنا دشوار لگ رہا تھا۔ حضور شیخ المسلمین کی بدولت دس دنوں کے اندر اندر ایسی جگہ سے رشتہ آیا کہ زندگی ہی بدل گئی۔ کلیم صاحب کی قسمت نے اپنے سر کی آنکھوں سے گلہائے فیضان کی ایسی آبیاری دیکھ لی کہ اسی بیٹی اور داماد کی بدولت حرمین شریفین کی زیارت بھی میسر آگئی۔

مرے حسنین نے فیضان سے دامن کو بھر ڈالا
محض دس دن میری لاڈلی کا رشتہ کر ڈالا
(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

محض پانی اور تیل سے اتنا بڑا علاج۔۔۔؟

مولانا غلام رسول صاحب، کیری شریف، ضلع بانکا، بہار کے رہنے والے ہیں۔(جو شیب پور ہوڑہ کی ایک مسجد میں بحیثیتِ مؤذن و مبلغ خدمات انجام دے رہے ہیں)۔ اور خطیبِ شہیر علامہ تجمل حسین نورانی صاحب، پچرو کھی، گڈا، جھارکھنڈ کے رہنے والے ہیں جو ابھی فی الوقت عروس البلاد ممبئی میں قیام پذیر ہیں۔ دونوں صاحبان علم و فن اس واقعے کے بچشم خویش شاہد و ناظر ہیں۔ بتاتے ہیں کہ شیب پور ہوڑہ میں ایک غریب شخص جو پینٹنگ کا کام کرتے تھے۔ مولانا غلام رسول صاحب کا ان کے گھر پر کافی دنوں سے آنا جانا تھا۔ غالباً ان کی ایک دس سالہ بچی تھی اس کے ٹیوشن کے لئے جاتے تھے۔ اسی دوران بچی کی طبیعت بگڑ گئی اسے طبیب و حکیم کے پاس علاج و معالجہ کے لئے لے جانے لگے۔ پھر کسی نے بتایا کہ آپ اس بچی کو بنگلور لے کر چلے جائیں وہاں سارے امراض کے چیک اپ کے بعد رپورٹ بھی اچھی آئے گی اور علاج بھی درست طریقے سے ہو گا۔ وہ صاحب اس بچی کو لے کر گئے تو ڈاکٹر نے بتایا کہ بچی کے بدن میں خون نہیں بن رہا ہے آپریشن کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے تقریباً ۵۰،۰۰۰ر کا خرچ آئے گا۔ وہ اس بچی کو لے کر واپس آ گئے اور پیسہ وغیرہ کے انتظام میں لگ گئے۔ کچھ دنوں بعد اسی بچی کو لے کر بنگلور جانا تھا۔ اس درمیان مولانا غلام رسول صاحب سے بات چیت ہوئی۔ مولانا غلام رسول صاحب نے بتایا کہ کیری

شریف میں ایک پیر صاحب ہیں جن کا نام حضور سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی ہے۔ وہ آنے والے ہیں انہیں ایک بار بچی کو دکھایئے اور اپنی پریشانی بتایئے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت اس حوالے سے کئی عالم و عامل کو دکھا چکا ہوں مگر کوئی کام نہیں ہوا ہے سوائے وقت اور پیسوں کی بربادی کے۔ مولانا غلام رسول صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ کو جہاں لے جانا ہے بچی کو لے جائیں مگر ایک دفعہ حضور شیخ المسلمین کو دکھا تو لیجئے۔ وہ راضی ہو گئے۔ جب حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان شیب پور ہوڑہ پہنچے تو ان کے گھر پر حضور شیخ المسلمین گئے اور حضور شیخ المسلمین کے ساتھ ساتھ مولانا تجمل اور مولانا غلام رسول بھی گئے۔

بتاتے ہیں کہ ان کا روم پانچویں منزل پر تھا اور اوپر چڑھنے کے لئے لفٹ وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ہم لوگ اوپر چڑھتے چڑھتے تھک گئے پسینے آنے لگے۔ مگر حضور شیخ المسلمین کو نہ پسینہ آیا نہ تھکاوٹ ہوئی اور نہ آواز و انداز سے تعب و مشقت کا کوئی اثر ظاہر ہو رہا تھا۔

خیال رہے! حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ ایک جلسہ میں حاضری کی غرض سے آئے ہوئے تھے مگر اس آدمی کے کہنے پر حضرت کا قیام و طعام کا اہتمام وہیں ہو گیا تھا۔ جب ہم لوگ ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے اپنی بیمار بچی کو حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کے سامنے بٹھاتے ہوئے اپنی ساری پریشانیاں بتائیں۔ حضور نے پوچھا کہ بنگلور کب جانا ہے۔ بتایا کہ ایک سے ڈیڑھ مہینے بعد تب آپ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہوں ان شاء اللہ بنگلور جانے کی نوبت نہیں آئے گی۔ حضور شیخ المسلمین نے پانی اور تیل منگا کر دم کر دیا اور کہا کہ اس پانی کو پلانا ہے اور تیل سے بدن پر مالش کرنا ہے۔ اور جب تیل یا پانی ختم ہونے لگے تو پانی اور تیل مزید اس میں ملا دینا ہے اور جب تک شفایاب نہ ہو

جائے یہ سلسلہ جاری رکھنا ہے۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کے چلے جانے کے کچھ ہی دن کے بعد کی رپورٹ ہے کہ وہ بچی مکمّل صحتیاب ہوگئی۔ مولانا تجمّل صاحب کہتے ہیں کہ جس بچی کے علاج کے لئے اتنی پریشانیاں سامنے تھیں مگر حضور شیخ المسلمین نے ایک جھٹکے میں سارا مسئلہ ہی حل کر دیا۔ بچی کا باپ اپنی بیٹی کی زندگی لوٹ آنے کی خوشی میں کیری شریف گیا حضرت کو نذرانہ پیش کیا اور آج عالم یہ کہ ہر سال وہ عرسِ رحمانی میں اپنا ہر کام چھوڑ کر حاضر ہوتا ہے۔

ہمیں اور اس بچی کے باپ کو بھی لگا تھا کہ پریشانی بڑی ہے تو علاج کا ضابطہ بھی کٹھن ہوگا۔ تعویذ وغیرہ لکھیں گے، چراغ جلوائیں گے یا حاضری لگوائیں گے۔ مگر آپ نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔ محض پانی اور تیل کے ذریعے اس کا علاج کر دیا۔ محسوس ہوتا ہے کہ پانی اور تیل محض ایک بہانا تھا۔ اصل میں اللہ کے ولیوں کا تصرف اور کمال کیا ہوتا ہے یہ دکھانا تھا۔

اللہ شیخ المسلمین کے صدقے میں بروزِ قیامت تمام غلامانِ شیخ المسلمین کی مغفرت فرمادے۔

تری اک پھونک سے بنتا ہوا ہر کام لگتا ہے
عطا کردہ ترا پانی شفا کا جام لگتا ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین دافع جن و شیاطین

سنہ ۲۰۱۹ء میں حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ گفتگو کے بعد الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کا منصوبہ وجود میں آیا تھا۔ مگر اس منصوبے کو عملی جامہ

پہنانے کے لئے قدم در قدم مشقت انگیزی کے ساتھ دشوار کن اور تکلیف دہ راستوں سے گزرنا پڑا ہے۔ اس راستے میں جتنی آفت، مصیبت، صعوبت اور درماندگی تھی اتنی ہی آسانی اور سہولت کے ساتھ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے ہمیں نکال کر اس قصد و ارادے کو بامراد و کامیاب بنایا ہے۔ جس کی سرگزشت پر برادرِ صغیر محترم ومکرم مولانا قاری شفق دمکاوی صاحب (مہتمم الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی) کے رشحاتِ قلم سے وارد ہونے والا مضمون ملاحظہ و معائنہ کے قابل ہے۔

لکھتے ہیں:

حضور شیخ المسلمین کی ذات بابرکت محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ صوفیِ باصفا، عالم باعمل، حق گو، حق پسند صاحب کشف تھے۔ آپ کی ذات مکمل اتباعِ شریعت و سنت کی آئینہ دار تھی۔ آپ کی زندگی عیش پرست مشائخ سے منفرد تھی۔ آپ جفاکشی و سادگی و اعلیٰ اخلاق کا نمونہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات سے سلسلے کی خدمات کے ساتھ دین و سنیت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا کام بحسن وخوبی انجام پایا۔ آپ خلیفۂ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حضرت العلام حضور سید الشاہ عبد الرحمن البیتھوی کے لختِ جگر ہونے کے ساتھ فکرِ رضا کی تشہیر دین کی تبلیغ و اشاعت، ترویج و ترسیل کے لیے اک خاص انتخاب تھے۔ آپ نے وہ کارنامے انجام دیے کہ کوئی بھی انصاف پسند مؤرخ، مبلغ و مقرر اور مفکر ان کو نسیاً منسیا کرنے سے قاصر ہو گا۔ خواہ وہ درسگاہ ہو یا منبرِ رسول، دارالافتاء ہو یا دانشورانِ قوم کی انجمن۔ ہر جگہ آپ نے اپنی بالغ نظری اور علمی صلاحیت و قابلیت سے اہلِ علم و فن کو قائل کیا۔ آپ اک متبحر عالمِ دین نیز کشف و کرامت کے وہ چراغ تھے جس کی روشنی عوام و خواص

پر یکساں تھی۔ آپ کی ذات سے بہت سی دلچسپ کرامتیں صادر ہوئیں جن میں ”الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی“ بھی آپ کی کرامتوں کا اک خوبصورت نمونہ ہے۔

اک دفعہ تعلیم و تعلم کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی اسی اثنا میں مفتی محمد شہاب الدین ثقافی سے حضور شیخ المسلمین مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ آپ اپنے شہر دمکا یا اس سے متصل کسی قریہ میں اسلامی بیٹیوں کی دینی تعلیم کے لیے اک ادارہ قائم کریں۔ پھر کیا تھا مفتی موصوف زمین تلاش کرنے میں سرگرداں ہو گئے۔ تلاشِ بسیار کے بعد بھی کوئی ایسی معقول جگہ نظر نہیں آئی جو مدرسۃ البنات کے قیام کے لیے موزوں ہو۔ بالآخر مفتی موصوف کو اپنی ہی بستی سیت پہاڑی چھیلا پاتھر میں تقریباً پندرہ سال سے بند پڑی اک دو منزلہ عمارت پر نظر پڑی۔ مَن میں امید کی اک کرن دکھائی دی ہر انسان کی زندگی میں امید کا اک چراغ روشن ہوا رہتا ہے جو اسے ہمت اور لگن کے ساتھ آگے بڑھنے کی آس دلا رہا ہوتا ہے۔ رجائیت دماغ کی وہ کیفیت ہے جو مثبت امکانات کی توقع پر ٹکی ہوتی ہے۔ مشکلات کے بادل جتنے بھی کالے کیوں نہ ہوں آسانی کی صبح کا سورج ضرور طلوع ہوتا ہے۔ اور اس کے لیے لازم ہے کہ انسان مصائب کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی امید کا چراغ مکمل وثوق کیساتھ روشن رکھے۔

علامہ ثقافی صاحب نے مالکانِ عمارت سے اک خاص ملاقات کے ذریعے مذکورہ مقفلہ عمارت کو مدرسہ کے لیے طلب کیا تو وہ حیران و ششدر رہ گئے اور چند لمحے کے لیے سکتے کی نذر ہو گئے۔

پھر کہنے لگے کہ حضرت کیوں اپنی جان اور بچیوں کی جانوں کو

خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ آسیبی طاقت و قوت سے ٹکرانے کا نشہ چڑھا ہے کیا۔ علامہ ثقافی صاحب جواب دیتے ہیں کہ مجھے دخترانِ اسلام کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ و پیراستہ کرنے کا نشہ چڑھا ہے ہم اللہ رب العزت کے حفظ و امان میں ہیں ہمیں کسی آسیبی طاقت کا خوف نہیں ہے۔

بالآخر مالک مکان اپنی مقفل عمارت کو ماہانہ دس ہزار روپے (بطورِ کرایہ) کے عوض دینے پر راضی ہو گیا۔

یہ وہ عمارت تھی جس کے تعلق یہ بات مشہور تھی کہ کہ یہاں جنات و شیاطین نے اپنا قبضہ جما رکھا ہے۔ اس خوف سے کوئی بھی اس عمارت کے قریب بھی نہیں آتا تھا۔ لوگوں میں اتنی دہشت تھی کہ رات کی تاریکی کے اولِ وقت میں بھی لوگ اس کی شاہراہ کی جانب جانے سے گھبراتے تھے۔ مذکورہ عمارت کے ارد گرد رہنے والوں سے یہ بات سننے میں آتی تھی کہ رات کو عجیب و غریب آوازیں آتی ہیں۔

بہر کیف: لین دین کی بات پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی اس کے بعد مفتی موصوف اس عمارت کا ذکر حضور شیخ المسلمین سے کیا۔ آپ نے فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ رب العزت حافظ و ناصر ہے۔

ایک روز حضور شیخ المسلمین آسنسول جارہے تھے عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ سیت پہاڑی چھیلا پاتھر میں لب روڈ واقع مسجدِ ابو بکر میں نماز عصر ادا کرنے کی غرض سے رکے۔ آپ اکثر یہاں رک کر نمازیں ادا کرتے تھے۔ مجھے خبر ہوئی تو میں نے فوراً، مفتی موصوف اور مولانا عبد اللہ جامعی کو مطلع کیا۔ وہ دونوں یہ خبر سن کر فوراً تشریف لے آئے۔ آکر دیکھا تو حضور شیخ المسلمین محوِ صلوٰۃ

تھے۔ تھوڑی دیر بعد حضور شیخ المسلمین جب نماز سے فارغ ہوئے۔ علامہ ثقافی نے کہا کہ حضور جس مکان میں مدرسۃ البنات کا آغاز ہونے والا ہے وہ یہیں قریب میں ہے۔ اگر وقت میں گنجائش ہو تو ذرا قدم رکھ دیا جاتا۔ ہمارا کام ہو جاتا۔

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان علامہ ثقافی صاحب کو بہت مانتے تھے۔ اس لئے فوراً تیار ہو گئے۔ مسکراتے ہوئے کہا کہ چلیے چلتے ہیں۔ ہم سب بھی حضور شیخ المسلمین کے پیچھے ہو لیے۔ آپ کے مبارک قدم عمارت کے اندر پڑتے ہی ایسا لگا کہ کوئی چیز یہاں سے بھاگنے کا راستہ تلاش کر رہی ہے۔ زبان محوِ اوراد و وظائف تھی۔ آپ باری باری پچیس کمروں میں داخل ہوتے اور نکل آتے۔ جاتے جاتے فرما گئے کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں اب آپ اطمینان سے مدرسہ چلا سکتے ہیں۔ چند تعویذات میں دوں گا انہیں ہر دروازے کی اوپری چوکھٹ پر لگا دینا ہے ان شاء اللہ حضور غوثِ اعظم کا کرم ہو گا کوئی دقت نہیں ہو گی۔

مذکورہ عمارت کے حوالے سے سیکڑوں شکایات اور ہزاروں خدشات کے باوجود میرے برادر کبیر علامہ مفتی محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری نے حضور شیخ المسلمین کے زبان و بیان پر اعتماد کرتے ہوئے الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کا آغاز کر دیا۔ اور مجھے امامت سے برطرف کرا کر مہتمم کے منصب پر فائز کر دیا۔ میں دماغی طور پر جذباتی آدمی ہوں۔ بر ہم مزاجی کا عالم یہ کہ غلط چیزیں دیکھ کر میری اندرونی کیفیت اچانک تبدیل ہو جاتی ہے۔ غصہ بھی بے قابو ہو جاتا ہے۔ جب میرے بھائی نے مجھے یہ منصب عطا کرتے ہوئے الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کی ساری ذمہ داریاں میرے سپرد کیں تو

میں تشویش میں پڑ گیا کہ یہ کام مجھ سے کیسے ہو گا۔ لیکن پھر سوچا کہ میرے بھائی نے مجھے یہ ذمہ داری سونپی ہے۔ مجھ پر اعتماد کیا ہے تو ضرور کوئی بات ہو گی۔ میں بحیثیتِ مہتمم اپنی مصروفیات میں مشغول ہو گیا مگر ابتدائی دنوں میں اس مکان کی مخالفت اس قدر عروج پر تھی چھ چھ مہینے بچیوں کو لوگوں نے روک رکھا تھا۔ بھوت جن آسیب اور شیاطین کے حوالے سے روز روز ایک نئی کہانی میرے وجود کو جھنجھوڑ دیتی تھی۔ اللہ سلامت رکھے حضرت علامہ و مولانا عبد اللہ جامعی صاحب کو جنہوں نے ہر موقع پر میرا ساتھ دیا، حوصلوں سے نوازا اور میرے ساتھ مل کر الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کی فلاح اور بہبود کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ وہ الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی میں صدرِ اعلیٰ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے قدموں کی برکات کا عالم یہ ہے کہ آج الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی شہرتوں کے اس آسمان پر ساکن ہے جہاں لوگوں کی آنکھیں ٹھہرنے سے قاصر ہیں۔ آج تقریباً دو سو سے زائد بچیاں اور دس معلمات الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی میں مصروف تعلیم و تعلم ہیں۔

اسی لئے کہتا ہوں اولیاء اللہ کے تصرف کا انداز ہی الگ ہے۔ ان کے حضور چشمِ بصارت اور نگاہِ بصیرت دونوں ہوتی ہیں۔

اللہ حضور شیخ المسلمین کے صدقے اس ادارے کو مزید عروج عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم.

الحجاب اپنے مقاصد کی طرف ہے گامزن
یہ ترقی ہے تری برکت سے شیخ المسلمین
جن، سحر، آسیب، جادو، بھوت، شیطان و چڑیل
بھاگ بیٹھے ہیں تری دہشت سے شیخ المسلمین

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کے انتظار میں بس رکی رہی

قاری غلام محمد صاحب (نور رحمانی) کیری شریف کے رہنے والے ہیں۔ آواز و انداز کے اعتبار سے نمایاں شان رکھتے ہیں۔ نغمگی میں اتنا شاندار قد ہے کہ کیری شریف کے درباری شاعر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضور شیخ المسلمین کے بہت چہیتے اور پسندیدہ ہیں۔ محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ ان کے نام کے آگے جو (نور رحمانی) لگا ہوا ہے یہ حضور شیخ المسلمین ہی کا دیا ہوا ہے۔ نیز عرسِ رحمانی کے انتظامات و انصرامات کے حوالے سے حضور شیخ المسلمین اکثر انہیں سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضور شیخ المسلمین کے ساتھ دور دور تک پروگراموں میں ان کی شرکت ہوتی تھی۔

ایک سفر کے حوالے سے قاری غلام محمد نور رحمانی صاحب بتاتے ہیں کہ پپو بھائی جو رمضان میں مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کے تعاون کا درد لے کر پورے دمکا، دیوگھر اور گڈا جیسے شہروں میں گشت کرتے ہیں اور خطیر رقم لا کر جمع دیتے ہیں۔ وہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے بڑے پکے اور سچے مرید ہیں۔ ان کے ماما جناب مظہر داروغہ کے یہاں گیارہویں شریف کی محفل تھی۔ اس محفل میں شرکت کے غرض سے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان جا رہے تھے اور ساتھ میں یہ فقیر بھی تھا۔ بونسی سے ڈائریکٹ دمکا کے بس میں ہم لوگ بیٹھے۔ بھاگلپور سے دمکا جانے

کے درمیان ہنسڈیہہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں پیسینجر کی چائے نوشی وغیرہ کے لئے ہر بس تھوڑی دیر کا وقفہ کرتی ہے۔ جب یہ بس ہنسڈیہہ پہنچ کر رکی تو حضور شیخ المسلمین نیچے اتر گئے۔ مجھ سے کہا کہ میں نماز پڑھ کر آتا ہوں۔ ہنسڈیہہ چوک کے قریب لبِ روڈ ایک مسجد ہے۔ حضور شیخ المسلمین نماز پڑھنے کا بول کر وہیں تشریف لے گئے۔

تھوڑی دیر بعد جب بس کھلنے لگی تو میں بس کنڈکٹر سے کہا کہ رکیے ایک صاحب ابھی آئے نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کہاں گئے۔؟ میں نے کہا کہ وہ نماز پڑھنے گئے ہیں آتے ہی ہوں گے۔ وہ تھوڑی دیر اور رک گئے۔ تھوڑی دیر انتظار کے بعد بھی جب حضور شیخ المسلمین نہیں آئے تو بس کھلنے لگی۔ میرے بار بار روکنے کی گزارش پر بھی بس والے نے نہیں مانا اور گاڑی بڑھا دی۔

بس ہنسڈیہہ سے نکل کر بیس پچیس قدم چلی تھی کہ اچانک رک گئی۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ بس اچانک رکی کیسے۔ پھر جب میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھ رہا ہوں کہ درمیانی چال میں صوفیانہ قدموں کی روش سے حضور شیخ المسلمین تشریف لا رہے ہیں۔

حضور شیخ المسلمین تشریف لائے اور بس میں سوار ہو گئے اور جیسے ہی اپنی سیٹ پر بیٹھے بس چل پڑی۔ حضور شیخ المسلمین سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہوا گاڑی نہیں رک رہی تھی کیا۔؟ میں نے جواب دیا۔ نہیں۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آج اگر یہ ڈرائیور بس نہیں روکتا تو اس کا دماغ خراب کر دیتا۔ اس جملے میں جلال اتنا تھا کہ مجھے مزید کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں ہو پائی۔ حضور شیخ المسلمین کا جاہ و جلال والا جملہ سن کر میں خاموش ہو گیا۔ کیا کرتا اس وقت میں اتنا شعور بھی نہیں رکھتا تھا ورنہ جا کر ڈرائیور ہی سے پوچھ لیتا کہ آپ تو نہیں رک رہے تھے پھر اچانک کیا ہوا کہ گاڑی روک دی اور پھر جیسے ہی حضور شیخ المسلمین سوار ہوئے آپ

چلنے لگے۔ شاید اس سوال کے بعد کوئی بہتر جواب ہمیں ملتا۔ مگر آج جب اس پورے واقعے پر غور کرتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ حضور شیخ المسلمین کوئی عام آدمی نہیں تھے اللہ کے ولی تھے۔ ان کے لئے بس کا رک جانا کون سی تعجب کی بات ہے۔ وہ اگر نماز کی نیت باندھ لیں تو ان کی مرضی کے بغیر نہ تو ٹرین کی بتی جلے نہ ٹرین چلے۔ جیسا کہ مقیم رحمانی کے بیان کردہ واقعہ سے ظاہر وباہر ہے۔

ہر سمت بے خودی ہے ترے انتظار میں
ہر لمحہ اک خوشی ہے ترے انتظار میں
وہ بس جو چل چکی تھی ترا ساتھ چھوڑ کر
کچھ دور جا رکی ہے ترے انتظار میں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ نے پھانسی کے پھندے سے بچالیا

بیگ پور ضلع بانکا بہار کے رہنے والے شیخ تعبیر صاحب جنہیں لوگ (تبیر) کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ اپنی پوری فیملی کے ساتھ پریم نگر دہلی میں قیام پذیر تھے۔ بڑی خوبصورت طریقے زندگی بسر ہورہی تھی۔ خوشحالی جیسے اپنی پیشانی کی لکیروں میں لے کر آئے ہوں۔ زندگی کے سارے ایام بڑے مزے سے کٹ رہے تھے پھر اچانک زندگی نے کروٹ لیا اور نظام زندگی کا شیرازہ بکھر گیا۔ ہوا یوں کہ سنہ ۱۹۷۵ میں علی گڑھ یوپی کی ایک شکیلہ نامی خاتون سفلی عملیات کے حوالے سے بہت مشہور تھی۔ اس نے کَوِیتا نام کی ایک لڑکی کا قتل کر دیا اور مورود الزام شیخ تعبیر کو ٹھہرایا۔ کورٹ کے فیصلے نے انہیں پھانسی کی سزا سنائی۔ پوری فیملی میں رونا دھونا شروع ہو گیا۔ ان دنوں حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کا سفر دہلی کے لئے ہوا۔ جب ان

کے گھر والوں کو پتہ چلا کہ شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت و جانشینِ مخدومِ عالم پناہ، اِمام الکشف، حضور شیخ المسلمین، سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی صاحب قبلہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ شیخ تعبیر کی ماں نے آکر حضور شیخ المسلمین سے ملاقات کی۔ اور پوری سر گزشت سنا کر خوب رونے لگی۔ حضور شیخ المسلمین کے سامنے آہ وبکا اور گریہ و زاری کرتے ہوئے کہنے لگی کہ حضور میرے بچے کو بچالیں۔ آپ اولادِ غوث اعظم ہیں آپ کے علاوہ ہمیں اس پریشانی سے کوئی نہیں بچا سکتا ہے۔ میرا بیٹا بے قصور ہے انہیں کسی طرح بچالیں۔ حضور شیخ المسلمین نے فرمایا پریشان نہ ہوں خدا کی رحمتوں سے امید ویقین وابستہ رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ۔ آپ نے اس خاتون کو ایک تعویذ دی اور کہا کہ اسے کسی بڑے پتھر کے نیچے دبا دینا۔ بعدہ حضور شیخ المسلمین نے مصلیٰ منگوایا اور نماز کی نیت باندھ لی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے بہت دیر تک دعا کی۔

اللہ رب العزت کا کرم ہوا، حضور غوثِ اعظم کا فیضان جاری ہوا اور حضور مخدومِ عالم پناہ کی مہربانیاں پیٹھ تھپتھپانے لگیں۔ دوسرے دن وہ خاتون اور ان کا بیٹا ڈیڑھ کوینٹل مٹھائی لے کر آیا اور حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ سے کہا کہ حضور آپ کی دعاؤں نے آج مقدمہ کا رُخ ہی بدل دیا۔ جس بیٹے کو پھانسی ہونے والی تھی وہ آج با عزت بری ہو کر لوٹ آیا ہے۔

آج آپ کی برکت سے میرے گھر میں ہی نہیں بلکہ تمام رشتہ داروں اور پورے محلے میں خوشیوں کی لہر دوڑ پڑی ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میرے بیٹے کو آج پھانسی کے پھندے نے دبوچ لیا ہوتا۔ میں پوری زندگی اس قتل کی سزا پر افسوس کا رونا روتی جو قتل میرے بیٹے نے کیا ہی نہیں۔

اللہ اللہ دیکھیں حضور شیخ المسلمین کا تصرف دیکھیں کہ کس طرح ایک شخص

کو پھانسی کے پھندے سے نکال کر نئی زندگی کی بہاریں عطا کیں۔

خدا ہم تمام خوشہ چینانِ شیخ المسلمین کو مخدومِ عالم پناہ اور امام الکشف کے فیضان کی دولتیں عطا فرمائے آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم.

امام الکشف نے میری جبینوں کو خوشی دے دی
نکالا ظلمتوں سے اور عمدہ روشنی دے دی
یہی تعبیر کی دھڑکن صدائیں دے رہی ہوں گی
مجھے پھانسی کے پھندے سے بچا کر زندگی دے دی

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ کی دعاؤں کے سبب فلائٹ خطرے سے باہر

خطیبِ ہر دل عزیز، محبوبِ شیخ المسلمین حضرت العلام علامہ و مولانا محمد تجمل حسین نورانی صاحب پچرو کھی گڈا جھار کھنڈ کے رہنے والے ہیں ابھی عروس البلاد ممبئ میں رہائش پذیر ہیں۔ اپنی زندگی میں انہوں نے کئی بار حضور شیخ المسلمین کے ساتھ مختلف مقامات کا سفر کیا ہے۔ ان کے ایک سفر نامہ کے حوالے سے جب خوبصورت تحریر نگاہوں کے پیمانے سے گزری تو حضور شیخ المسلمین کی کرامت پڑھ کر عشق مسکرا اُٹھا۔ لکھتے ہیں کہ:

میں اپنے نصیبے پہ جتنا بھی ناز کروں کم ہے کہ مجھے یعنی اسیر حضور شیخ المسلمین (تجمل حسین نورانی) حضور شیخ المسلمین، پیر طریقت، رہبر شریعت، فیضان معرفت، امام الکشف، عارف باللہ، قادری دولہا، بانی سلسلۂ رحمانی، علامہ

سید الشاہ محمد حسنین رضا قادری رحمانی نوراللہ مرقدہ کی خلوت و جلوت سفر و حضر میں کئی مرتبہ خدمت کا موقع ملا یہ رب ذوالجلال والاکرام کا مجھ پر بڑا کرم رہا کہ رب ذوالجلال والاکرام نے بارہا اپنے حبیب پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقے و طفیل اس احقر کو یہ خدمت کا موقع عنایت فرمایا۔

یوں تو حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی بہت ساری ایسی کرامتیں ہیں جن کا میں نے بچشم خود ملاحظہ کیا ہے۔ اگر وہ ساری کرامتیں تحریری شکل میں بیان کی جائیں تو کئی صفحات پر مشتمل ایک مکمّل کتاب ہو گی۔

لکھتے ہیں کہ: حضور شیخ المسلمین کا مجھ احقر پر طالب علمی کے زمانے سے ہی بڑا کرم رہا ہے ہمیشہ سرکار نے مجھے اپنی دعاؤں سے نوازا ہے میرے غریب خانہ کو ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا میرے خاندان، میرے گاؤں، علاقہ، بلکہ میرے ضلع کے زیادہ تر لوگ حضور شیخ المسلمین ہی کے مرید ہیں، گڈا علاقے میں میلاد کی ساری محفلیں، جلسے اور کانفرنسیں حضور شیخ المسلمین کی صدارت و سرپرستی میں ہی ہوتے ہیں علاوہ ازیں نکاح، عقیقہ، وغیرہ کی جملہ تقریبات میں سرکار کی موجودگی یا سرپرستی ہونا یقینی ہے۔ خصوصیت کے ہمارا اور ہمارے گھر والوں کا حضور شیخ المسلمین اور خانقاہ رحمانیہ کیری شریف سے بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔

سنہ ۲۰۱۸ء میں ستمبر ۲۹ر کو حضور شیخ المسلمین کا سفر عروس البلاد بمبئی کا ہوا تھا اس سفر میں یہ ناچیز سرکار کا خادم بن کر گیا تھا۔ کلکتہ سے دن ۱۰:۵۵ ر میں فلائٹ تھی فلائٹ کے اُڑان بھرنے کے بعد ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ پائلٹ نے اعلان کیا سارے پسنجر اپنے اپنے بیلٹ باندھ لیں اس

لئے کہ ہم خراب موسم سے گزر رہے ہیں۔ چونکہ ستمبر بارش کا مہینہ ہوتا ہے۔ حالانکہ جب فلائٹ خراب موسم سے گزرتی ہے تو زور زور سے ہلنے لگتی ہے اور جلد ہی ہلنا بند بھی ہو جاتا ہے لیکن پہلی مرتبہ سفر کرنے والا بلکل گھبرا جاتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔۔۔

لیکن اس دن کافی زور زور سے اور کافی دیر تک فلائٹ ہلتی رہی (الحمدللہ اس ناچیز کا بارہا فلائٹ سے سفر ہوا اسلئے مجھے بھی کچھ تجربہ ہو گیا تھا) اب فلائٹ کے سارے پسنجر گھبرانے لگے لوگوں کی یہ گھبراہٹ دیکھنے بعد حضور شیخ المسلمین نے کچھ دعائیں پڑھیں اور اپنے داہنے ہاتھ کی انگلی کو اشارہ سے چاروں طرف گھمایا اور فرمایا تجمل سب سے کہہ دو کہ کسی کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ان شاءاللہ تبارک وتعالی ہم سلامتی کے ساتھ بمبئی پہنچ جائیں گے۔ میں نے ایک ایئر ہوسٹس کو (فلائٹ میں لوگوں کی خدمت کیلئے جو لڑکے یا لڑکی ہوتے ہیں) بلایا اور حضور شیخ المسلمین کے تعلق سے بتایا کہ یہ ایک بہت بڑے باباجی ہیں انہوں نے ہم سب کیلئے دعائیں کی ہیں انشاءاللہ کسی کو کچھ بھی نہیں ہوگا آپ مائک کے ذریعہ یہ اعلان کریں۔

اس ایئر ہوسٹس نے مائک میں تو نہیں لیکن سب سے آگے کی طرف جا کر بلند آواز میں یہ اعلان کرنے لگی آپ لوگ گھبرائے نہیں اپنی اپنی سیٹ پر رہ کر بیلٹ باندھ لیں اور شانتی سے بیٹھے رہیں ہماری اس فلائٹ میں ایک بابا جی ہیں جو ہم سب کیلئے دعائیں کر رہے ہیں۔

ایئر ہوسٹس کا اعلان ابھی صحیح سے ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ فلائٹ کا ہلنا بالکل ہی بند ہو گیا اور پہلے کی طرح اپنی چال میں آگئی۔ اب فلائٹ کے

سارے پسنجر حضور شیخ المسلمین کی طرف مڑ مڑ کر دیکھنے لگے۔ لیکن ادھر حضور شیخ المسلمین اپنے سر کو جھکا کر آنکھوں کو بند کر کے تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔ چند منٹ کے بعد وہی ایئر ہوسٹس کچھ کھانے کی چیز لیکر ہم لوگوں کی سیٹ کے قریب آکر کھڑی ہو گئی اور حضور شیخ المسلمین کو پکارنے لگی باباجی باباجی لیکن حضور شیخ المسلمین تو سر جھکا کر تسبیح و تہلیل میں مشغول و مصروف ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کھڑکی والی سیٹ پر تھے، میں بیچ والی سیٹ پر اور پہلی سیٹ پر کوئی دوسرا شخص بیٹھا تھا۔ میں نے حضور شیخ المسلمین کی بارگاہ میں عرض کیا سرکار آپ کی دعاؤں کی برکت کو دیکھ کر یہ خوش ہو کر آپ کیلئے کچھ کھانے کیلئے لائی ہے حضرت نے بالکل منع فرمادیا جب وہ بہت بضد ہوئی اور میں نے بھی عرض کیا کہ حضور قبول فرمالیں تو حضرت نے فرمایا اگر چائے ہے تو پلادیجئے ایئر ہوسٹس فوراگئی اور چائے لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی حضور نے تھوڑی چائے نوش فرمائی باقی جو بچی تھی اس ناچیز کے حصے میں آئی۔

بمبئی پہنچنے تک کئی مرتبہ ایئر ہوسٹس حضور کے پاس آتی رہی اور کھانے پینے کیلئے پوچھتی رہی، جب بمبئی میں فلائٹ لینڈ ہوئی تو سارے پسنجر اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے اور سب نے حضور شیخ المسلمین کے اترنے کیلئے راستہ کلیئر کر دیا۔ جب حضور شیخ المسلمین اپنی سیٹ سے اترنے لگے تو فلائٹ میں دیکھنے کے لائق بڑا ہی خوبصورت منظر تھا۔

حضور شیخ المسلمین اپنی سیٹ سے جوں جوں آگے بڑھ رہے تھے اور جس پسنجر کے قریب سے گزر رہے تھے تو ہر پسنجر کہہ رہا تھا باباجی میرے لئے دعا کرنا، باباجی میرے لئے دعا کرنا، باباجی میرے لئے دعا کرنا۔

سکوں کا گل، نشاں فرحت کا دیکھا آپ کے صدقے
بخیر و عافیت طیارہ اترا آپ کے صدقے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

ٹرین کے انجن میں لگی آگ پر اک نگاہ ڈالی تو آگ بجھ گئی

شاعر ہندوستان، نغمۂ طراز حرم، محبوبِ بارگاہِ شیخ المسلمین محترم ومکرم ضیاء الحق ضیاء گڈاوی صاحب جو کئی دہائیوں سے نبی کی نعت پڑھتے رہے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کے مرید اور بڑے عقیدت مند ہیں۔ انہوں حضور شیخ المسلمین کے ساتھ سفر میں ایک عرصہ گزارا ہے۔ پچاسوں پروگرام ایسے ہیں جن میں حضور شیخ المسلمین کے ساتھ محترم ضیاء گڈاوی بھی شریک رہے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین کی کئی کرامتیں مجھے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور بہت ساری کرامات ایسی ہیں جنھیں میں نے اربابِ عشقِ شیخ المسلمین سے سنی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین رائے گڑھ کے ایک پروگرام میں تشریف لے جارہے تھے ساتھ حافظ راحیل صاحب کیری شریف ضلع بانکا تھے، خادم خاص جناب مقیم صاحب تھے اور میں تھا۔ ہم لوگ جسیدیہ سے ٹرین میں بیٹھ کر راؤر کیلا جاکر اتر گئے۔ اور راؤر کیلا سے دوسری ٹرین لینا تھی لے کر آگے کا سفر کرنے لگے۔ راؤر کیلا سے ٹرین کھل کر چار سے پانچ گھنٹہ چلی ہوگی کہ ایک جگہ اچانک ٹرین رک گئی جبکہ وہ اسٹیشن نہیں تھا۔ پھر اچانک تھوڑی دیر بعد یہ خبر پہنچی کہ انجن میں آگ لگ گئی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی لوگوں میں انتشار کا ماحول پیدا ہوگیا اور ہر ڈبے سے لوگ نیچے اترنے لگے حتیٰ کہ اس ہنگامہ کو دیکھنے کے بعد ہم لوگ بھی اتر گئے۔ ٹرین میں جتنے لوگ تھے تقریباً سب کے سب اتر گئے سوائے حضور شیخ المسلمین کے۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ حضور شیخ المسلمین

اوراد و وظائف میں مشغول ہیں۔ جب حالات مزید بگڑنے لگے اور ہر طرف شور ہونے لگا تو حضور شیخ المسلمین نیچے اترے اور پوچھا کہ ضیاء کیا ہوا ہے۔ ہم نے کہا کہ حضور انجن میں آگ لگ گئی ہے۔ حضور شیخ المسلمین نے نیچے اتر کر محض ایک نظر انجن پر ڈالی اور پھر اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئے اور کھڑکی سے آواز دی کہ ضیاء لوگوں سے کہو کہ اپنی اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ جائیں۔ کچھ نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔ اتنا کہنا تھا کہ ہر طرف سے یہ آواز بلند ہونے لگی کہ آگ بجھ گئی ہے۔ لوگ اپنی اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھے اور ٹرین وہاں سے چل پڑی اور پھر دوبارہ کہیں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ ضیاء گڈاوی صاحب کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی قسم اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جسے جھوٹ پر مبنی سمجھا جائے۔ اگر یقین نہیں تو اور بھی لوگ جو اس سفر میں ساتھ تھے ان سے تفتیش کر کے تسلی کی جا سکتی ہے۔ جیسے ہی حضور شیخ المسلمین نے ایک بار نظر اٹھا کر انجن کی طرف دیکھا انجن میں جو آگ لگی تھی وہ آگ بجھ گئی۔

گویا آپ کی چشمِ ولایت میں آگ پر حکمرانی کا بھی کمال ہے۔

کرم سے زندگی سب کی بچائی آپ نے مرشد
لگی تھی آگ انجن میں بجھائی آپ نے مرشد

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

مرض مہلک سے پورے شہر کو بچایا

محترم ضیاء الحق ضیاء گڈاوی صاحب بتاتے ہیں کہ مجھے عبد القیوم انجنیئر نے بتایا کہ آج سے تقریباً ۳۰؍ سال پہلے گڈا ضلع میں ایک سال ڈائریا کا مرض شدید طریقے سے پھیلا ہوا تھا۔ اس مرض کی شدت ایسی تھی کہ ہر دن چار سے پانچ لوگ صرف شہر میں لقمۂ اجل بن جا رہے تھے۔ ایک روز لوگوں نے مشورہ کیا اور کہا کہ اب

ایک ہی راستہ ہے چلو حضور شیخ المسلمین کو بلاتے ہیں۔ لوگ حضور شیخ المسلمین کی بارگاہ میں جاتے ہیں اور عریضہ پیش کرتے ہیں کہ حضور ایسا ایسا معاملہ ہے۔ کوئی ایسا دن نہیں ہے جس میں ہم لوگ تین، چار جنازے کی نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ حالات بے قابو ہو رہے ہیں اور ایسا لگ رہا ہے جیسے اس مرض نے وبا کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اب ہم لوگوں کو اس پریشانی سے چھٹکارا کا کوئی حل سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ جو کر سکتے ہیں آپ ہی کر سکتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ گڈا چل کر حالات کا جائزہ لے لیں۔ تمام لوگوں کی گزارش اور گریۂ فریاد فریاد سن کر حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے کہا کہ چلیے چلتے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین آستانہ کیری شریف میں تھے وہاں سے نکل کر گڈا شہر پہنچے۔ یہاں اتر کر اپنا قدم رکھتے ہی کچھ پڑھ کر انگلی پر دم کیا پھر اپنی دم کردہ انگلی کو چاروں جانب گھما دیا۔ لوگ بتاتے ہیں کہ پورے شہر کا نقشہ ہی بدل گیا۔ روزانہ تین سے چار لوگوں کے مرنے کی خبر سے پورا علاقہ لرزہ بر اندام تھا۔ مگر جس دن سے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے یہاں قدم رکھا ہے اس دن سے لوگوں کا اس وبا سے کے سبب مرنا بند ہو گیا ہے۔ اس دن کے بعد دوبارہ کبھی بھی کسی مسجد میں یہ اعلان سننے میں نہیں آیا کہ کوئی ڈائریا سے موت کی گھاٹ اترا ہو۔

مرگ عادی کا شکار ہونا تو عام بات ہے اس دنیا میں کوئی ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آتا ہے۔ مگر مرض ڈائریا سے حضور شیخ المسلمین کے قدموں کی برکات کے باعث لوگوں کا مرنا بند ہو گیا۔

شفا کے خوشنما پرچم کو یوں گاڑا تھا مرشد نے
وبائے مرضِ مہلک کا نشہ پھاڑا تھا مرشد نے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ نے کورٹ سے باعزت بری کردیا

ضیاء گڈاوی صاحب کہتے ہیں کہ شیخ عبد الجلیل صاحب جو پچروکھی گڈا کے رہنے والے تھے انہیں لوگ عرفی نام سے (جلّو) کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ ایک زمین کی خرید و فروخت کے معاملے میں اس قدر پھنسے ہوئے تھے کہ نکلنا دشوار تھا۔ یہ معاملہ کورٹ میں تھا۔ اور کئی سالوں سے مقدمہ چل رہا تھا۔ جبکہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔ انہیں کسی نے اس معاملے میں دشمنی کے سبب پھنسایا تھا۔ وہ کافی پریشان تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھ سے اپنے معاملے کا تذکرہ کیا تو میں نے مشورہ دیا کہ آپ ایک دفعہ حضور شیخ المسلمین سے ملاقات کرلیں۔ مجھے امید ہی نہیں یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی حل ضرور نکلے گا۔ انہوں نے کہا کہ بہت سارے عامل سے مل چکا ہوں حضرت مگر کہیں سے کوئی کام نہیں بنا۔ اب لگتا ہے کہ مجھے جیل جانا ہی پڑے گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ جب اتنے سارے لوگوں کو دکھا چکے ہیں اور کام کرا چکے ہیں تو ایک بار حضور شیخ المسلمین سے بھی مل لیجئے نا کیا بگڑ جائے گا۔ وہ تیار ہوگئے۔

میرے بتانے کے بعد انہوں نے حضور شیخ المسلمین سے جاکر اپنی پوری سرگزشت سنائی اور کہا کہ حضور مجھے ہر کسی نے دھوکا دیا ہے۔ ہر جگہ سے تھک ہار کر آپ کی طرف بھاگا ہوں۔ حضور آپ سے امیدیں وابستہ ہیں۔ اب آپ ہی کچھ کیجئے۔ کل ہی کورٹ کی سنوائی ہے۔ کہیں اگر میرے خلاف فیصلہ آگیا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔ میرے بال بچے بے گھر ہو جائیں گے۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہو خدا کی ذات پر بھروسہ رکھو کچھ نہیں ہوگا۔ کل ان شاء اللہ تم یہ کیس جیت جاؤ گے۔ حضور شیخ المسلمین نے اسے ایک تعویذ دیا اور واپس بھیج دیا۔ کہا کہ جب کورٹ جانا تو اس تعویذ کو اپنے پاس رکھنا۔ وہ شخص آستانہ سے تعویذ لے کر واپس

آیا اور دوسرے دن کورٹ گیا۔ کورٹ سے واپس آکر مجھ سے بولتا ہے کہ ضیاء بھائی آپ نے مجھے صحیح جگہ کا پتہ بتایا تھا۔ کل مجھے حضرت نے تعویذ دیا اور آج میں مقدمہ جیت کر آگیا۔ آج دیکھیے میں آپ کے سامنے تمام الزامات سے بری ہو کر لوٹا ہوں۔ اب جاؤں گا حضور شیخ المسلمین کی بارگاہ میں مٹھائی کا ڈبہ لے کر حضور سے ملاقات کروں گا اور یہ خوش خبری دوں گا۔

سبحان اللہ کیا بات ہے۔ جس کے جیتنے کی کوئی امید نہیں تھی حضور شیخ المسلمین نے اسے بھی اپنے کرم سے جتا دیا۔

حضور شیخ المسلمین نے نہ صرف انہیں ایک بڑی پریشانی سے بچایا بلکہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے یہ بھی بتا دیا۔ اللہ اللہ ایسے تھے ہمارے حضور شیخ المسلمین

کس طرح چھو سکے اسے تکلیف کی جھڑی
چشمِ کرم سے آپ جسے کرتے ہیں بری

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ اپنے مریدوں کی ضروریات کو بھی جانتے ہیں

مولانا عبد الحنان نوری صاحب اور ڈاکٹر ضیافت الرحمن صاحب دونوں پچرو کھی، گڈا، جھارکھنڈ کے رہنے والے ہیں۔ ڈاکٹر ضیافت الرحمن صاحب مرحوم آج اس دنیا میں نہیں ہیں۔ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ مگر مولانا عبد الحنان صاحب نوری ابھی پانسکوڑہ علاقے میں امامت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ان دونوں نے اپنی زندگی کے ایک خوبصورت لمحہ کو حضور شیخ المسلمین کی طرف منسوب کرتے ہوئے شاعرِ ملکِ ہندوستان محترم ضیاء الحق ضیاء گڈاوی صاحب کے سامنے آشکار کیا ہے۔ اور ان دونوں سے سن کر محترم بھائی ضیاء الحق ضیاء گڈاوی نے مجھے بتایا ہے۔ سنہ ۱۹۹۷ میں

مولانا عبد الحنان نوری اور ڈاکٹر ضیافت الرحمن صاحبان ایک جلسہ کی دعوت کے لئے حضور شیخ المسلمین کے پاس گئے تھے۔ اس روز حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف میں نہیں تھے بھاگلپور اپنے گھر میں تھے۔ یہ دونوں وہیں پہنچے تھے۔ وہاں پہنچ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی اور دعوت پیش کی۔ مگر ملاقات اور بات کا سلسلہ اس قدر دراز ہوا کہ سورج غروب گیا۔ دونوں نے حضور شیخ المسلمین سے کہا کہ حضور اب اجازت دے دیں رات ہو گئی ہم لوگوں کو گھر بھی نکلنا ہے۔ حضور شیخ المسلمین نے دیکھا کہ رات ہو گئی ہے۔

تو دونوں کو وہیں روک لیا۔ پہلے تو دونوں نے ضد کی کہ کسی طرح ہم دونوں کو رخصت کی اجازت مل جائے مگر حضور شیخ المسلمین کے بار بار روکنے کے باعث دونوں رک گئے اور رات میں وہیں قیام پذیر ہوئے۔ رات جب کھانے کا وقت ہوا تو حضور شیخ المسلمین نے ضیافت کے دوران جو اخلاق پیش کیا اس سے متاثر ہو کر کچھ گوشے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین نے خود دستر خوان بچھایا، اپنے ہاتھوں سے پلیٹ لا کر لگائی، کھانا وغیرہ خود لایا اور اپنے ہاتھ سے کھانا ہم لوگ کی پلیٹ میں رکھا۔ جب ہم لوگ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو خود حضور شیخ المسلمین نے برتن اٹھایا اور دستر خوان بھی جھاڑا۔ اس دوران کئی بار ہم لوگوں نے پہل کرتے ہوئے کام میں ہاتھ بٹانا چاہا مگر ہر بار حضور شیخ المسلمین نے یہ کہہ کر منع فرمادیا کہ نہیں آپ دونوں ہمارے مہمان ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ مہمان ہو کر ہمارے یہاں کام کریں گے۔ یہ قطعی مناسب نہیں ہے۔ اور پھر مہمانوں کی ضیافت کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ادا کرتے ہوئے مجھے کیسے ملے گا۔

علی کل حال ہم لوگ کھانا وغیرہ سے فارغ ہو کر وہیں ایک کمرہ میں آرام

کرنے کی غرض سے سو گئے۔ اتنا لمبا سفر بائک کی وساطت سے ہوا تھا اس لئے تھکاوٹ کے سبب بستر پر لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔

مولانا عبد الحنان صاحب بتاتے ہیں کہ ہم دونوں سو رہے تھے رات میں تقریباً دو بجے مجھے رفعِ حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی میں اُٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے یہ سوچ رہا تھا کہ اتنی رات ہو گئی حضور شیخ المسلمین سمیت گھر کے سارے افراد سو رہے ہیں کیسے جگائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور شیخ المسلمین کے آرام میں خلل پہنچے۔ بستر پر بیٹھے بیٹھے یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ نے دروازہ پر دستک دی۔ میں نے کمرے کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضور شیخ المسلمین ایک ہاتھ میں ٹارچ اور دوسرے میں پانی سے بھرا ہوا جگ لے کر کھڑے ہیں۔ دروازہ کھولتے ہی حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مولانا عبد الحنان صاحب آپ کو حاجت پیش آئی ہے یہ لیجیے ٹارچ اور پانی جائیے اور ضروریات سے فارغ ہو جائیے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ میں نے دروازہ تک نہیں کھٹکھٹایا۔ اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے اندرونی کیفیات میں تھا لیکن حضور شیخ المسلمین کو پتہ کیسے چلا۔ اس وقت تو یہ باتیں محض ایک اتفاق پر محمول لگ رہی تھیں۔ مگر جب آج غور کرتا ہوں تو یہ راز کھل کر سامنے آتا ہے کہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ اللہ کے ولی اور صاحب کشف و کرامت ہیں۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے مریدوں کو اپنی نگاہ بصیرت سے دور نہیں رکھتے ہیں۔ ہر پل وہ اپنے مریدوں اور عاشقوں کا خیال رکھتے ہیں۔ پھر ہم تو ان کے گھر پر مہمان تھے وہ ہمارے احوال سے بے خبر رہیں یہ کیسے ممکن ہے۔ انہیں کشف کی وساطت سے سب کچھ پتہ تھا کہ میرے مہمان کس حالت میں ہیں۔ کون سی کیفیت کا سامنا کر رہے ہیں اور انہیں کیا کیا حاجت ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔

اللہ رب العزت کا بے پناہ شکر ہے کہ ایسے ولی کامل کے ساتھ ہمیں چند لمحے

گزارنے کا موقع میسر آیا ہے۔ اللہ ہم تمام شیدائے شیخ المسلمین کو فیوض شیخ المسلمین سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم.

ہے یاوری کی میری حمایت کی باگ ڈور
مرشد کے پاس میری ضرورت کی باگ ڈور

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

تو برس یا مجھے برسنے دے

سنہ ۲۰۰۳ء میں رانی پور، گڈا علاقے میں ایک بڑی کانفرنس تھی جس میں شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، جانشینِ مخدومِ عالم پناہ، امام الکشف، حضور شیخ المسلمین حضرت علامہ و مولانا سید الشاہ حسنین رضا قادری رحمانی کیری شریف، خطیبِ شعلہ بیاں، واعظِ حق نشاں، بلبل بنگال حضرت علامہ قمر الدین نعیمی صاحب قبلہ ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ بنگال، شاعرِ ہندوستان حضرت مولانا قاری ایوب شبنم صاحب اور شہنشاہِ نغمات محترم مکرم ضیاء الحق ضیاء گڈاوی صاحب جیسی شخصیات مدعو تھیں۔ محترم ضیاء الحق ضیاء گڈاوی بیان کرتے ہیں کہ پروگرام بہت بڑا تھا اور آئینۂ تمثالی جیسی شخصیتوں کی آمد کے سبب جلسہ کا قد مزید بڑا ہو گیا تھا۔ اس لئے رانی پور، گڈا کے اطراف و اکناف سے ہر چھوٹے بڑے لوگ سماعت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ پروگرام شروع ہوا اور نعت و تقاریر کا دور بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ چلا۔ رات تقریباً ایک بجے تک پروگرام پوری آب و تاب کے ساتھ جاری رہا۔ اس دوران علامہ قمر الدین صاحب بلبل بنگال کا بھی خطاب ہو چکا تھا۔ اور اب تقریر حضور شیخ المسلمین کی ہونا تھی۔ مگر جیسے ہی حضور شیخ المسلمین کرسیِ خطابت پر بیٹھ کر گفتگو کا آغاز کیے۔

موسم بالکل بدل گیا۔ صاف شفاف مطلع اچانک ابر آلود ہو گیا۔ ہوائیں بھی چلتی ہوئی رفتہ رفتہ تیز ہونے لگیں۔ سامنے بیٹھی عوام بارش کی چند بوندیں بدن پر گرتی ہوئی دیکھ کر منتشر ہونے ہی والی تھی کہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے آسمان کی جانب سر اُٹھا کر گرجتے ہوئے ایک جملہ کہا۔ جو بعینہ مجھے یاد ہے۔ آپ فرماتے ہیں ”آج یا تو تو برس یا مجھے برسنے دے!“۔

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس جملہ میں جوش، دبدبہ اور رعب کا عالم یہ تھا کہ بادلوں کا تیور بدل گیا۔ بارش کی بوندیں گرنا بند ہو گئیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ابر آلود موسم بالکل صاف و شفاف ہو گیا۔ ضیاء گڈاوی صاحب کہتے ہیں کہ مجھ سمیت جلسہ میں شریک تمام شرکاء نے اپنے سر کی آنکھوں سے یہ کرامت دیکھی۔ اور چھوٹے بڑے، عوام و خواص میں سے ہر ایک فرد کو یہ احساس ہو گیا کہ حضور شیخ المسلمین کے جوشِ جلال کی ہیبت اور طاقت کیا ہے۔

نیز اللہ رب العزت کے ولیوں کی زبان رب کے حضور کس قدر مقبولیت کی حامل ہے۔ اس واقعے سے یہ معاملہ بھی حل ہو گیا۔

اللہ بروزِ قیامت ہمیں حضور شیخ المسلمین کے غلاموں کی صفوں میں شامل فرمائے۔آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم.

لبوں سے جاری ہونے والا جملہ کام کرتا ہے
جلالِ حضرتِ حسنین سے بادل بھی ڈرتا ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ کے سجدوں کا احترام ٹرین بھی کرتی ہے

سنہ ۱۹۹۹ء میں کشن گنج سے پہلے ایک اسٹیشن دال کھولا ہے جہاں پر وگرام تھا اس پر وگرام میں شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت و جانشینِ مخدومِ عالم پناہ، امام الکشف، حضور شیخ المسلمین، حضرت مولانا الحاج سید الشاہ محمد حسنین رضا قادری رحمانی صاحب اور شاعر محترم جناب ضیاء الحق ضیاء گڈاوی صاحب کو رہنا تھا۔ ریشمی شہر بھاگلپور سے دونوں کے سفر کا آغاز ہوا۔ لال گڑھ سے دبرو گڑھ جانے والی ایک ٹرین جس کا نام اودھ آسام ہے جو نو گچھیا اسٹیشن پر ۵۷:۱۰ میں پہنچتی ہے ۵۹:۱۰ میں کھل جاتی ہے۔ یعنی اس وقت سے لے کر اب تک نو گچھیا اسٹیشن پر مذکورہ ٹرین کی آمد و رفت کا شیڈول ٹائم صرف دو منٹ ہے۔ محترم ضیاء الحق ضیاء گڈاوی صاحب بتاتے ہیں کہ ہم لوگ نو گچھیا اسٹیشن پر اوَدھ آسام کے انتظار میں تھے ٹرین اپنے مقررہ ٹائم کے اعتبار ۲ گھنٹے لیٹ آنے والی تھی۔ ابھی ٹرین کے آنے میں مزید کچھ لمحے باقی تھے تب تک ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ حضور شیخ المسلمین نے وضو بنا کر نماز کی نیت باندھ لی۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نماز میں تھے اس دوران اوَدھ آسام کے آنے کا اعلان ہو گیا۔ اعلان کے کچھ ہی پل بعد ٹرین آکر پلیٹ فارم پر کھڑی ہو گئی۔ اور اُدھر حضور شیخ المسلمین نماز کے بعد وظائف میں مشغول ہو گئے۔ اوَدھ آسام کا اسٹوپیج محض دو منٹ ہے مگر اس دن سات منٹ گزر جانے کے بعد بھی ٹرین پلیٹ فارم پر کھڑی رہی۔ حضور شیخ المسلمین اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر مجھ سے پوچھتے ہیں ضیاء ٹرین آگئی ہے کیا۔ میں نے جواب دیا کہ حضور ٹرین تو کافی دیر سے کھڑی ہے۔ آپ نے فرمایا چلو پھر چلتے ہیں۔ میں نے مصلیٰ سمیٹ کر بیگ میں رکھا اور حضور شیخ المسلمین کے ساتھ آکر

ٹرین میں سوار ہو گیا۔ اور جیسے ہی ہم دونوں ٹرین میں سوار ہوئے ٹرین چل پڑی۔ میں نے ٹرین میں بیٹھے ہوئے مزید لوگوں سے جانکاری لی کہ اس اسٹیشن پر ٹرین کے رکنے کا ٹائم تو صرف دو منٹ ہے مگر آج اتنی دیر کیوں رکی رہی۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ایسا کبھی تو ہوتا نہیں ہے ٹرین وقت پر آئے یا لیٹ آئے یہاں دو ہی منٹ رکتی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ٹرین یہاں اتنی دیر رکتی نہیں ہے مگر آج اگر رکی ہے تو یہ کمال حضور شیخ المسلمین کا ہے۔ گویا آپ اوراد و وظائف میں مشغول تھے اور خدا کی منشا یہ تھی کہ ابھی میرا بندہ میرا دوست حسنین میری عبادت میں مصروف ہے۔ اس لئے جب تک اس کی عبادت مکمّل نہ ہو ٹرین کو ایک بالشت بھی بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

مرے مرشد کے تقوے سے خدا کا فضل مسکائے
عبادت جب تلک نا ہو مکمل ٹرین رک جائے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ کی بدولت بیٹی کی شادی ہوئی اور بیٹے کو جاب بھی ملا

حضرت مولانا حکیم محمد امام الحق گڈاوی صاحب جو شاعرِ ہندوستان محترم ضیاء الحق ضیاء گڈاوی صاحب کے سگے بھائی ہیں۔ پچرو کھی گڈا کے رہنے والے ہیں فی الوقت مستقل طور پر رامپور ہاٹ بنگال میں اپنا مکان بنا کر رہائش پذیر ہیں۔ سنہ ۲۰۲۱ء میں طب نبوی کی روشنی میں حکمت کا کورس مکمّل کرنے کے بعد اپنے مطب کا افتتاح کر چکے ہیں۔ روزانہ صبح میں دو گھنٹے اور شام میں دو گھنٹے اپنے مطب میں بیٹھتے ہیں۔ مسجد میں امامت کا فریضہ انجام دینے کے علاوہ مریضوں کے علاج و معالجہ میں مصروف رہتے ہیں۔ میرے بہت اچھے دوست ہونے کے ساتھ ساتھ دور کے رشتے سے ہم زلف بھی ہیں۔ اس کے علاوہ حضور شیخ المسلمین کے بڑے سچے اور پکے مرید ہیں۔

عقیدت کا عالم یہ ہے کہ حضور شیخ المسلمین کے نام پر ہمہ وقت اپنی جان کی قربانی دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ سنہ ۲۰۱۵ء میں ایک دفعہ حضور شیخ المسلمین کا رامپورہاٹ علاقے میں جانا ہوا۔ رامپورہاٹ میں حضور شیخ المسلمین کے ایک بڑے چہیتے شخص حضرت مولانا قاسم اشرفی ہیں۔ جو حضور شیخ المسلمین سے مرید نہیں تھے مگر محبت بے انتہا کرتے تھے۔ ان کی بیٹی اور ایک بیٹا تھا۔ ان دونوں کے حوالے سے مولانا قاسم اشرفی بہت پریشان رہتے تھے۔ بیٹی شادی کے لائق تھی مگر شادی نہیں ہو رہی تھی اور بیٹا اپنی پڑھائی مکمّل کر چکا تھا جاب کے لائق عمر اور ڈگری دونوں تھی مگر کہیں جاب نہیں مل رہا تھا۔ جب حضور شیخ المسلمین اس علاقے میں گئے تو مولانا قاسم اشرفی حضور شیخ المسلمین کو اپنے گھر لے گئے اور ساری کہانی بتائی۔ درد و کرب کی کہانی سننے کے بعد حضور شیخ المسلمین نے فرمایا پریشان نہ ہوں خدا مسبب الأسباب ہے کام ہو جائے گا۔ آپ نے دو تعویذ لکھ کر دیے اور کہا کہ دونوں کے گلے میں باندھ دیں۔ ان شاء اللہ چھ مہینے کے اندر شادی بھی ہو گی اور بیٹے کو اچھی نوکری بھی لگے گی۔ آپ کے دیے ہوئے تعویذات استعمال میں لانے کے بعد چھ مہینے کیا تین مہینے کے اندر اندر شادی بھی ہوئی اور بیٹے کو جاب بھی مل گیا۔

مولانا امام الحق صاحب بتاتے ہیں کہ مولانا قاسم اشرفی خود ایک پڑھے لکھے آدمی ہیں دعا تعویذ کے معاملے میں جلدی کسی پر اعتماد نہیں کرتے ہیں مگر جب حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کے کارنامے کو دیکھا تو دنگ رہ گئے۔ ان کے بیٹے کی انجینئرنگ کی تعلیم پایۂ تکمیل تک پہنچ چکی تھی امتحان دیتے تھے مگر فیل ہو جاتے تھے۔ اور انٹریو میں بیٹھتے تھے مگر ناکام ہو کر لوٹتے تھے۔

کہنے لگے کہ اتنا بڑا کام اتنی آسانی سے کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ بھی دیے گئے

ڈیٹ سے پہلے تعجب ہے۔ یقیناً یہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں بلکہ اللہ رب العزت کے محبوب و مقبول بندے ہیں۔ یہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے اس کا مطلب ہے زبان ان کی ہوتی ہے مگر گفتگو خدا کی ہوتی ہے۔ مطلب صاف ہے حضور شیخ المسلمین جو کہہ دیتے ہیں خدا اس جملے کی لاج رکھ لیتا ہے اور اسے پورا کرتا ہے۔

مرے حسنین رحمانی دعاؤں میں جو روتے ہیں
اجابت کے گلوں سے حُسنِ استقبال ہوتے ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

تین مہینے کے اندر اندر دونوں بیٹیوں کی شادی ہو گئی

محلہ لوکو پاڑہ، رامپور ہاٹ، بنگال کے رہنے والے ایک شخص جناب محمد اصغر علی صاحب ہیں۔ ان کے حوالے سے مولانا حکیم محمد امام الحق صاحب کہتے ہیں کہ ان کی دو بیٹیاں تھیں اور دونوں شادی کے لائق ہو گئی تھیں۔ مگر شادی کے لئے کہیں سے رشتہ نہیں آرہا تھا۔ ایک روز انہوں نے اپنی درد بھری کہانی مولانا امام الحق صاحب کو سنائی۔ مولانا امام الحق نے کہا کہ کیری شریف کے پیر صاحب حضور شیخ المسلمین جو تقویٰ شعاری، پرہیز گاری اور پارسائی میں بڑی اونچی شان رکھتے ہیں۔ حضور غوثِ اعظم کی اولاد ہیں۔ وہ جسے نظر اُٹھا کر محبت سے ایک دفعہ دیکھ لیتے ہیں اس کی زندگی سنوار دیتے ہیں۔ کچھ دنوں میں لوکو پاڑہ آنے والے ہیں۔ ان سے اپنا درد بیان کیجئے ان کی بارگاہ سے کبھی کوئی نامراد نہیں لوٹتا ہے۔ جب حضور شیخ المسلمین کی آمد ہوئی۔ جناب اصغر علی صاحب شدت انتظار میں جیسے حضور شیخ المسلمین کی راہوں میں اپنی پلکیں بچھائے بیٹھے تھے۔ خبر سنتے ہی وہ ہمارے پاس آ گئے۔ اور کہنے لگے کہ حضرت

ایک بار حضور سے ملاقات کرا دیجیے۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ملاقات ہو جائے گی صبر رکھیے۔ چونکہ جب حضور شیخ المسلمین تشریف لاتے تو ہمیشہ معتقدین کی بھیڑ لگی ہوتی تھی۔ اکیلے میں گفت و شنید کے مواقع بہت کم میسر آتے تھے۔ تھوڑی دیر انتظار کیا تو موقع مل گیا۔ میں نے اصغر علی صاحب کو بلایا اور کہا کہ اپنی بات حضور کو بتائیں۔ جناب اصغر علی صاحب نے اپنی بیٹیوں کے بارے میں پوری بات بتائی کہ حضور کیا کیا جائے۔ رشتہ آتا ہے مگر کہیں فائنل نہیں ہو پاتا ہے۔

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کارساز ہے۔ بعدہ حضور شیخ المسلمین نے دو تعویذ لکھ کر دیے اور کہا کہ انھیں اپنی دونوں بیٹیوں کے گلے میں پہنا دیں۔ ان شاء اللہ اگر خدا نے چاہا تو چھ مہینے کے اندر اندر رشتہ طے ہو کر شادی ہو جائے گی۔ جناب اصغر علی صاحب وہاں سے نکل گئے۔ اور حضور شیخ المسلمین کی دیے ہوئے تعویذ کو اپنی دونوں بیٹیوں کے گلے میں پہنا دیا۔ حکیم محمد امام الحق صاحب بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین نے چھ مہینے کا وقت دیا تھا مگر تین مہینے کے اندر اندر دونوں بچیوں کے لئے مناسب رشتہ آیا اور دونوں بیٹیوں کی شادی بھی ہو گئی۔

اللہ اللہ کیا اثر تھا حضور شیخ المسلمین کی زبان میں۔ جو کہہ دیتے تھے وہ ہو جاتا تھا۔

اللہ رب العزت کا بے پناہ شکر و احسان ہے کہ ہم حضور شیخ المسلمین کے غلاموں میں سے ہیں۔

عقیدت مند میرے شیخ کے جلووں میں کھو جاتا
زباں میں تھا اثر ایسا کہ جو کہتے تھے ہو جاتا

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

گلے کا کانٹا نکال کر نئی زندگی دے دی

خواجہ حسین صاحب ابن مرحوم شیخ یوسف صاحب کیری شریف کے رہنے والے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کے مرید اور بہت مخلص ہیں۔ اخلاق کے دھنی آدمی ہیں۔ خوش مزاجی ان کی پیشانی سے جھلکتی ہے۔ جب بھی کسی سے ملتے ہیں مسکراتے ہوئے ملتے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے بعد بموقع عُرسِ چہلم ایک ملاقات میں گفتگو کے دوران حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے تذکرہ چھڑا تو ان کے چہرے پر تبسم ریز شادابی قابلِ دید تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ میرے بچے کے گلے میں مچھلی کا کانٹا اٹک گیا۔ مچھلی کا کانٹا گلے میں پھنسنا عام بات ہے۔ مگر چھوٹے بچے کے گلے میں کانٹے کا پھنسنا دل دہلانے کا باعث ہو سکتا ہے یہ تب پتہ چلا جب میرے بچے کے گلے میں کانٹا پھنسا۔ چونکہ میرا بچہ بھی چھوٹا تھا۔ اس کے گلے میں کانٹا ایسا پھنسا کہ نکالنا دشوار ہو گیا۔ دیکھتے دیکھتے وہ کانٹا گلے میں گوشت کے اندر داخل ہو گیا جس کی شدتِ پریشانی اتنی بڑھ گئی کہ بچے کو سانس لینے میں دقت ہونے لگی۔ بچے کی طبیعت اچانک جیسے جاں کنی کی طرف مائل ہونے لگی۔ ہمارے گھر والوں کو ایسا لگنے لگا کہ جیسے اب اس بچے کا آخری لمحہ آ گیا۔ اب ہم اپنے بچے کو کھو دیں گے۔ اس احساس میں ہمارے گھر کا ہر فرد رونے لگا۔ خوشحالی اچانک بدحالی میں تبدیل ہو گئی۔ کسی نے سوچا بھی نہیں تھا کہ مچھلی کھانے کے شوق میں اس قدر درد کا سامنا کرنا پڑے گا۔ گھر کے جملہ افراد کی آہ و زاری نے محلے کے لوگوں کو جمع کر دیا۔ محلے کے اکثر لوگ جمع ہو گئے اور الگ الگ طرح کے مشورے دینے لگے۔ کوئی کہنے لگا ڈاکٹر کے یہاں لے چلو تو کوئی کہہ رہا ہے نہیں وقت نہیں ہے

یہ کر و وہ کرو۔ مشورہ تو ہر کوئی دے رہا تھا مگر درست راستے کی طرف نشاندہی کوئی نہیں کر رہا تھا۔ پھر اچانک مجھے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ کی یاد آئی۔ بنا کسی کو کچھ بتائے میں دوڑتا بھاگتا ہوا حضور شیخ المسلمین کے پاس آیا اور رو رو کر میں نے پوری کہانی سنائی۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ نے فرمایا پریشان نہ ہو خدا کی ذات پر بھروسہ رکھو۔ اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ جاؤ پانی لے کر آؤ۔ میں دوڑ کر پانی لے آیا حضور شیخ المسلمین نے پانی پر دم کیا اور کہا کہ جاؤ اسے اپنے بچے کو پلاؤ۔ خواجہ حسین صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بچے کو پانی پلایا تو گلے میں پھنسا ہوا کانٹا باہر آ گیا۔ بچہ چین کی سانسیں لینے لگا یہ منظر دیکھ کر گھر کے سارے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ پڑی۔ آج جب میں اپنے بچے کو دیکھتا ہوں تو مجھے حضور شیخ المسلمین کی یاد آتی ہے۔ آج میرے بچے کو صحت بخشی کے ساتھ نئی زندگی حضور شیخ المسلمین نے عطا کی ہے۔

نکالا حلق کا کانٹا شفا کی ہر خوشی دے دی
مرے حسنین نے بیٹے کو میرے زندگی دے دی

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

پیسہ چھپا کر رکھا تھا مگر آپ نے بتا دیا

خواجہ محمد حسین ابن مرحوم یوسف صاحب کیری شریف ضلع بانکا بہار الھند سے دورانِ گفتگو ایک اور بات معلوم ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور میری بیوی نمک اور پانی دم کرانے کے غرض سے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس گئے۔ حضور شیخ المسلمین اس روز آستانے میں تھے۔ ہم دونوں گئے پہلے جا کر سلام کیے۔ حضور شیخ المسلمین نے جواب دیا۔ حضور شیخ المسلمین کی عادت تھی کہ جب بھی

کوئی سلام کرتا حضور شیخ المسلمین سلام کا جواب دینے کے بعد پہلا کلام خیریت پوچھنے سے ہی کرتے۔ عُرسِ رحمانی میں اتنے مہمانان آتے ہیں اس قدر بھیڑ رہتی ہے اس کے باوجود حضور شیخ المسلمین اپنے مریدوں سے خیریت لیتے رہتے ہیں کھانا وغیرہ کے حوالے سے پوچھ گچھ کرتے ہیں۔ دوسری خانقاہوں میں پیر صاحب سے ملاقات بھی دشوار ہے۔ مگر خانقاہِ رحمانیہ کیری شریف میں ایسا معاملہ بالکل بھی نہیں ہے۔ یہاں جب چاہیں آپ پیر صاحب سے مل لیں۔ بات چیت کرلیں یہ دستور اخلاق ہے حضور شیخ المسلمین کا۔ جب بھیڑ میں اتنی آسانی سے بات چیت ہو جاتی ہے تو پھر خالی دنوں بات چیت کیوں کر مشکل ہو گی۔ خواجہ صاحب بتاتے ہیں کہ اس روز حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان نے خیریت پوچھی اس کے بعد آنے کا مقصد پوچھا۔ میں نے کہا کہ حضور کچھ نہیں بس نمک اور پانی دم کرانا تھا۔ آپ نے فرمایا تو پھر دو لوگوں کو آنے کی کیا ضرورت تھی آپ اکیلے بھی آتے تو کام ہو جاتا۔ میں نے کہا جی حضور لیکن دونوں کی خواہش تھی کہ آپ کا دیدار بھی کرلیں گے اور دم بھی کرالیں گے۔ حضور شیخ المسلمین نے تفریحاً فرمایا کہ نذرانہ لائے ہیں۔ ہم نے کہا نہیں حضور نذرانہ لے کر نہیں آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی محترمہ سے پوچھیے ان کے پاس ہے یا نہیں۔ تو اس نے بھی کہہ دیا کہ نہیں ہمارے پاس بھی نہیں ہے۔ حضور شیخ المسلمین فرماتے ہیں کہ جھوٹ بولتی ہے جبکہ اپنی آنچل میں گیارہ روپیہ باندھ کر کمر میں کھونس لی ہے۔ اتنا سننا تھا کہ میری بیوی ہکا بکا رہ گئی۔ میں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کیا واقعی تمہارے پاس پیسے ہیں۔ تو میری بیوی نے کہا کہ ہاں اتنا ہی ہے جتنا حضور شیخ المسلمین نے بتایا ہے۔ اس نے گیارہ روپے نکال کر دے دیا۔ آپ نے پانی اور نمک پر دم کر دیا ہم اسے لے کر واپس آگئے۔ راستے میں ہم نے جب اپنی زوجہ کو کہا کہ تم پیسہ

چھپا کر کیوں رکھی تھی اور رکھی تھی تو ٹھیک سے چھپا کر کیوں نہیں رکھ سکی تمہاری وجہ سے پیر صاحب کے سامنے میرا سر جھک گیا۔ تم نے مجھے جھوٹا بنا دیا۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ رب العزت کی قسم مجھے حیرت ہے کہ جو بات میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے حضور شیخ المسلمین کیسے جانتے ہیں۔ میں نے ان پیسوں کو آنچل میں باندھ کر گھر میں ہی کمر میں کھونس لیا تھا۔ مگر مگر۔۔۔ خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ مگر مگر کیا کرتی ہو تم کو نہیں معلوم ہے کیا؟ پیر صاحب کا لقب امام الکشف ہے۔ ان کے پاس جھوٹ کا بازار چاہے جتنا بھی گرم کرنے کی کوشش ہو وہ کشف کے ذریعے سب کچھ جان لیتے ہیں۔ آئندہ کبھی حضرت سے کوئی بات مت چھپانا وہ پیشانی کیا دل کی بھی تحریریں پڑھ لیتے ہیں۔

خدا نے خونِ زہرائی کی رنگت دے کے بھیجا ہے
مرے حسنین کو کشف و کرامت دے کے بھیجا ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

جلا ہوا بدن ٹھیک کرنا اور نئی زندگی سے نوازنا

حافظ محمد شفیق احمد قادری، لاٹھی باڑی، گڈا، جھارکھنڈ کے رہنے والے ہیں۔ ابھی مستقل طور پر رامپور ہاٹ بنگال میں اپنا مکان بنا کر قیام پذیر ہیں۔ فرائضِ امامت کی انجام دہی کے علاوہ عملیات و تعویذات میں بھی خود کو متعارف کرانے میں کامیاب و کامران ہیں۔ مولانا امام الحق گڈاوی کی وساطت سے شرف تکلّم کے بعد حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے حوالے سے چند باتیں معلومات کے صحن تک پہنچیں۔

حافظ محمد شفیق احمد قادری بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان میرے پیر و مرشد بھی ہیں اور اتالیق دلنواز بھی۔ مجھے حضور شیخ المسلمین

بے حد پیار کرتے تھے۔ میں آگے کی تعلیمات کے لئے دار الاسلام جھریا دھنباد حضور شیخ المسلمین ہی کی اجازت سے گیا تھا۔ میں جب وہاں پڑھائی کر رہا تھا اس دوران ایک حادثے کا شکار ہو گیا تھا جس سے میرے بدن میں آگ لگ گئی تھی۔ اور اس آگ کی وجہ سے میرے جسم کا اکثر حصہ جل گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے مرہم اور دوائیں تو دی تھیں مگر گارنٹی نہیں لی تھی کہ میں کامل طریقے سے ٹھیک ہو جاؤں گا۔ پھر ایک دن میرے والد نے میرے پیر و مرشد حضور شیخ المسلمین سے ملاقات اور بات کرتے ہوئے کہا کہ حضور آپ کا چہیتا شاگرد و مرید بابو شفیق کا پورا جسم جل گیا ہے۔ حضور گھر والے بہت پریشان ہیں۔ میرے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر میرا بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کچھ کیجئے حضور اور میرے بچے کو بچا لیجئے۔

آپ نے برجستہ فرمایا کہ مطمئن رہیں ان شاء اللہ کچھ نہیں ہو گا۔ وہ بالکل صحت یاب اور تندرست ہو کر گھر لوٹے گا۔

قاری شفیق احمد قادری رحمانی صاحب بتاتے کہ حضور شیخ المسلمین کے اس مختصر سے جملے نے وہ کام کیا جو ڈاکٹروں کی دواؤں نے نہیں کیا۔ جس مرہم اور دوا کے استعمال کے بعد طبیبوں کی ہدایات کے مطابق ایک مہینہ میں ریکوری ہونا چاہئے تھی محض ایک ہفتہ میں ہی ہو گئی۔

اللہ اللہ کیا زبان پر تاثیر ہے۔ جو کہہ دیا وہ ہوا۔ قاری شفیق صاحب کہتے ہیں کہ مجھے موت کے منہ سے نکال کر زندگی کی بے بہا دولتوں سے نوازنے والی ذات میرے پیر و مرشد شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت و جانشینِ مخدومِ عالم پناہ، امام الکشف، حضور شیخ المسلمین، حضرت مولانا الحاج سید الشاہ محمد حسنین رضا قادری رحمانی علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔

میں اپنی موت کی زنجیر چھو کر لوٹ آیا ہوں
عطائے حضرت حسنین سے گھر لوٹ آیا ہوں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ کی نظر لوحِ محفوظ پر

حافظ محمد شفیق احمد قادری، لاٹھی باڑی، گڈا، جھارکھنڈ بتاتے ہیں کہ جن دنوں میں کیری شریف میں زیرِ تعلیم تھا۔ میرے گھر میں آئے دن کوئی نہ کوئی پریشانی جنم لیتی رہتی تھی۔ نہ والد صاحب کا کوئی کاروبار ٹھیک سے چلتا تھا۔ نہ آمدنی کے وسائل و ذرائع دستیاب تھے۔ امی ابو سمیت گھر کے اکثر افراد بیمار رہتے تھے۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ تم کیری شریف میں رہتے ہو حضور شیخ المسلمین وہاں رہتے ہیں۔ تمہاری پہچان بھی ان سے اچھی ہوگی تو انہیں بلا کر ایک دفعہ گھر کی بندش کیوں نہیں کرا لیتے ہو۔

میں نے کہا کہ آپ جان اور پہچان کی بات کرتے ہیں جبکہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں صبح و شام زانوئے ادب تہ کرنے کا میسر آتا ہے۔ ملاقات تو روز ہوتی ہی ہے۔ علاوہ ازیں ہر روز کسی نہ کسی بہانے سے حضور شیخ المسلمین کی خدمت کا موقع بھی مل ہی جاتا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو ضرور اپنے گھر کی پریشانی بتا کر دیکھوں گا۔ اک روز میں نے حضور شیخ المسلمین سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور مل کر گھر کی پریشانیوں کے حوالے سے جملہ احوال بھی سنا دیا۔ ساتھ میں یہ بھی کہا کہ حضور میرے گھر چلنا ہے۔ آپ ایک بار گھر پہنچ کر قدم رکھ دیں گے تو پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ اور اگر گھر کی بندش بھی آپ کے مبارک ہاتھوں سے ہو گئی تو مصیبت یقیناً میرے گھر کا راستہ بھول جائے گی۔

قاری شفیق صاحب کہتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین مجھے بہت مانتے تھے اس لئے میری گزارش فوراً قبول کرلی اور جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

آپ کی رضامندی کے تیسرے ہی دن غالباً ہمارے جانے کا پلان ہوا۔ چونکہ گڈا سے لاٹھی باڑی جانے کے لئے ڈائریکٹ بسیں بہت کم چلتی تھیں اس لئے شام ہو جانے کے بعد اس علاقے کا سفر مشکل ہو جاتا تھا۔ جب ہم لوگ گڈا پہنچے تب شام ہو چکی تھی۔ اس لئے حضور شیخ المسلمین نے رات کا قیام وہیں گڈا میں کیا اور میں بھی اپنے رشتہ دار کے یہاں رات گزارا۔ صبح میں جب رکشا سے حضور شیخ المسلمین کو لینے آیا تب گیارہ بج رہے تھے۔ مجھ سے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اتنی تاخیر کر کے آئے ہو اور تھوڑی جلدی آنا چاہئے۔ بہت دیر ہو گئی بارش ہو جائے گی۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ اتنی تیز دھوپ میں بارش کی بات حضور شیخ المسلمین صاحب کیوں کر رہے ہیں۔ اگر چہار جوانب میں سے کہیں پر ذرا سا بھی بادل کا سایہ نظر آتا تو بات سمجھ آتی مگر ہر طرف دھوپ ہے بارش کی کہیں کوئی علامت بھی نہیں ہے تو پھر آپ اچانک سے اس کڑی دھوپ میں بارش کی پیشن گوئی کیوں دینے لگے۔ میں نے گستاخی سے اجتناب کے خوف سے کچھ نہیں کہا۔ لیکن جب میں اور حضور شیخ المسلمین بس اسٹاپ میں اتر کر رکشا سے لاٹھی باڑی جانے لگے منزل پر پہنچنے ہی والے تھے کہ پہنچنے سے دو کلو میٹر پہلے اس قدر تیز اور موسلا دھار بارش ہونے لگی کہ دونوں بھیگ گئے۔ تب مجھے سمجھ آیا کہ حضور شیخ المسلمین بارش کی بات کرتے ہوئے جلدی آنے کا کیوں کہہ رہے تھے۔ اور آج جب اس مختصر سے جملہ پر غور کرتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ ہماری آنکھیں تو ظاہر کو دیکھتی ہیں مگر اللہ والوں کی آنکھیں باطن کو بھی دیکھتی ہیں۔ دنیا والوں کی نظر زمین پر یا آسمان کے اوپری سطح تک پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے۔ مگر

اللہ والوں کی نظر آسمان سے آگے لوحِ محفوظ پر رہا کرتی ہے۔

گویا موسم ابر آلود نہیں ہے تو کیا ہوا، مطلع صاف ہے اور ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی ہے تو کیا ہوا۔ حضور شیخ المسلمین کی نگاہوں نے لوحِ محفوظ پر لکھی ہوئی عبارت کو پڑھ کر پہلے ہی جان لیا تھا کہ آج اتنے بج کر اتنے منٹ پر بارش ہونے والی ہے۔

کرم وہ باری باری ہر کسی پر کر دیا کرتے
ہے کتنی دور بارش کشف سے بتلا دیا کرتے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

ڈوبی ہوئی گاڑی کو پانی سے تیراتا ہوا نکالا

محمد ذاکر صاحب بن محمد گلزار مرحوم کیری شریف ضلع بانکا بہار کے رہنے والے ہیں نہایت ہی خلیق اور ملنسار انسان ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ سکندر پور، شیام بازار، بونسی، ضلع بانکا، بہار میں ایک شادی تھی۔ جس میں نکاح حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان ہی کو پڑھانا تھا۔ بانکا، بھاگلپور، گڈا، دمکا، دیوگھر اور رامپورہاٹ کیا آسنسول تک بھی جہاں کہیں حضور شیخ المسلمین کے چاہنے والے ہیں، حضور مخدومِ عالم پناہ سید عبد الرحمن البیتھوی کے عقیدت مند ہیں۔ جب ان کے یہاں شادی ہوتی تو ہر کسی کی یہی خواہش ہوتی کہ نکاح حضور شیخ المسلمین پڑھائیں۔ کئی جگہ کے حوالے سے رپورٹ ہے کہ دولہا یا دولہن نے خود یہ فرمائش کی ہے کہ میرا نکاح اگر حضور شیخ المسلمین پڑھائیں گے تو یہ شادی کریں گے ورنہ نہیں کریں گے۔

محمد ذاکر صاحب بن محمد گلزار مرحوم صاحب بتاتے ہیں کہ سکندر پور میں نکاح پڑھا کر حضور شیخ المسلمین لوٹ رہے تھے۔ سکندر پور بستی سے متصل ایک ندی

ہے جس میں ابھی پل بن گیا ہے اب لوگ سکندر پور جانے کے لئے اسی پل کے اوپر سے جاتے ہیں۔ مگر پہلے جب وہ پل بنا نہیں تھا اس وقت لوگوں کو سکندر پور جانے کے لئے یا سکندر پور سے آنے کے لئے ندی کا سہارا لینا ہی پڑتا تھا۔ ندی کو عبور کیے بغیر کوئی سکندر پور نہ جا سکتا تھا نہ سکندر پور سے آسکتا تھا۔

حضور شیخ المسلمین کے ہمراہ مجھ سمیت مزید کئی اور لوگ بھی تھے۔ جب ہم لوگ سکندر پور بستی سے نکل کر ندی تک پہنچے تو پانی کم تھا مگر ندی میں ریت کا جماؤ عام بات ہے اس لئے ڈرائیور گاڑی کو بہت دھیمی گتی سے ندی میں اتار رہا تھا۔ مگر گاڑی جیسے ہی ایک تہائی ندی پار کی پانی بڑھنے لگا اور بہاؤ تیز ہونے لگا دیکھتے ہی دیکھتے پانی اس قدر بڑھ گیا کہ گاڑی آدھی ڈوب گئی۔ سارے لوگ گھبرانے لگے تھے کہ رات کا وقت ہے اور پانی کا بہاؤ بھی تیز ہو گیا ہے اب ہم لوگ نہ پیچھے آسکتے ہیں نہ آگے جا سکتے ہیں۔ ایسا لگنے لگا کہ جیسے اب کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ یہ ہمارا آخری دن ہے۔ ڈرائیور بھی سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کرنا ہے۔ اتنے میں حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ نے ڈرائیور سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ گاڑی مت روکو چلتے رہو۔ حضور غوثِ اعظم ہمارے ساتھ ہیں کچھ نہیں ہوگا۔ آپ نے اتنا کہا اور خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ ڈرائیور حضور شیخ المسلمین کی بات مانتے ہوئے گاڑی دھیرے دھیرے لے کر بڑھانے لگا۔ ہم جتنے لوگ گاڑی میں بیٹھے تھے سب کو لگ رہا تھا کہ گاڑی چل نہیں رہی ہے بلکہ پانی میں تیر رہی ہے۔

اب تک گھبراہٹ تھی مگر حضور شیخ المسلمین کے اس جملۂ پُر اعتماد کے سبب ہمیں مکمّل بھروسہ ہو گیا کہ مرنا ہو گا تو کسی اور دن مریں گے مگر آج تو بالکل بھی مرنے والے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ آج حضور شیخ المسلمین نے اپنی زبانِ کرامت

نشاں سے ہم لوگوں کو حضور غوث اعظم کے حوالے کر دیا ہے۔ گاڑی چلتی رہی اور دھیرے دھیرے پانی کا چڑھاؤ کم ہوتا گیا۔ کچھ لمحے بعد گاڑی رکی تو ہم لوگوں نے نیچے اتر کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ گاڑی ندی پار کر چکی ہے۔ ہم لوگوں نے اپنے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ کر خدا کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ حضور خدا کا شکر ہے ہم لوگ بخیر و عافیت ندی پار کر چکے ہیں۔

محمد ذاکر صاحب کہتے ہیں کہ مولانا شہاب الدین ثقافی صاحب اگر اس دن حضور شیخ المسلمین ساتھ نہ ہوتے تو ہم میں سے کسی کا بھی زندہ بچ کر گھر آنا ممکن نہیں تھا۔ مگر حضور شیخ المسلمین کی کرامت تھی کہ ہم تمام لوگ موت کے منہ سے باہر آ گئے۔ اور آج اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی کرامت آپ سے بیان کر رہے ہیں۔

ندی میں گاڑی ڈوب کر بھی پانی سے باہر نکل آئی

اسی طرح کی ایک روایت محمد جاوید بن ڈاکٹر ریاض صاحب کیری شریف ضلع بانکا بہار سے میں نے سنی ہے۔ جسے خود محمد جاوید بتاتے ہیں کہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ ہم سب کہیں باہر سے آرہے تھے۔ جب ہم سب ڈھوا ندی پار کرنے لگے تو ندی میں پانی کا بہاؤ اس قدر تیز ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے باڑھ کی نوبت آ گئی۔ حضور شیخ المسلمین کے ساتھ مجھ سمیت کئی لوگ گاڑی میں سوار تھے۔ جس گاڑی میں ہم سب سوار تھے اس گاڑی کو جو ڈرائیور چلا رہا تھا اس کا نام چندن یادَو تھا۔ ندی میں پانی کا بہاؤ ایسا تھا کہ بچ کر صحیح سلامت نکلنا بہت مشکل تھا۔ مگر حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی برکتوں سے ہم تمام لوگ گاڑی سمیت بخیر و عافیت ندی پار بھی کر گئے اور کسی کو کچھ ہوا بھی نہیں۔

خدا کا شکر شیخ المسلمیں سے پیار کر بیٹھے
کرم کی یوں ہوئی بارش ندی بھی پار کر بیٹھے
(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کا نام مشکلیں دور کرتا ہے

مولانا محمد جمشید صاحب ناطق بھاگلپوری بڑے خلیق ملنسار اور نہایت ہی خوش طبع انسان ہیں۔ آبائی وطن بانکا، بہار ہے مگر ابھی مستقل طور پر ہری پور، پانڈیشور، رانی گنج، بنگال میں رہتے ہیں۔ آواز اچھی ہے، لب ولہجہ دلکش ہے، انداز فرحت بخش ہے۔ مذکورہ بالا خوبیوں کے علاوہ ان کے اندر شعر گوئی کا ملکہ بھی قابلِ رشک ہے۔ میں انہیں بہت اچھی طرح اس لئے جانتا ہوں کہ موصوف سے میری درسی مصاحبت رہی ہے۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے بڑے عقیدت مند مرید ہیں۔ وہ اپنی زندگی کا ایک خوبصورت گوشہ جو حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان سے جڑا ہوا ہے شیئر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

میں، میرے جملہ برادران، بھتیجے اور والدہ محترمہ مرحومہ ومغفورہ (جو اب اس دنیا میں نہیں ہیں "سقی اللہ ثراھا") سمیت کیری شریف کیلئے روانہ ہوئے برسات کا موسم تھا جب کیری شریف کے قریب پہنچے تو پتا چلا بارش کے سبب ندی میں پانی لبالب بھرا ہوا ہے۔ کیری شریف جانے سے پہلے ایک ندی ہے۔ جسے پار کیے بنا بارش کے دنوں میں کیری پہنچنا نہایت ہی دشوار کن امر تھا۔ اب تو زائرین کے لئے خیر ہے کہ اس ندی کے اوپر پل بنا ہوا ہے۔ جس کی وساطت سے لوگ کیری شریف جاتے اور آتے ہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ندی میں پل نہیں بنا تھا۔

ہم سب کو یکایک فکر لاحق ہوئی کہ اب کیری شریف کیسے پہنچیں گے۔ پھر ہم نے وہاں موجود ایک فرد سے دریافت کیا کہ کیری شریف جانے کی کیا صورت ہو سکتی ہے تو اس نے بتایا کہ ایک راستہ ہے لیکن زمین پکی نہ ہونے کے سبب بارش کے دنوں میں دلدل کا غلبہ رہتا ہے۔ اس میں زیادہ تر سامان ڈھونے والی گاڑیاں چلتی ہیں مثلاً ٹریکٹر وغیرہ۔ دلدل کی خبر سنتے ہی ڈرائیور نے اس راستے میں جانے سے انکار کر دیا۔ مگر سینے میں جو حضور شیخ المسلمین سے ملاقات کی آگ جل رہی تھی اسے کون بجھاتا۔ ہم نے ڈرائیور سے منت سماجت کے ساتھ اصرار کیا تو وہ راضی ہو گیا۔

علی کل حال دوسرے راستے سے ہمارا آگے کا سفر شروع ہوا راستہ اتنا خراب تھا کہ گاڑی کبھی دائیں کبھی بائیں بھاگ رہی تھی کیری شریف کیلئے محض ایک کلو میٹر کا سفر طے کرنے میں پچاس سے ساٹھ منٹ صرف ہو گئے

ہماری گاڑی مین روڈ پر پہنچنے کے بالکل قریب تھی کہ دل دل میں پھنس گئی گاڑی نہ آگے بڑھ رہی ہے نہ پیچھے سامنے کا پہیا کبھی دائیں کبھی بائیں ہونے لگا اور روڈ کے دونوں کنارے بیس بیس فٹ نیچے کھائی تھی ذرہ برابر بھی اگر چوک ہوتی تو گاڑی کے ساتھ ساتھ ہم سب کھائی میں جا گرتے۔

نکلنے کی صورت نظر نہیں آنے لگی۔ کیری محلہ قریب تھا لوگ وہاں سے آکر اتنی کثیر تعداد میں جمع ہو گئے کہ جیسے میلہ لگا ہوا ہو اور ہم سب گاڑی میں بیٹھے بیٹھے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ کیری کے لوگ حضور شیخ المسلمین کی تربیتوں کے سبب بڑے مہربان ہوتے ہیں وہاں موجود لوگ ہماری مدد بھی کرنا چاہ رہے تھے لیکن کیسے کرتے۔

جب کہیں سے کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آنے لگا تب ہم سب نے دل ہی دل

میں حضور شیخ المسلمین کو یاد کرتے ہوئے فریاد کیا کہ حضور آپ سے ملاقات کی خواہش، جستجو اور تڑپ نے ہمیں یہاں تک کھینچ لایا ہے۔ مگر زمین اور بارش کی بے وفائی نے ہمارا تماشا بنا رکھا ہے۔ اپنے غلاموں کو بچائیں آپ کو دیکھنے کے لئے آنکھیں بیتاب ہیں۔

اتنا کہنا تھا کہ جو گاڑی پہیے کی وجہ سے حرکت کے قابل نہیں تھی اچانک اچھلتی ہوئی دلدل سے نکل کر مین روڈ (پکی سڑک) پر آن پہنچی۔ ایسا لگا کہ جیسے گاڑی کو کسی نے پیچھے سے دھکا دے کر مین روڈ پر کھڑا کر دیا ہو۔

پریشانی کی شدت سے طبیعت چور ہوتی ہے
تمہارا نام لیتا ہوں مصیبت دور ہوتی ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

آپ کا تصور باعثِ حلّ مشکلات ہے

۱۸ر ستمبر ۲۰۲۴ء کو پانسکوڑہ کھڑگپور کے علاقے میں ایک جلسہ تھا۔ جس میں فقیر راقم السطور کے علاوہ محترم شاہنواز حسان صاحب اڑیسہ، نورِ مجسم کانپوری صاحب اتر پردیش، قاری ضمیر الدین زمزم صاحب ہوڑہ اور محترم مولانا جمشید ناطق بھاگلپوری صاحب کی دعوت تھی۔ میں مولانا جمشید اور ضمیر الدین زمزم صاحب ایک ہی ٹرین سے پانسکوڑہ گئے۔ جلسہ کے منتظمین ہمیں رسیو کرنے کی خاطر ہمارے پہنچنے سے قبل ہی پانسکوڑہ اسٹیشن پہنچ کر محوِ انتظار تھے۔ ہمارے پہنچتے ہی رسیو کر کے ہمیں لے جانے لگے۔ غالباً دس کلو میٹر کا سفر طے ہوا ہو گا کہ جہاں جلسہ تھا وہاں سے فون آیا۔ رسیو کرنے آئے ہوئے لڑکے نے کال رسیو کیا۔ فون رسیو کرتے ہی ششدر رہ

گیا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا اچانک اس طرح سے حیرت و استعجاب کی کیفیت کیوں بن رہی ہے۔ لڑکے نے جواب دیا کہ حضرت ہمارے علاقے میں ابھی تھوڑی دیر پہلے باندھ کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے گھروں میں پانی داخل ہو رہا ہے اور جہاں جلسہ ہے وہاں تو اسٹیج پورا ڈوب گیا ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو واپس جانے کے لئے بول رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ حضرت ابھی آپ لوگ جائیں گے تو بری طرح پھنس جائیں گے اس لئے لوٹ جانے ہی میں بھلائی ہے۔ آنے میں جو اخراجات اور نقصانات ہوئے وہ سب ادا کر دیے جائیں گے ابھی آپ سب واپس لوٹ جائیں۔ ہم لوگ واپس آکر پانسکوڑہ سے ہوڑہ کی ٹرین کے لئے بیٹھے اور ٹرین میں بیٹھے بیٹھے ہوڑہ سے پارسناتھ کے لئے ایک آخری ٹرین ہوڑہ ممبئ میل جو رات ۱۱:۴۰ میں نکلتی ہے اس کا کرنٹ ٹکٹ نکال لیا۔ پھر پارسناتھ سے پٹنہ کے لئے وندے بھارت میں بھی ٹکٹ نکال کر مطمئن طریقے سے محوِ سفر تھے۔ جلسہ چھوٹ گیا نقصانات ہوئے اس کے باوجود طبیعت مطمئن تھی چونکہ غلام رسول بھائی جو ہم سب کے داعی تھے بہت پر اعتماد انسان ہیں۔ ان کے ساتھ مراسم تعلق بہت دنوں سے قائم ہیں۔ انہوں نے کبھی نقصان نہیں پہنچایا تو ابھی بھی نہیں پہنچائیں گے۔ بس اسی اعتماد کے سبب اطمینان تھا۔ مگر بے چینی تب بڑھنے لگی جب ہوڑہ جانے والی ٹرین تاخیر ہونے لگی۔

جیسے جیسے ٹرین تاخیر ہو رہی تھی ویسے ویسے دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ چونکہ گیارہ چالیس کے بعد پھر رات بھر میں کوئی دوسری ٹرین اس روٹ کے لئے نہیں تھی۔ ہوڑہ ممبئ میل چھوٹنے کا مطلب آئندہ شب کا جلسہ چھوٹنا اور دو دو ایئر کنڈیشن کنفرم ٹکٹ کا برباد ہونا تھا تیسرا اور سب سے اہم سبب کہ پوری رات ہوڑہ میں بیٹھ کر گزارنا۔ ٹرین آؤٹر پر ایسی جگہ کھڑی تھی کہ جہاں سے نہ پیدل اسٹیشن آسکتے ہیں نا اس

ٹرین کے کھلنے کے انتظار میں آئندہ ٹرین کو چھوڑ سکتے ہیں۔ اسی کشمکش میں ہم دونوں دوست محوِ گفتگو تھے کہ سنو اب ایک ہی راستہ ہے۔ گیارہ گیارہ مرتبہ یا حضور شیخ المسلمین المدد پکارو ان شاء اللہ حضور شیخ المسلمین مدد فرمائیں گے۔ اب اگر اس پریشانی سے نکلنا ہے تو یہی ایک صورت ہے دوسری کوئی سبیل نہیں ہے۔ ہم دونوں نے یا حضور شیخ المسلمین المدد کا ورد شروع کیا۔ اور جیسے ہی گیارہ کی گنتی مکمّل ہوئی جس ٹریک پر ہماری ٹرین کھڑی تھی اس کے قریب والی ٹریک پر ایک دوسری ٹرین ہوڑہ سے کھل کر رفتہ رفتہ نکل رہی ہے۔ میں نے مولانا جمشید سے پوچھا کہ یہ ٹرین کون سی ہے۔ جب بورڈ پر لکھا نمبر دیکھا تو دونوں کی زبان سے بیساختہ نکلا کہ ارے یہ تو وہی ٹرین ہے جس سے ہمیں آگے سفر کرنا ہے۔ چلو اترو!

یہ کہتے ہوئے ہم دونوں ٹرین سے اتر گئے اور چلتی ٹرین پر اپنا بیگ پھینک کر اس پر سوار ہو گئے۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ ہوڑہ ممبئ میل ہے کیا۔؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں یہ وہی ٹرین ہے۔ یہ جواب سن کر ہماری خوشی کا عالم کیا ہو گا اور ہماری دھڑکنوں کی کیا کیفیت رہی ہو گی یہ قارئین کو پتہ چلے نہ چلے مگر ہم دونوں کو تو احساس تھا۔ اور پھر ہمیں یہ بھی احساس ہو گیا کہ جب حضور شیخ المسلمین کا غلام انہیں دل سے یاد کرتا ہے تو حضور شیخ المسلمین انہیں اکیلا نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی مدد کرتے ہیں اور ہر پریشانی سے چھٹکارا دلا دیتے ہیں۔

فیضانِ حضور شیخ المسلمین زندہ باد!!!

وظائف ان کے اسمِ پاک کے جب لب پہ آتے ہیں
مرے مرشد مدد کے واسطے تشریف لاتے ہیں

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

بیس سال تک گاڑی خراب نہیں ہوگی

محمد جاوید بن ڈاکٹر محمد ریاض صاحب جو کیری کے رہنے والے ہیں۔ بتاتے ہیں کہ میں نے نئی کار خریدی تھی۔ ابھی ٹھیک سے ڈرائیو کرنا نہیں جانتا تھا۔ دھیرے دھیرے دو چار کلو میٹر بس میدان میں چلا کر عادت بنا رہا تھا۔ خانقاہ رحمانیہ کا میدان کتنا بڑا ہے آپ دیکھ ہی رہے ہیں میں وہاں ڈرائیونگ سیکھ رہا تھا۔ میری نظر اچانک حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان پر پڑی تو گاڑی روک کر میں حضور شیخ المسلمین سے مصافحہ کرنے گیا۔ حضور شیخ المسلمین نے مسکراتے ہوئے میری سمت دیکھا اور فرمایا کہ گاڑی تم نے لی ہے۔ میں نے کہا جی حضور آپ کی دعا سے۔ حضور شیخ المسلمین بہت خوش ہوئے۔ اور دعاؤں سے نوازا۔ اس وقت مدرسہ خانقاہ رحمانیہ میں ششماہی امتحان چل رہا تھا۔ بچوں کا امتحان لینے کے لئے باہر سے ممتحن آئے ہوئے تھے۔ امتحان کے جملہ امور سے وہ لوگ فارغ ہو چکے تھے۔ اور انہیں واپس جانا تھا۔ حضور شیخ المسلمین نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ ان علماء کرام کو جو بچوں کا امتحان لینے آئے تھے انھیں بونسی بس اسٹاپ پر چھوڑ آؤ وہ لوگ وہاں سے بس لیں گے۔ میں نے کہا کہ حضور ابھی ابھی نئی گاڑی خریدی ہے۔ ابھی میں ٹھیک سے چلانا بھی نہیں جانتا ہوں۔ کہیں کچھ ہو گیا تو جانی اور مالی دونوں نقصان ہو گا۔ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تم جاؤ میں ضمانت دیتا ہوں کچھ نہیں ہو گا۔ ابھی بیس سال گاڑی تمہارے ہاتھوں میں محفوظ رہے گی تم مطمئن ہو کر جاؤ اور مہمان کو پہنچا کر آؤ۔ میں واقعی کار چلانا نہیں جانتا تھا مگر حضور شیخ المسلمین کا فرمان سن کر یقین ہو گیا کہ اب نہ مجھے کچھ ہو گا نہ میری گاڑی کو۔ میں چلا گیا اور ان مہمانوں کو بونسی خود ہی ڈرائیو کرتا ہوا چھوڑ آیا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن

ہے۔ ۱۸؍ سال ہو گئے میری کار کو اب تک ایک کھروچ تک نہیں آئی ہے۔

اللہ اللہ گاڑی بنانے والی کمپنیاں گاڑی کا رجسٹریشن چارج پندرہ سال کا لیتی ہیں اور روڈ پر چلنے کی گارنٹی بھی پندرہ سال تک دیتی ہیں مگر حضور شیخ المسلمین نے بیس سال کی گارنٹی دے دی۔ میرا یقین کہتا ہے کہ گاڑی کے رجسٹریشن کی اکثر مدت (validity) رہے نہ رہے مگر حضور شیخ المسلمین کی زبانِ صداقت مآب نے کہہ دیا تو ان شاء اللہ اب بیس سال تک گاڑی محفوظ رہے گی۔

آج تک اُڑ کے لگا بھی نہیں کوئی پتھر
ہم نے دیکھا ہے تمہاری زبان کا پاور

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

خالی مکان بنا سرفرازی کا سامان

شہزادۂ حضور شیخ المسلمین، جانشینِ امام الکشف، حضرت العلام علامہ و مولانا مفتی سید الشاہ محمد شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ صاحبِ سجادہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف کی وساطت سے یہ بات ملکۂ ادراک تک پہنچی کہ ضلع دمکا میں رانیشور نامی ایک قصبہ ہے جہاں حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کا ایک عقیدت مند جناب قمر الزماں صاحب کا آبائی وطن ہے موصوف اپنے آبائی مکان ہی میں سکونت پذیر ہیں۔ ان کے حوالے صاحب سجادہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے رانیشور میں لبِ شاہراہ ایک عالیشان مکان اس ارادے کی تکمیل کے لئے بنایا کہ اسے کوئی کرایہ پر لے کر نرسنگ ہوم، پرائیویٹ کمپنی یا بینک وغیرہ افتتاح کرے اور چلائے۔ چونکہ مکان انہیں مقاصدِ متذکرہ کے تحت منصۂ شہود پہ آیا تھا تو کسی فیملی والے کو رہائش کے لئے کرایے پر دینا

ممکن نہیں تھا۔ دریں سبب تعمیر مکمّل ہونے کے بعد بھی کئی سالوں تک مکان یوں ہی منتظرِ تکمیلِ آرزو رہا۔ ہزار تگ و دو کے بعد بھی جب تعمیر کا مقصد صفر سمجھ میں آنے لگا۔ تب خیالات نے چوٹ کی کہ کیوں نہیں کیری شریف جاکر حضور شیخ المسلمین کو ساری آپ بیتی بتائی جائے۔

چنانچہ منصوبہ بند طریقے پر اک روز جناب قمر الزماں صاحب کیری شریف پہنچے اور حضور شیخ المسلمین سے ملاقات کر کے سارا ماجرا سنایا تو حضور شیخ المسلمین نے تبسم آمیز لہجے میں جواب دیا کہ اس چھوٹے سے امر کے لیے اتنی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی یہ ساری باتیں فون پر بھی کہہ دیتے یا کسی سے محض خبر ارسال کر دیتے کام ہو جاتا۔ جناب قمر الزماں صاحب نے کہا کہ حضور سوچا اسی بہانے ملاقات کی آرزوئیں بھی بر آئیں گی اور بگڑی بھی بن جائے گی۔ پھر حضور شیخ المسلمین نے ایک رقعہ اپنے دستِ رَسا سے لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اسے مکان کی کسی دیوار پر آویزاں کر دینا۔ پھر کیا تھا قمر الزماں صاحب نے وہ رقعہ لیا اور لاکر مکان کی دیوار پر چسپاں کر دیا۔ ابھی کچھ ہی ایام گزرے تھے کہ چند لوگ آئے جن کے فاخرانہ لباسوں سے یہ نشاندہی ہو رہی تھی کہ کسی کمپنی کے آنر ہیں یا کوئی بڑے بزنس مین ہیں البتہ گفت و شنید کے بعد یہ راز افشاں ہوا کہ وہ لوگ بینک کھولنے کے ارادے سے مکان کرایہ پر چاہتے ہیں۔ صاحبِ مکان نے خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انھیں مکان مناسب قیمت میں رینٹ پر دے دیا۔ آج اسی مذکورہ مکان میں بینک کاری کے جملہ امور پوری آب و تاب کے ساتھ انجام پا رہے ہیں۔

اللہ اللہ۔۔۔ قمر الزماں صاحب پر حضور شیخ المسلمین نے ایک چشمِ عنایت کیا ڈال دی مسئلہ فوراً حل پذیر ہو گیا۔ اور دائمی طور پر حصولِ رقم کے ذرائع میسر آ گئے۔

گویا اس در ناز سے دارین کی سرفرازیوں کا مستقل سامان حاصل ہو گیا۔

جانکاہ تکلیف سے ملی لذتِ تخفیف

حضرت علامہ و مولانا محمد ظفیر الدین مصباحی صاحب قبلہ جو بڑے قابل اور خلیق عالم دین ہیں۔ مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف میں ایک عرصے سے درس و تدریس کی خدمات پر مامور ہیں۔ آج سے بیس سال قبل بھی اسی ادارے میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ اس عرصے میں دوسرے مقامات پر بھی مصروف تدریس و تعلیم رہے۔ مگر چونکہ ممدوح مؤقر کی تدریسی خدمات اور طلبہ کے ساتھ ان کے شفقت ریز لمحات سے صاحب سجادہ بخوبی آشنا تھے اس لیے بصد اصرار انہیں پھر مدرسہ خانقاہ رحمانیہ لے آئے۔ ابھی علامہ موصوف آستانہ ہی میں رہ کر تشنگانِ دین متین کو علومِ نبویہ کا جام پلا رہے ہیں۔ موصوف بتاتے ہیں کہ آج سے غالباً اٹھارہ، بیس سال قبل ایک خاتون کی آمد آستانے پر ہوئی تھی جو مذہب سے ہندو اور برادری سے راجپوت تھی۔ اس نے آکر دریافت کیا کہ بابا کدھر ہیں۔ ہم لوگوں نے پوچھا کہ کس بابا کے لیے جویاں و پریشاں ہو، وہ بولی جو لوگوں کے دکھوں کا ازالہ کرتے ہیں در حقیقت ان کی مخدوش حالت دیکھنے کے بعد ہم لوگوں کو محسوس ہوا کہ کسی پنڈت کے بارے میں دریافت کر رہی ہو گی۔ چونکہ مانگ میں سندور، پیشانی پر قشقہ اور ہاتھ میں کئی طرح کے دھاگے اور اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ تھی کہ وہ کمر سے پاؤں تک خون سے لت پت تھی۔ ہمیں دہشت ہوئی کہ اس ہوش ربا حال میں یہ کس کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ تھوڑی دیر بعد انکشاف ہوا کہ اس کی مراد حضور شیخ المسلمین کی ذاتِ سراپا قدس تھی۔ اس خبر سے آپ کو باخبر کر دیا گیا جب حضور شیخ المسلمین سے

راجپوت عورت کی ملاقات ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ بچہ دانی کے کسی سخت مرض میں مبتلا ہے۔ پھر حضور شیخ المسلمین نے پانی پر دم کر کے اسے دیا اور پینے کو کہا اس نے پانی پیا تھوڑی ہی دیر بعد اس جانکاہ تکلیف میں تخفیف ہوئی۔ پھر حضور شیخ المسلمین نے دم کردہ پانی کی ایک بوتل دے کر اسے بھیج دیا اور کہا کہ اسے پیتے رہنا۔ تقریباً مہینے بھر کے بعد وہ عورت آئی اور کہا کہ بابا آپ کی کرپا سے سب کچھ بدل گیا۔ پہلے ڈاکٹر نے کہا تھا کہ تم ماں نہیں بن سکتی ہو مگر اب ڈاکٹر کہہ رہا ہے کہ مجھ میں ماں بننے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے۔

واہ واہ ایسے رحمت وصف تغیر کو دیکھ کر بارگاہِ شیخ المسلمین میں فرطِ عقیدت سے دل جھکا چاہتا ہے۔

میدانِ منازعت چمنِ مصالحت بن گیا

گزشتہ چند مہینے قبل فرصت کے لمحات میں بارگاہِ حضور شیخ المسلمین آستانہ عالیہ خانقاہِ رحمانیہ کیری شریف میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اس دوران تھوڑی دیر شہزادۂ حضور شیخ المسلمین علامہ و مولانا مفتی سید الشاہ محمد شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ کے ساتھ گفت و شنید کا موقع میسر آیا۔ دورانِ گفتگو حضور صاحب سجادہ نے ماسٹر نسیم صاحب کھڑیہارا جو ابھی بھاگلپور میں مستقل طور سے اقامت پذیر ہیں۔ ان کے حوالے سے ایک بڑی دلچسپ بات بتائی تھی جسے میں سپردِ قرطاس کر رہا ہوں۔

کہتے ہیں کہ ماسٹر نسیم صاحب چونکہ ہائی اسکول میں سرکاری ملازم ہیں اس لیے غنی چک بھاگلپور میں اپنا مکان بنا کر باضابطہ سکونت پذیر ہو گئے ہیں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب کھڑیہارا کے آبائی مکان میں ان کی رہائش تھی۔ ماسٹر نسیم اور ان کے

بھائیوں کے درمیان بڑی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ ناچاقی کی سختی کے سبب دونوں بھائیوں میں بات چیت بھی بند رہتی تھی۔ اور کبھی کبھی رسا کشی اور مناقشت کا معاملہ اس قدر طول پکڑ لیتا کہ دونوں ایک دوسرے پر لاٹھی ڈنڈا جیسے اوزار سے بھی وار کے لیے آمادہ ہو جاتے۔ پھر ایک روز حضور شیخ المسلمین کو اس محلے کے کسی پروگرام میں شرکت کی دعوت ملی آپ وہاں پہنچے تو ماسٹر نسیم صاحب نے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ سے ملاقات کی اور اپنے بھائیوں کے درمیان چپقلش کی ساری کہانی سنائی۔ حضور شیخ المسلمین نے فرمایا کہ کبیدہ خاطر نہ ہو اپنے اعتماد کو بحال رکھو۔ خدا پریشانیوں کا خاتمہ کرنے والا ہے۔ حضور شیخ المسلمین نے ایک تعویذ دیا اور کہا کہ دونوں بھائیوں کے کمرے کے درمیان اسے دیوار پر چپکا دیں۔ جناب ماسٹر نسیم صاحب نے اس تعویذ کو لیا اور اس کا لیمینیشن کرا کر دونوں کمروں کے درمیان دیوار پر آویزاں کر دیا۔ بتاتے ہیں کہ تعویذ کو دیوار پر لگانے کے بعد ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ہم دونوں بھائیوں کے درمیان صلح ہو گئی۔ اور میدانِ مناقشت و منازعت، مصالحت کا ایسا چمنستان بنا کہ لمحہ درلمحہ صلح و آشتی کے گل و لالہ اگنے لگے۔ آج کئی سال گزر گئے پھر دوبارہ کبھی باہم شکر رنجی نہ ہوئی۔ محلے والے بولتے ہیں کہ ان دونوں بھائیوں کے درمیان ہمیشہ خانہ جنگی کا ماحول بنا رہتا تھا پھر نہیں معلوم یہ کرشمہ کیسے ہو گیا۔ کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے رہ کر ایام زندگی گزار رہے ہیں لڑائی جھگڑے کا سارا معاملہ ہی ختم ہو گیا۔ اک دفعہ کسی نے سوال کیا کہ ایسا کس طرح ممکن ہوا تو جواب دیا، یہ کمال اپنا نہیں حضور شیخ المسلمین کا ہے۔ انہیں کی چشمِ عنایت کی بدولت ہم دونوں بھائیوں کی زندگی میں سکون کے لمحات نے دستک دی ہے۔ دونوں میں باہمی تعلقات اس قدر خوشگوار ہیں کہ سرمایۂ افتخار ہیں۔

اِدھر آپ لب کشا ہوئے اُدھر رحمت کی گلفشانی ہوئی

صاحبِ سجادہ حضور سید شاہد میاں صاحب قبلہ بیان کرتے ہیں کہ شہر گڈا میں حضور شیخ المسلمین کا ایک معتقد ہے جس کی ایک بیٹی تقریباً تیس سال کی ہو گئی تھی مگر اب تک کنواری تھی۔ ہر رشتہ کسی نہ کسی سبب سے منسوخ ہو جاتا، لڑکی ماشاء اللہ جاذب نظر اور شگفتہ مزاج تھی اس کے باوجود رشتۂ تزویج کی باہم مشاورت ہمیشہ منتظر اتمام رہ جاتی پھر ایک روز سعادت کی گھنٹی بجی اور از راہ قسمت حضور شیخ المسلمین کا نہ صرف گڈا میں ورود مسعود ہوا بلکہ آپ انہیں کے گھر قیام پذیر بھی ہوئے جب سامنے بابِ رحمت وادِ کھا تو انہوں نے اپنی دخترِ نیک اختر کے حوالے سے رشتے کی دشواریوں کا سارا سانحہ حضور شیخ المسلمین کی بارگاہ میں پیش کر دیا آپ نے حوصلے کی تھپکی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب مایوسی اور درماندگی کو پسِ پشت ڈالو اور اللہ کے حضور امید و تیقن کا دامن دراز کرو، مشیت مولی حامی ہوئی تو معاملہ بہر حال بہتر اور خوش آئند ہو گا چنانچہ حضور شیخ المسلمین رات کے پچھلے پہر جب اپنے بستر استراحت پر محوِ خواب تھے کہ یکایک سرہانے کی جانب سے ایک رحمت آمیز صدا بلند ہوئی کہ فلاں کی بیٹی مناکحت کی خوشبوؤں سے لبریز ہو گی اور ان کا فلاں اِبن فلاں کے ساتھ رشتۂ ازدواج طے پایا ہے۔ جب حضور شیخ المسلمین نمازِ فجر کے لیے بیدار ہوئے تو آپ نے صاحب خانہ کو پاس بلا کر کہا کہ آفریں صد آفریں آپ کی صاحبزادی کے لیے رشتے کی بشارت آگئی ہے پھر حضور شیخ المسلمین نے پورا ماجرا بتایا، اس واقعے کے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک رشتۂ دلنواز آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے بات حدِ ازدواج تک جا پہنچا۔

آج ان کی بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ نشاط آمیز اور طمانیت آثار زندگی بسر کر

رہی ہے۔

رشتے کا آنا اور انجام تک پہنچنا تو عظیم بات ہے مگر کمال یہ ہے کہ آپ نے جس رخ سے رشتے کی آمد کا حوالہ دیا تھا اسی جانب سے رشتہ بصد اہتمام آیا اور اور بحسن وخوبی عقد و نکاح کے جملہ تقریبات اختتام کی منازل تک پہنچے سبحان اللہ!

اللہ رب العزت نے حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی زبان میں ایسی تاثیر ودیعت کر دی تھی کہ اِدھر سے لب کشا ہوئے اُدھر سے رحمت کی گلفشانی ہوگئی۔

رجائیت کا چمن خوب لہلہاتا ہے
بفیض شیخ مقدر بھی مسکراتا ہے

(محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری)

حضور شیخ المسلمین کا سانحۂ ارتحال

سال ۲۰۲۰/۲۱ء میں کووڈ ۱۹ر سے معروف جس وائرس نے عالم ہست و بو میں تباہی مچائی تھی اس کی تصویر لفظوں کے قالب میں ڈھال کر پیش کرنا قلم کی بساط کے باہر ہے، کورونا وائرس بنام کووڈ ۱۹ر اک ایسا تعدیۂ جراثیم کا مرض ہے جس کی ہلاکت خیزیوں نے عالمگیر سطح پر طوفان وبا برپا کر دیا تھا، اس مرض کے متاثرین کے لئے سب سے بڑا مسئلہ نظام تنفس کی تخریب کا تھا۔ کیم و جسیم اور تن آور و قد آور شخصیات کو بھی اس مرض وباخیز نے اپنا شکار بنا کر منزل اجل تک پہنچا دیا۔

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی سروے رپورٹ کے مطابق کووڈ ۱۹ر کے پہلے دور بالمقابل دوسرا دور زیادہ دہشتناک ثابت ہوا تھا۔ ملکی سطح پر مرنے والوں کی تعداد میں دن بدن سیکڑوں اور ہزاروں کا اضافہ ہوتا جا رہا تھا، اس دہشت نے دماغوں میں ایسی

وحشت بھر دی تھی کہ یکا یک قرابت رقابت میں تبدیل ہونے لگی حتی کہ مصافحہ جیسا شعار محبت تک ناگوار خاطر ہو گیا تھا۔

مسلمانوں کا تو یہ مسلم الثبوت عقیدہ ہے کہ جب تک مرضیِ مولی نہیں ہو گی لقائے اجل کا تصور تک مستبعد ہے مگر خوف وہراس نے دماغ و دل کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا، اللہ اللہ! عالم اسلام نے اس وقت بڑی دل شگاف تکلیف محسوس کی جب خانۂ کعبہ کے طواف کا دروازہ سعودی دار الحکومت کی جانب سے بند کر دیا گیا تھا۔

فقیر راقم السطور کو پہلے دور کے لاک ڈاؤن نے صوبۂ گجرات کے مشہور شہر سورت میں پا بہ زنجیر کر دیا تھا، وہاں کے پچاس روزہ درد و کرب کے ناقابل فراموش احساسات سے دماغ و دل آج بھی دو چار ہیں پھر جب کووڈ ۱۹ر کا دوسرا دور پر آشوب چل رہا تھا اس وقت کٹک شہر صوبۂ اڈیشا میں رہ کر ختم قرآن کے اعزاز کے ساتھ نماز تراویح کی امامت میں مصروف تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جب میرے مرشدِ گرامی فضیلۃ الشیخ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو لاکھ کوششوں کے باوجود جنازے میں شریک نہیں ہو سکا۔ رمضان المبارک کا مہینہ ہو آپ دوسرے صوبہ میں نمازِ تراویح میں تلاوت قرآن پاک سنا رہے ہوں اور ملک بھر میں گاڑیاں چلنے پر پابندی عائد ہو تو سفر کس قدر مشکل امر ہے اس کا احساس ۲۰۲۰ / ۲۱ء میں پوری دنیا کو تھا۔ اپنے دوست، احباب قرابت دار، اور فیملی وغیرہ سے ملنے کے لیے جب بے تاب ہوتا تو آہ بھرنے کے سوا کچھ بھی میسر نہیں تھا، میرے تو شیخ طریق ہدایت مجھے الوداع کہہ گئے تھے، ان کا اک آخری دیدار شوق میرے لیے کتنا بڑا ذخیرہ تسکین ہو گا یہ میرے احساس دروں سے پوچھیے، بلندی کے کسی افق پر اگر اس حقیر کے قدم نظر آتے ہیں تو یہ میرے شیخ کے دست

فیضان کا کمال ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

میرا تو جیسے کلیجہ منہ کو آگیا جب قاری قیصر ترنم اور قاری غلام محمد کا فون آیا اور یہ دل فرسا خبر دی کہ حضور شیخ المسلمین اب ہمارے بیچ سے کوچ کر گئے ہیں، صدمۂ جانکاہ اور غم جاں سوز کی ضرب نے میرے وجود حیات کو اندر سے باہر تک جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ جیسے جسم کا اک اک رونگٹا واحسرتاہ اور واکرباہ کی چیخیں بلند کر رہا ہو، پیر کے دردِ فراق نے ایسا حواس باختہ کیا تھا کہ ان دونوں سے مزید وجوہ و اسباب کے بارے میں کوئی دریافت بھی نہیں کر سکا۔ زبان کرب پر بس ایک ہی فلک شگاف صدا تھی آہ میرا پیر چلا گیا آہ میرا پیر مجھ سے جدا ہو گیا۔

آج جب حضور شیخ المسلمین کی حیات دلنشیں کے مخصوص و مختلف گوشوں پر رقمطرازی کا موقع میسر آیا تو شہزادۂ حضور شیخ المسلمین ڈاکٹر سید نوشاد احمد قادری سے رابطہ کیا اور ان سے رحلت کے حادثۂ فاجعہ کی تفصیلات سے آشنائی حاصل کی لہذا اب حضور شیخ المسلمین کے ارتحالِ صد ملال کے رقت انگیز احوال ملاحظہ ہوں:

علالت کی ابتدا

۴؍ اپریل ۲۰۲۱ء بروزِ جمعرات طبیعت میں افسردگی محسوس ہوئی آپ کا جسم گرم ہو رہا تھا۔ تن بدن میں نحیفی و ناتوانی چھائی ہوئی تھی، حدتِ جسم سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ آپ پر بخار کا غلبہ ہے۔ اس کی اطلاع ملتے ہی آپ کو دوائیاں دی گئیں۔ استعمالِ ادویات کے باوجود افاقہ حاصل نہیں ہوا تب آپ جمعہ کے روز نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر آستانہ عالیہ رحمانیہ کیری شریف سے بھاگلپور روانہ ہو گئے۔ بھاگلپور میں ڈاکٹر ضیاء احمد صاحب جو تشخیص ادویات اور تفتیش امراض کے حوالے سے بڑے ماہر

اور معروف طبیب ہیں ان سے ملاقات اور مراسمِ تفتیش کے جملہ امور کی تکمیل کے بعد جو دوائیاں استعمال کے لئے ملیں ان سے خاصی راحت حاصل ہوئی_ مسلسل تین ایام تک آپ اپنے کاشانۂ نور میں استراحت افزا ماحول میں رہے پھر یکلخت طبیعت مضمحل ہو گئی، نظامِ تنفس میں سرکشی متصور ہونے لگی، پھر جب دوبارہ ڈاکٹر ضیا احمد کے پاس جاکر وہاں آر ٹی پی سی آر کے چیک اپ سے گزرنا پڑا تو آپ کی کووڈ رپورٹ پوزیٹیو آئی علاج کی بہتری کے لیے آپ فی الفور کینس (KINS) ہاسپٹل، کرٹ روڈ، سلی گوڑی ریفر کر دیے گئے۔

سلی گوڑی ہاسپٹل میں علاج کے دوران ظہورِ کمالات

سلی گوڑی، کینس ہاسپٹل میں ۱۹/ اپریل ۲۰۲۱ء بروزِ پیر آپ ایڈمٹ ہوئے۔ آپ کی سانسوں کی آمد و رفت مدھم پڑ رہی تھی بایں سبب آپ کو فوراً آئی، سی، یو میں شفٹ کیا گیا۔

چونکہ آئی سی یو میں آوا جاہی کی اجازت محض ڈاکٹر اور نرس کو ہوتی ہے اس لئے کسی مریض سے اہل خانہ اور قرابت داروں کو بات ملاقات کے مواقع کم میسر آتے ہیں۔ مگر آپ شیخ المسلمین ہیں آپ کی ذات بابرکات کے محاسن و محامد سے اپنے تو اپنے غیر بھی واقف ہیں۔

آپ کی خدمت میں جو نرس صاحبہ مامور تھی وہ بیان کرتی ہے۔ کہ شروع کے چار سے پانچ روز آپ آئی، سی، یو میں ہونے کے باوجود پسِ پشت تکیہ رکھ کر نماز وغیرہ کا اہتمام کرتے رہے، چارپائی اگر قبلہ رونہ ہوتی تو اسے قبلہ رو کراتے تاکہ آپ کی نماز کا قبلہ بھی آپ کو مل جائے۔ طبیعت کے احوال ناگفتہ بہ تھے پھر بھی آپ نے نمازِ پنجگانہ کی ادائیگی کا تسلسل باقی رکھا تھا۔ حضور شیخ المسلمین کے خادمِ خاص جناب

مقیم رحمانی صاحب کہتے ہیں کہ اک دفعہ حضور شیخ المسلمین نے نرس کی وساطت سے مجھے آئی، سی، یو کے اندر بلوایا اور کہا کہ مقیم مجھے کچھ تیکھی چیز کھانے کی طبیعت ہو رہی ہے نیز دلائل الخیرات شریف کی تلاوت کا کیف آور لمحہ بھی بہت یاد آ رہا ہے اگر طبیعت پر بار نہ ہو تو ان دونوں چیزوں کا انتظام کر دو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور شیخ المسلمین کو کچا چنا مسالہ کے ساتھ اور دلائل الخیرات پہنچا دیا۔ نرس کہتی ہے کہ وہ پڑھتے بہت زیادہ تھے۔ جب تھوڑی طبیعت اچھی محسوس ہوتی تھی اُٹھ کر ایک کتاب پڑھنے لگتے ہیں ہم سب سمجھ گئے کہ حضور المسلمین دلائل الخیرات کی تلاوت کے عادی تھے اسی کی تلاوت کرتے ہوں گے۔ اور انہوں منگوایا بھی اسی مقصد کے تحت تھا۔ پھر جب نظام تنفس مزید بگڑنے لگا تب شاید نمازوں کی پابندی اور دلائل الخیرات کی تلاوت مشکل امر ہو مگر نرس کہتی ہے کہ میں نے بہت سارے مریضوں کی خدمت کی ہے بہت سارے متاثرین امراض کو دیکھا ہے مگر اندر جو بابا ہیں ان کے احوال کچھ الگ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ جب ان کا آکسیجن ماسک دوائی وغیرہ کی لکوڈ پلانے کے لیے کھولتی ہوں تو ان کے ہونٹ ہلتے رہتے ہیں ایسا لگتا ہے جیسے وہ کچھ پڑھ رہے ہیں۔ حضور شیخ المسلمین کے حوالے سے کئی باوثوق لوگوں سے یہ بات نقطۂ ادراک تک پہنچی ہے کہ آپ نیند میں بھی ہوتے تو آپ کے لبوں کی جنبش نہیں جاتی، آپ کے ہونٹوں کی حرکت کا یہ اثر انگیز واقعہ بتاتا ہے کہ آپ نے زندگی کے اولین دور سے لے کر آخری مرحلے تک وظائف و تسبیحات کے کیف انگیز لمحات کو خود سے الگ نہیں ہونے دیا۔

آپ کا وصالِ صد ملال

چنانچہ ۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بمطابق ۴ر مئی ۲۰۲۱ء کی صبح یہ خبر

موصول ہوئی کہ آپ کی طبیعت بہت زیادہ نازک تر ہو گئی ہے۔ جہاں جہاں یہ خبر جانکاہ پہنچی وہاں وہاں دیوانے دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ ہر طرف بے چینی اور بے تابی کی لہر دوڑنے لگی۔ مسجد، مدرسہ اور خانقاہ ہر طرف اندوہ آگیں دعاؤں کی محفلیں سجنے لگیں۔ مگر لاکھ دعاؤں ایک طرف اور مسلمانوں کا یہ تسلی آمیز اعتقاد دوسری طرف کہ مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولی اور بالآخر ۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ بمطابق ۴ر مئی ۲۰۲۱ء بروز چہار شنبہ رات تقریباً گیارہ بج کر ترپین منٹ ۱۱:۵۳ پر آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون.

نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین

موت العالِم موت العالم کے بمصداق حضور شیخ المسلمین کے فراق دلخراش نے عالم عقیدت میں زلزلہ برپا کر دیا اور ارادت مندوں کی حیات تو جیسے بے مایہ ہو کر گئی ہو، آپ کے سانحۂ ارتحال سے ماحول کی سوگواری ایسی اندوہ ناک ہو گئی تھی کہ جملہ فدایان شیخ المسلمین کے قلوب بحر کرب میں غرق ہو گئے، اس وقت آستانہ عالیہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف کا اتنا وسیع و عریض میدان سمٹ کر ایک چھوٹے سے بر آمدے میں تبدیل ہو گیا تھا، دیوانوں کی بھیڑ شاباشب یوں اکٹھی ہوئی کہ پاؤں رکھنے کی بھی جا نہیں بچی تھی، جب کہ ابھی حضور شیخ المسلمین کا جسدِ خاکی ہاسپٹل سے باہر بھی نہیں نکلا تھا۔

بحرِ کَرَب میں ڈوب کے کہتے تھے سب کے سب
ویرانیاں ہیں شہر میں اک شخص کے سبب

آپ کے غمِ وصال سے اگر عقید تمندوں کا سینہ اس قدر چھلنی ہو رہا ہے تو پھر ان شہزادوں کا حال کیا ہو گا جو ۱۹ر اپریل سے ۴ر مئی تک بنفسِ نفیس سلی گوڑی

ہاسپٹل میں رہ کر اپنے والد کے طبعی حالات کی نازکی کو بچشم خود ملاحظہ کر رہے تھے چوبیس گھنٹے پاس تھے مگر مل نہیں سکتے۔ بات کرنے کے لیے لمحہ لمحہ تڑپ رہے تھے مگر بات نہیں کر سکتے۔ اشتیاق دید کی بیتابی ایسی تھی کہ شب و روز اشک ریزیاں چھائی رہتیں پر ملاقات کی کوئی سبیل نہیں نکلتی تھی۔ والد سے بڑا دوست اور ہمدرد پوری دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا، باپ کورونا پوزیٹیو کا مریض بن کر آئی سی یو میں آکسیجن ماسک کے ساتھ بیٹوں کی جدائی میں بے چین و بیقرار ہے اور بیٹے باہر رہ کر اپنے والد کی شفایابی کے انتظار میں پل پل تڑپ رہے ہیں۔ ذرا لمحاتِ درد و کرب کے اس نازک موڑ پر خود کو کھڑا کر کے سوچیں پھر عقل و خرد اور قلب و جگر کے حوصلوں کا جائزہ لیں، پھر جنہیں حضور شیخ المسلمین نے اپنے ہاتھوں سے نوالے کھلائے ہوں جنہیں حضور شیخ المسلمین نے اپنی آغوشِ محبت و شفقت میں پالا ہو، انہیں کیسا لگا ہو گا جب ڈاکٹر نے کہا ہو گا کہ اب آپ کے والد دنیا میں نہیں رہے، حضور شیخ المسلمین جب سلی گوڑی ہاسپٹل میں زیرِ علاج تھے اس وقت حضور سید شاہد میاں، سید شہباز صاحب اور ڈاکٹر سید نوشاد احمد قادری یہ تینوں بذات خود موجود تھے۔

میرا وجدان حدِ ایقان تک پہنچ کر کہتا ہے کہ اس روح فرسا خبر نے تینوں کے وجودِ زیست کو اندر سے باہر تک جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہو گا ان شہزادگان کو لگا ہو گا جیسے زمین و آسمان کے طنابے ایک ہو گئے ہوں اور اچانک کائناتِ حیات پر قیامت صغریٰ بپا ہو گئ ہو اور جون جولائی کی آگ برساتی گرمی میں کسی شجر تناور و سایہ دار سے محرومی کا خیال کس قدر ہوش ربا ہو گا یہ اہل ہوش سے مخفی نہیں۔

ان کے ہونے سے بخت ہوتے ہیں
باپ گھر کے درخت ہوتے ہیں

۴؍ مئی ۲۰۲۱ء بروزِ چہار شنبہ بشب گیارہ بجکر ترپین منٹ پر جب حضور شیخ المسلمین کا وصال صد ملال ہوا تو یہ خبر ہوا کے مانند شہزادگان حضور شیخ المسلمین تک ہی نہیں بلکہ سلی گوڑی اور مضافات میں موجود جملہ مریدین، متوسلین اور معتقدین تک دم زدن میں پھیل گئی۔ سب سے بڑا مسئلہ وہاں سے حضور شیخ المسلمین کے جسد انور کو نکال کر خانقاہ منتقل کرنا تھا، چونکہ کورونا وائرس کے دوسرے دور نے سماجیاتی فضاؤں میں تعدیۂ جراثیم کی ایسی دہشت مچائی تھی کہ اس وائرس سے اگر کسی کی موت ہو جائے تو نعش اہل خانہ کی تحویل میں نہیں دی جاتی تھی اور نہ انھیں مس کرنے تک کی اجازت تھی۔ سیکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ایسی لاشیں تھیں جنہیں اہل خانہ کے سپرد کرنے کی بجائے پولیس کی موجودگی میں جے سی بی سے خندق کھود کر تہِ خاک کر دیا گیا، اب اگر یہی صورت خونچکاں یہاں بھی بنتی تو پھر قیامت در قیامت ہو جاتی۔ مگر حضور شیخ المسلمین کے تصرفات سے اہل عشق واقف تھے، بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کے ساتھ بھی وہی دستور اپنایا جاتا جو عام مریضوں کے ساتھ اپنایا گیا تھا، سلی گوڑی کا مسلم ایم ایل اے جو ممتا بنرجی کے ٹکٹ سے دستور ساز اسمبلی کی سیٹ جیت کر منتری بنے تھے انہوں نے خبر رحلت ملتے ہی ہاسپٹل والوں سے رابطہ کیا اور حضور شیخ المسلمین کے حوالے سے عظمت شان کی باتیں بتا کر کہا کہ جلد از جلد ان کی نعش مبارک کو ہاسپٹل سے ریلیز کیا جائے، شہزادۂ حضور شیخ المسلمین سید نوشاد صاحب قبلہ بیان کرتے ہیں کہ آناً فاناً مستشفٰی کے ضروری معاملات کی تفتیش و تحقیق کے بعد سارے دستاویزات تیار ہو گئے اور حضور کو بصد اہتمامِ ناز ریلیز کر دیا گیا۔

چونکہ سلی گوڑی میں حضور شیخ المسلمین کے عقیدت مندان تو تھے ہی، کیری شریف سے بھی بہت سارے دیوانے وار وہاں پہنچ گئے تھے۔ جس کی بنا پر

ہاسپٹل کے باہر کافی بھیڑ اکٹھی ہو گئی تھی۔ ہاسپٹل والوں کو ڈر تھا کہ اس ہجوم سے جنون عقیدت میں کوئی لغزش نہ واقع ہو جائے، اس لئے علی الفور وہاں سارے لوگوں سے کوچ کر جانے کا استدعا کیا گیا پھر حضور شیخ المسلمین کا جسد شریف لے کر بصد ناز و ادب سارے لوگ نکلے اور نکلتے ہی سابق ممبر آف پارلیمنٹ حضرت علامہ غلام رسول صاحب بلیاوی سے رابطہ کیا گیا تاکہ آنے کے دوران راستے میں کہیں کسی چیک پوسٹ پر پولیس مزاحم نہ ہو، علامہ غلام رسول بلیاوی صاحب حضور شیخ المسلمین کے بہت مقبول و محبوب خطیب تھے اور حضور شیخ المسلمین سے بلیاوی صاحب کو بھی بڑا مخلصانہ اعتقاد تھا، اس حادثۂ دلگیر کا علم ہوتے ہی آپ نے اظہار تأسف کیا اور ایک وقفے کے بعد یقین دہانی کرائی کہ آپ سب بصد اطمینان حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کے ہمراہ جائیں کہیں کوئی رخنہ اندازی نہیں ہوگی اور نہ محکمۂ پولیس سے کسی طرح کا مسئلہ در پیش ہوگا، بیان کیا جاتا ہے کہ گاڑی سلی گوڑی سے چل کر کیری پہنچ ہوگئی مگر پولیس کا محکمہ ہو یا فتنہ پرست عناصر بحمدہ تعالی کسی سے کوئی مزاحمت نہ ہوئی۔ ٹھیک ۷:۳۰ ساڑھے سات بجے صبح یہ قافلۂ عشق و عقیدت حضور شیخ المسلمین کے جسم اطہر کے ساتھ کیری شریف پہنچا اس وقت تک پورا کیری دیوانوں کے ازدحام سے لبالب بھر چکا تھا۔ سیکڑوں بسیں، ہزاروں کاریں اور لاکھوں کی تعداد میں موٹر سائیکلیں جمع ہوگئی تھیں، چونکہ لاک ڈاؤن کا آشوب خیز عرصہ تھا اور دن گیارہ بجے بہار گورنمنٹ کی جانب سے نئے نئے ضابطوں کے ساتھ دوبارہ لاک ڈاؤن کا اعلامیہ جاری ہونے والا تھا، بایں سبب شیخ المسلمین کے جملہ شہزادوں اور مقرب بارگاہ خوشہ چینوں نے باہم یہ فیصلہ لیا کہ ۹:۳۰ بجے نماز جنازہ وقت مقرر کیا جائے تاکہ جو معتقدین دور دراز کی مسافت طے کر کے آئے ہیں انہیں واپسی میں کسی دشواری کا سامنا نہ ہو اور اس پر سب

کا اتفاق رائے ہو گیا۔

حضور شیخ المسلمین کو غسل دینے والے خوش نصیب افراد

نمازِ جنازہ کے وقت کا تعین ہوتے ہی مسجدوں میں اعلانات ہو گئے، سوشل میڈیا پر بھی نمازِ جنازہ کے لیے تعین کردہ وقت کا اعلان گشت کرنے لگا تاکہ قریب سے آنے والے عقیدتمندانِ شیخ المسلمین کے لیے بسہولت آنے کی سبیل بہر طریق نشر کر دی جائے، بعدہ حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کو غسل دینے کی تیاری شروع ہوئی، شاعرِ ہر دل عزیز قاری غلام محمد نور رحمانی اور حضور سید شاہد میاں صاحب کی وساطت سے غسل دینے والوں کے یہ اسمائے گرامی موصول ہوئے، ملاحظ ہو:

- شہزادۂ حضور شیخ المسلمین سید شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ زیبِ سجادہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف
- شہزادۂ برادر شیخ المسلمین سید عمران میاں صاحب
- شہزادۂ برادر شیخ المسلمین حضور سید فرخ نظامی صاحب
- شہزادۂ شیخ المسلمین ڈاکٹر سید نوشاد احمد قادری صاحب
- شہزادۂ شیخ المسلمین سید واصف میاں صاحب
- نیک بابو
- سید شفیع احمد قادری صاحب
- محبوبِ شیخ المسلمین قاری غلام محمد نور رحمانی صاحب
- محترم سحیل رحمانی صاحب
- محترم ترنم رحمانی صاحب

- محترم مقیم رحمانی صاحب

آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحب زادے نے پڑھائی

آداب غسل کی تکمیل کے بعد تجہیز و تکفین کا عمل بطریق احسن انجام پایا تب تک ۹؍ بج چکے تھے۔ وقت بھی اتنی سرعت کے ساتھ محوِ سفر تھا جیسے گھڑی کی سوئیوں کو چابی دے کر کسی نے راہ عجلت پر لگا دیا ہو اور وہ اپنی منزل کی طرف بے محابا سر گرداں ہو، دیکھتے ہی دیکھتے گھڑی کا چھوٹا کانٹا ۹؍ پر اور بڑا کانٹا ۶؍ پر پہنچ گیا اور اِدھر صف بستہ ہو کر جماعت کھڑی ہو گئی، اتنے میں کسی نے زور کی آواز کی آواز دے کر اعلان کیا کہ نماز شروع ہو رہی ہے مکبرین تیار ہیں؟ تو پیچھے سے محض مکبرین نے آواز بلند کی کہ ہاں ہم سب تیار ہیں پر چونکہ نمازیوں کی تعداد کے مد نظر مکبرین کی تعداد میں بھی اضافہ کرنا پڑا تھا اسی لیے جب مکبرین نے آواز دی کہ ہاں ہم سب تیار ہیں تو آواز ایسی بلند ہوئی کہ جیسے پورے مجمع سے آواز اٹھی ہو۔ پھر شہزادۂ حضور شیخ المسلمین علامہ سید شاہد رضا مصباحی صاحب قبلہ آگے بڑھے اور مصلائے امامت پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کی قبر میں اترنے والے اشخاص

نمازِ جنازہ کی تکمیل کے بعد آپ کے تابوتِ قدس کو والد بزرگوار حضور مخدومِ عالم پناہ سید عبد الرحمن البیتھوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پر انوار کے پاس لے جایا گیا اور آپ کے بائیں طرف حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کے آستانۂ ناز کی آراستگی عمل میں آئی، آپ کی قبر نور کے اندر شہزادۂ برادر شیخ المسلمین سید فرخ نظامی صاحب، سید حسنین رضا قادری امجھری صاحب، قاری ہدایت صاحب.بیلسر گڈا

اور جناب مقیم رحمانی صاحب اترے اور بغایت عجز و ادب حضور شیخ المسلمین کا جسد مبارک قبر انور میں اتارا گیا۔

عملِ تدفین

قبر میں اتارے جانے کے بعد سلیپ وغیرہ سے قبر ڈھانپ دی گئی پھر مٹی دینے کا سلسلہ شروع ہوا۔ لوگ آتے گئے اور "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى" کی گونج میں مٹی دینے کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ تھوڑی دیر میں مٹی دینے کا سلسلہ بھی منزل اتمام تک پہنچ گیا، بعدہ قل شریف اور رقت انگیز دعا پر تکفین و تدفین کی یہ ساری کارروائیاں بطریق احسن اختتام کو پہنچیں۔

مولیٰ ہمیں فیضانِ شیخ المسلمین سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم.

مزارِ پر انوار اور تاریخِ عرس

آپ کا مزارِ پر انوار جہاں آپ کے والد بزرگوار خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی کامل سید عبد الرحمن البیتھوی رحمۃ اللہ علیہ آسودۂ خاک ہیں وہیں بائیں طرف آپ بھی محوِ راحت ہیں۔ اور ۲۰۲۱ء سے آپ کا مزارِ پر انوار مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مزار مقدس کے قریب ہمیشہ طالبان راہ حق آتے رہتے ہیں اور آپ کے تصدق اپنی رقت انگیز مناجات سے کمالات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ بہار، جھارکھنڈ، بنگال، یوپی اور چھتیس گڑھ جیسے صوبوں سے عقیدت مند آتے ہیں اور اپنا دامنِ امید پھیلا کر باریابی کے ساتھ لوٹتے ہیں۔ آپ کے فیضانِ کرم کا دریا اس طرح جوش زن رہتا ہے کہ مانگنے

والوں کا کشکول چھوٹا پڑ جاتا ہے مگر آپ کی عطاؤں کی وسعت میں کوئی کمی نہیں آتی اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری وساری ہے۔

آپ کے عرس کی تاریخ

عرس کہتے ہیں شبِ زفاف کو اور شبِ زفاف کو شبِ عروسی سے بھی تعبیر کرتے ہیں چونکہ اولیاء اللہ کے بارے میں حُسنِ عاقبت کا ہمیں ظنِ غالب ہے اس لئے ان کی یاد میں تاریخ وصال پر جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں ہم انہیں عرس سے تعبیر کرتے ہیں۔

جامع الترمذی میں ہے کہ

> مرنے والوں سے قبر میں فرشتے (منکر نکیر) ان کے ایمان کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور جب ایک مومن صالح صحیح جواب دیتا ہے تو فرشتے انہیں قبر میں آرام سے سلاتے ہوئے کہتے ہیں 'نم کنومة العروس' سوجا جیسے دلہن سوتی ہے۔(جامع الترمذی میں۔۱۰۷۷)

اس کی حکمت یہ ہے کہ جس دن اللہ کے ولی کا انتقال ہوتا ہے وہ دن اس کی روحانی شادی کا دن ہوتا ہے آپ کی اور ہماری شادیاں دنیوی اور جسم کی شادیاں ہوتی ہیں اور اللہ کے ولیوں کی شادی ان کی روح کی شادی ہوتی ہے جب ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرتی ہے اور پردے اٹھائے جاتے ہیں اور وہ اپنے محبوبِ حقیقی سے ملاقات کرتے ہیں تو اس دن ان کی شادی ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم بزرگوں کا عرس مناتے ہیں۔

نیز قبر میں کائنات کے دولہا، سرکار دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اس لئے اولیاء اللہ کی موت کو وصال اور ان کی تاریخ

وصال کو ہم عرس سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں:

قبر میں میت کو حضور علیہ السّلام کا دیدار کرا کر سوال ہوتا ہے کہ تُو اس شَمْسُ الضُّحیٰ بَدْرُ الدُّجیٰ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو جو تیرے سامنے جلوہ گر ہیں، کیا کہتا تھا؟ ''ھٰذَا'' اشارہ قریب ہے، معلوم ہوا کہ دِکھا کر قریب کر کے پھر پوچھتے ہیں۔ اسی لیے حضرات صوفیائے کرام اور عُشّاق موت کی تمنا کرتے ہیں اور قبر کی پہلی رات کو ''دولہا کے دیدار کی رات'' کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت (رحمۃُ اللہِ علیہ) فرماتے ہیں:

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

مولانا آسی (رحمۃُ اللہِ علیہ) فرماتے ہیں:

آج پُھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
جس کے جَویاں تھے ہے اُس گل سے ملاقات کی رات

شہزادۂ خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام الکشف حضور شیخ المسلمین یقیناً اللہ کے ولی تھے دوست تھے۔ اور ایسے ولی کامل تھے کہ جن کی تقویٰ شعاری کا اعتراف دشمن بھی بسرِ خم کرتے تھے چونکہ ولی کے جملہ صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ متقی ہو۔ تقویٰ کے معنی ہیں جن کاموں کو کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا انہیں کرنا اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے اِجتناب کرنا۔ (صاوی، یونس، تحت الآیۃ:۶۳، ۳/ ۸۸۰)

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کی تقویٰ شعاری، پارسائی و پرہیز گاری کا اک زمانہ قائل ہے۔ اسی لئے ان کے وصال کی تاریخ کو اہل عشق بطورِ

عرس مناتے ہیں۔

آپ کے عرس کی تاریخ ۱۴؍ مئی ہے۔ ہر سال ۱۴؍ مئی کو اربابِ عشق حضور شیخ المسلمین کی تقریب عرس بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کرتے ہیں اور وہاں طرحی مصرعوں کے ساتھ ایک طرف کیف بار مشاعرہ ہوتا ہے تو دوسری طرف علما و مشائخ کے روح پرور خطابات، گویا اس برکت آشنا بارگاہ میں انواع و اقسام کی روحانی غذائیں فراہم کی جاتی ہیں اور دیوانوں کا ایک ازدحام کثیر یقین کی چیخ کے ساتھ کہتا ہے کہ جسے خدا اپنا محبوب بناتا ہے قلوب عالم میں اس کی محبت ودیعت فرمادیتا ہے۔ سبحان اللہ!!

یادداشت نوٹ

عنوان	صفحہ

یہ وہ خوش نصیب افراد ہیں جنھوں نے حضور شیخ المسلمین کی محبت میں، ان کی سوانح پر آنے والی کتاب مستطاب بنام (انقلاب شیخ المسلمین) "چاند سا انسان" کی طباعت میں کشادہ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خراج محبت کے طور پر اپنے خاص تعاون سے نوازا اور ارباب عشق شیخ المسلمین کے لیے سہولتیں فراہم کیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خدا انھیں میدان محشر میں بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے اور ان کے جملہ مرحومین کو ثواب کثیر سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

اسمائے معاونین

اسمائے گرامی	ولدیت	سکونت	رقم	اسمائے گرامی	ولدیت	سکونت	رقم
محمد آزاد عالم	شفیق مرحوم	پتھرا کنڈی	7050	محمد شمس الدین	محسن میاں	پنر گڑیا	500
محمد اکرام علی	محمد مقبول علی	گڈا	5000	محمد متاب الدین	قربان میاں	پنر گڑیا	100
محمد شہادت حسین	بی بی صغریٰ	سرونی بازار	1500	محمد حاتم	طیب میاں	پنر گڑیا	200
محمد منور حسین	دلدار مرحوم	سرونی بازار	2100	غفایب	لیاقت مرحوم	پنر گڑیا	200
محمد شمس الحق	منظور مرحوم	سرونی بازار	2000	محمد منور	حاکم انصاری	پنر گڑیا	500
ڈاکٹر محمد سلیم	مشتاق مرحوم	سرونی بازار	2250	محمد یوسف	بریل میاں	پنر گڑیا	500
محمد خیر الہدیٰ	ہاجرا لمصطفیٰ	بونسی	2500	بی بی صالحہ	زوجہ محمد امتیاز	پنر گڑیا	1000
محمد ظہیر الہدیٰ	ہاجرا لمصطفیٰ	بونسی	2500	محمد شاہد اقبال	عین الحق	گڈا	15000
محمد سرفراز الہدیٰ	ہاجرا لمصطفیٰ	بونسی	2500	حاجی گڈو	عقیل مرحوم	گڈا	11000
محمد ثناء اللہ	شہاب الدین	سریاہاٹ	1000	محمد شہباز	ہمت قلندر	سنولہ	500
محمد رضاء الحق	غلام رسول	لکھی کنڈی	7500	قاری غلام محمد		کیری	1100
الحاج ہیرا مرحوم	محمد حنیف	دمکا	7500	الحاج نور الہدیٰ	الحاج عبد الصمد	گڈا	7500

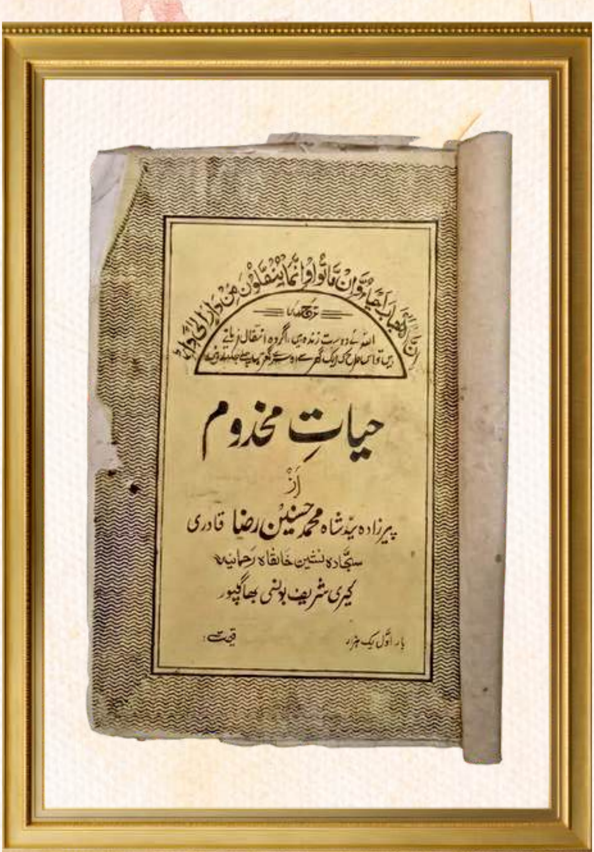
عبداللہ	ضمیر الدین	مدھوبن	7500	الحاج محمد حنیف	برکت مرحوم		7500
عبدالقادر	اسرافیل مرحوم	باراہاٹ	7500	مولانا نظام الدین	عباس مرحوم		3750
حاجی محمد نثار	محمد اسحٰق مرحوم	لکشمی پور	3786	ریحانہ خاتون	حبیب مرحوم		3750
محمد نظر الانصاری	علی جان	پاکوڑ	5000	الحاج محمد شعیب	ابراہیم مرحوم		5000
محمد شاہد	محمد صغیر	پاکوڑ	1100	محمد رستم قاضی	سلطان قاضی	کیری	1000
محمد طیب صاحب	یعقوب مرحوم	مُہانی	7500	عبدالرحمٰن	عمران انصاری	بھیکو	3750
محمد منازل	نور عالم	ڈفرپور	7000	محمد پرویز	عبداللطیف	دمکا	7500
محمد تبریز	محمد منظور	سکندرپور	1000	محمد فیضل	حکیم مرحوم	سکندرپور	7500
محمد سرور	سراج الانصاری	ڈفرپور	3000	محمد صابر	محمد اسحاق	رانی پور	2100
محمد عاقب رضا	عبدالمنان	ڈفرپور	2000	عبدالوہاب	آزاد عالم	ڈفرپور	3750
محمد عباس قادری	محمد علی	مظفرپور	7500	حافظ تجمل حسین	ریاض الدین	لکڑکھوا	1000
بے نظیر	مجاہد سیٹھ	کھڑہارا	1000	محمد جمال خان		اکھڑا	1000
تشدید		کھڑہارا	1000	نصراللہ خادم	شیخ طاہر	کیری	1000
محمد مظہر	محمد شمیم	ڈھوادیوگھر	1100	محمد سرفراز	زین العابدین	گڈا	750
محمد کریم خان		گڑھنابانکا	2100	ڈاکٹر آصف رضا	حاجی ریاض	کیری	1100
محمد اکبر قریشی		فرید آباد	5100	محمد معراج	حاکم میاں	پنرگڑیا	1000
محمد اعظم	عبدالرزاق	پنرگڑیا	2500	عبدالعلیم	خضری میاں	پنرگڑیا	200
محمد سلام	شرافت علی	پنرگڑیا	500	برجہاں	عمر علی مرحوم	پنرگڑیا	500
عبدالمطلب	لیاقت حسین	پنرگڑیا	500	محمد صوفی	شرافت علی	پنرگڑیا	500
ہملو	خلیل میاں	پنرگڑیا	500	اشتیاق عرف چینا	بارک مرحوم	موہانی	1000

آثار و تبرکات

حضور شیخ المسلمین، حضور مخدوم عالم پناہ، شاہ عبد الحق جھرنا پہاڑ، حضور اعلیٰ حضرت، حضور غوث اعظم و حضور پُر نور محمد رسول اللہ ﷺ



فارسی اشعار کا وہ طغرہ جو حضور شیخ المسلمین کے مسند ارشاد کے داہنی جانب دیوار پر ملصق ہے۔


ان احباب الله احیاء وان ماتوا وانما ینقلون من دار الی دار

ترجمہ

حیاتِ مخدوم

از

پیرزادہ سید شاہ محمد حسنین رضا قادری

سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ

کیری شریف بونسی بھاگلپور

بار اول یک ہزار

قیمت

حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے رشحات قلم سے پہلی تصنیف بنام "حیات مخدوم" جس کا صدر صفحہ آپ کی نگاہوں کی زینت بن رہا ہے۔



یہ وہ قرآن شریف جس کی تلاوت حضور شیخ المسلمین کیا کرتے تھے۔



دلائل الخیرات شریف کا وہ نسخہ جس کی حضور شیخ المسلمین ہمیشہ تلاوت کیا کرتے تھے۔



یہ وہ جاے نماز ہے جسے حضور شیخ المسلمین اپنے سفر میں رکھا کرتے تھے۔



یہ وہ مسند ارشاد ہے جس پر آپ جلوہ فرما ہو کر رشد و ہدایت، تصنیف و تالیف اور خدمت خلق کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔



یہ وہ خط ہے جسے علامہ سید ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت کے حکم پر مخدوم عالم پناہ کو بریلی شریف میں حاضری کے لیے تحریر کیا تھا۔



خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور مخدوم عالم پناہ سید عبدالرحمن البییھوی کی قلمی نگارشات



حضور شیخ عبد الحق چلہ کش جھرنا پہاڑ کا مصحف شریف (قرآن شریف)



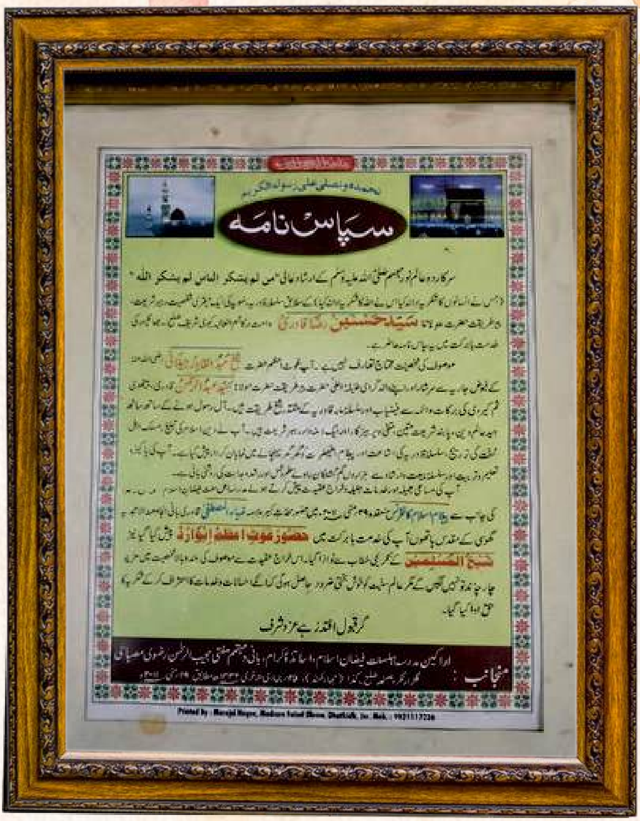
یہ وہ مہر ہیں جنھیں حضور شیخ المسلمین اپنے دستاویز کے لیے استعمال کرتے تھے



خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور مخدوم عالم پناہ کی تسبیح شریف



یہ وہ کٹوری سکہ ہے جو آپ ضرورت پر ضرورت مندوں کو دیا کرتے تھے۔

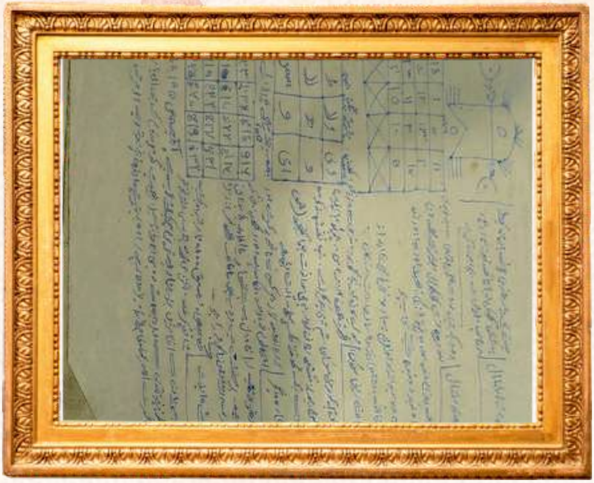


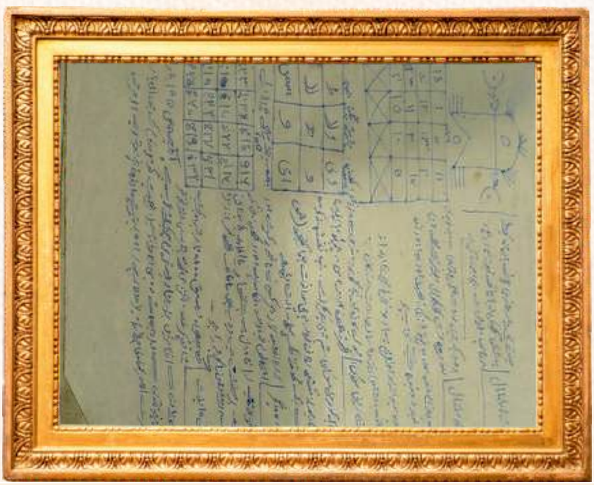
یہ وہ سپاس نامہ ہے جس میں آپ کو حضور غوث اعظم ایوارڈ اور شیخ المسلمین کے تکریمی خطاب سے نوازا گیا



غوث الاعظم ایوارڈ

یہ وہ ایوارڈ ہے جسے حضور شیخ المسلمین کو پیش کیا گیا تھا۔





خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور مخدوم عالم پناہ کے تعویذات کے قلمی نسخے





یہ وہ خط ہے جسے حضور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نے
حضور مخدوم عالم پناہ کو ارسال کیا تھا۔



یہ وہ صافہ ہے جسے حضور شیخ المسلمین عرس یا دیگر تقریبات
میں استعمال فرماتے تھے۔



یہ وہ پٹہ ہے جسے گردن پاک پر حضور شیخ المسلمین استعمال کرتے تھے۔



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين

اما بعد فقد اجزت السيد الجليل الفاضل النبيل المولوي عبد [illegible]

بطريقة السادة القادرية [illegible]

[illegible]

يوم الاربعاء

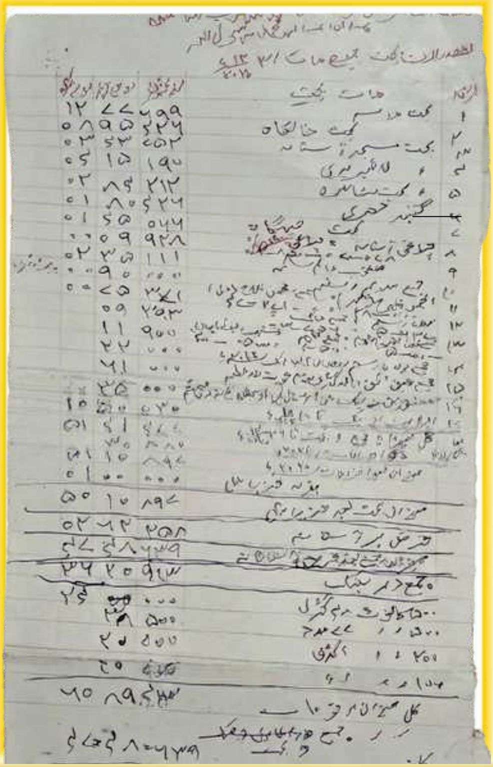
یہ وہ اجازت نامہ ہے جس میں اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے حضرت مخدوم عالم پناہ کو مختلف سلاسل کی اجازت عطا فرمائی



حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمہ کی سرمہ دانی۔



یہ وہ خط ہے جسے علامہ سید ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور مخدوم عالم پناہ کو ارسال کیا تھا۔



یہ پیسہ سید شاہد رضا نے ادا کر دیا

یہ مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف اور دیگر شعبہ جات اور اپنی رقم کی وہ آخری تفصیلات ہیں جسے حضور شیخ المسلمین نے وصال سے پہلے تحریر فرمایا تھا۔



حضور شیخ المسلمین علیہ الرحمۃ والرضوان کے تمام شہزادوں کی تختیاں۔



یہ حضور شیخ المسلمین کا ٹارچ ہے



یہ وہ تمام چشمے (عینک) ہیں جنھیں حضور شیخ المسلمین استعمال کیا کرتے تھے۔

حضور شیخ المسلمین کے موبائل



یہ وہ آخری موبائل ہے جو آپ کے پاس تھا۔



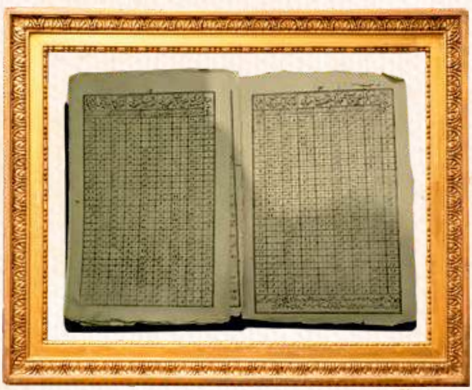
خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور مخدوم عالم پناہ کا کرتا۔



یہ وہ پاور بینک ہے جسے حضور شیخ المسلمین استعمال کیا کرتے تھے۔


الحمد للہ
افتائے حرمین کا تازہ عطیہ
الحمد للہ
کچا چٹھا بیت اللہ نے کھول دیا
الحمد للہ
صاحب کیطرف منسوب خط کی خطاؤں کا لفافہ کھل گیا
الحمد للہ
مسئلہ علم غیب میں مذہب حق کا آفتاب چمکا
از فضلہ تعالیٰ

مسئلۂ علم غیب پر خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور مخدوم عالم پناہ کی تفصیلی دلائل و براہین سے مزین تصنیف



یہ علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ والرضوان کی نظام اوقات الصلوۃ ہے جسے حضور شیخ المسلمین استعمال فرمایا کرتے تھے



یہ چاندی کے وہ چراغ ہیں جنھیں حضور شیخ المسلمین کبھی کبھی استعمال فرمایا کرتے تھے



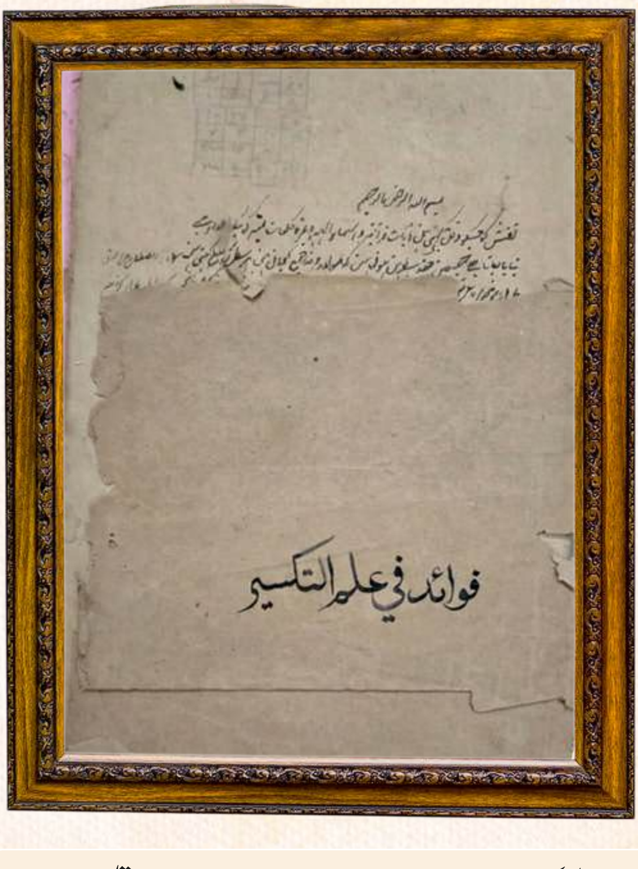
حضور شیخ المسلمین کے قلم جنھیں اپنی تصنیفات و دیگر تحریری معاملات میں استعمال فرماتے تھے۔



یہ وہ سونے کی بسر ہے جسے وصال کے بعد خواب میں مخدومۂ ماں نے موجودہ صاحب سجادہ حضور سید شاہد میاں کی اہلیہ کو بتایا تھا کہ بسر فلاں جگہ ہے اسے اٹھا کر رکھ لو۔ جب اس جگہ گئے تو یہ بسر وہیں دستیاب ہوئی۔



یہ وہ آلہ ہے جسے حضور شیخ المسلمین قبلے کا رخ واضح کرنے کے لیے اپنے استعمال میں لایا کرتے تھے۔



علم تکسیر پر خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور مخدوم عالم پناہ کی قلمی تحریر



حضور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے جوتے۔



حضور شیخ المسلمین کے جوتے۔



شیخ عبدالحق چلہ کش جھرنا پہاڑ کا ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن شریف۔



اوراد و وظائف پر قلمی تحریر



حضور شیخ المسلمین کا
لیٹر پیڈ



حضور شیخ المسلمین کی
فون ڈائری



حضور شیخ المسلمین کی درسی کتابوں پر نوٹس (قلمی تحریر)



حضور شیخ المسلمین کے پٹے جنھیں جلسوں و دیگر تقریبات میں استعمال کرتے تھے۔



حضور شیخ المسلمین کے جبے (عبا شریف)۔



یہ وہ لوبان دان ہے جسے شیخ المسلمین استعمال کیا کرتے تھے



حضور شیخ المسلمین کی کنگھیاں



تعویذات کے قلمی نسخے



یہ وہ پلیٹ، گلاس اور کٹورا ہے
جنھیں حضور شیخ المسلمین مکہ
شریف میں خرید کر استعمال فرمایا
کرتے تھے۔



حضور اعلی حضرت محدث بریلوی کی شیروانی شریف جو آج بھی خانقاہ رحمانیہ میں موجود ہے



یہ وہ لباس ہیں جنھیں حضور شیخ المسلمین سردی کے موسم میں استعمال فرمایا کرتے تھے۔



حضور ﷺ کا موے مبارک



سرکار غوث پاک
رحمۃ اللہ علیہ کا موے
مبارک

نوٹ: ان دونوں تبرکات کا شجرہ کتاب میں مذکور ہے۔



حضور شیخ المسلمین کے جاڑے کے کپڑے اور شیروانی



یہ وہ پلنگ ہے جسے حضور شیخ المسلمین اپنی آخری عمر میں استعمال فرمایا کرتے تھے





یہ وہ پیسے ہیں جنھیں حضور شیخ المسلمین کو عقیدت مندوں نے بطور مصافحہ پیش کیا تھا
جو حضور شیخ المسلمین کے پاس بصورت یادگار محفوظ تھے۔



غریب نواز ہاسٹل

مدرسہ خانقاہ رحمانیہ کیری شریف میں زیر تعلیم طلبۂ کرام کے لیے خوبصورت، عمدہ اور کشادہ ترین رہائش گاہ



سیرۃ النبی ہال



دربارِ گدی

اس خوبصورت اور عمدہ ترین عمارت کی داہنی جانب مہمانوں کے لیے لنگر خانہ ہے۔ بالائی حصے میں مہمان خانہ ہے اور بائیں جانب گنبد خضری کے نیچے حضور شیخ المسلمین کا مسند ارشاد ہے۔ اور اسی کے ٹھیک نیچے موجودہ صاحب سجادہ حضور تاج المسلمین علامہ سید شاہد رضا مصباحی صاحب کا سریر پند و نصائح ہے۔



یہ وہ ہوائی تکیہ ہے جسے حضور شیخ المسلمین سفر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے اور گاہے بگاہے استعمال میں لاتے تھے۔



مسجد شیخ المسلمین

حضور شیخ المسلمین تادم حیات جس مسجد میں منصب امامت کو سنبھالتے رہے اس مسجد کو شہید کرنے کے بعد جو مسجد ابھی زیر تعمیر ہے اسے موجودہ صاحب سجادہ نے مسجد شیخ المسلمین کے نام سے موسوم کیا ہے۔

نوٹ: ابھی اس مسجد میں موجودہ صاحب سجادہ حضرت سید شاہد میاں صاحب قبلہ منصب امامت پر فائز ہیں۔



آستانۂ عالیہ

حضور مخدوم عالم پناہ اور حضور شیخ المسلمین کی برزخی آرام گاہ (مزار پرانوار)۔



وضوخانہ



شیخ عبدالحق بلڈنگ

اس بلڈنگ کے وسط میں ایک اسٹیج ہے جس پر عرس کے موقع سے طرحی مشاعرہ اور جلسہ ہوتا ہے۔ اور اس کی دونوں جانب عرس میں آنے والے شعرا، خطبا اور علماے ذوی الاحترام کے لیے شاندار قیام گاہ ہے۔

الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی

سیت پہاڑی چھیلا پاتھر دمکا جھارکھنڈ

ریاست جھارکھنڈ کا ذیلی دارالسلطنت ضلع دمکا ہے جہاں دخترانِ اسلام کی دنیا وآخرت سنوارنے کے لئے شہنشاہِ کیری شریف، اِمام الکشف، حضور شیخ المسلمین کے دستِ بابرکات سے الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی کو 3 جون 2020 عیسوی بمطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۴۴۱ ھجری میں حتمی وجود ملا۔ جو تب سے لے کر آج تک الحجاب ایجوکیشنل ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام پوری آب وتاب کے ساتھ چل رہا ہے ۔ جہاں داخلہ لینے والی جملہ طالبات کو راسخ العقیدہ، ریسرچ اسلامک اسکالر اور داعی الی اللہ بنانے کے لئے تمام تر سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک جامع وکامل نصاب، عربی، فارسی کے علاوہ انگریزی، ہندی، حساب، سائنس اور کمپیوٹر پر خصوصی توجہ، پُرسکون، خوبصورت اور دلکش ماحول، تین وقت کا معیاری کھانا، دومنزلہ پرشکوہ عمارت کی صورت میں شاندار رہائش گاہ، کپڑے وغیرہ دھونے کے لئے عمدہ ترین واشنگ اسپاٹ، بہترین غُسل خانہ، سرسبز وشاداب انڈر گراونڈ تفریح گاہ، صحت بخش علاج ومعالجہ، باصلاحیت، محنتی اور تجربہ کار معلمات کی ہمہ وقت تعلیمی وتربیتی رہنمائی کے ساتھ ساتھ حالات کی پراگندگی کے پیشِ نظر سی، ٹی، وی کے ذریعے بچیوں کی ہر لمحہ نگرانی وغیرہ۔ بچیوں کے مستقبل کی فلاح کے لئے یہ ساری ضرورتیں ادارہ پوری کر رہا ہے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا ان شاء اللہ۔

لہٰذا اہل خیر حضرات سے خصوصی توجہات کی گزارش ہے

محمد شہاب الدین ثقافی نقی القادری منیجنگ ڈائریکٹر: الحجاب کلیۃ البنات اکیڈمی

6370217350 9337297687

ALHIJAB EDUCATIONAL TRUST

Trust Registration No. 2213949460

NGO Registration No JH/2023 /0360126

Ministry of Education Government of India Registration No. JH/00011886